مُشکل کُشا

علیؑ مولا

کے

معجزات اور اقوال

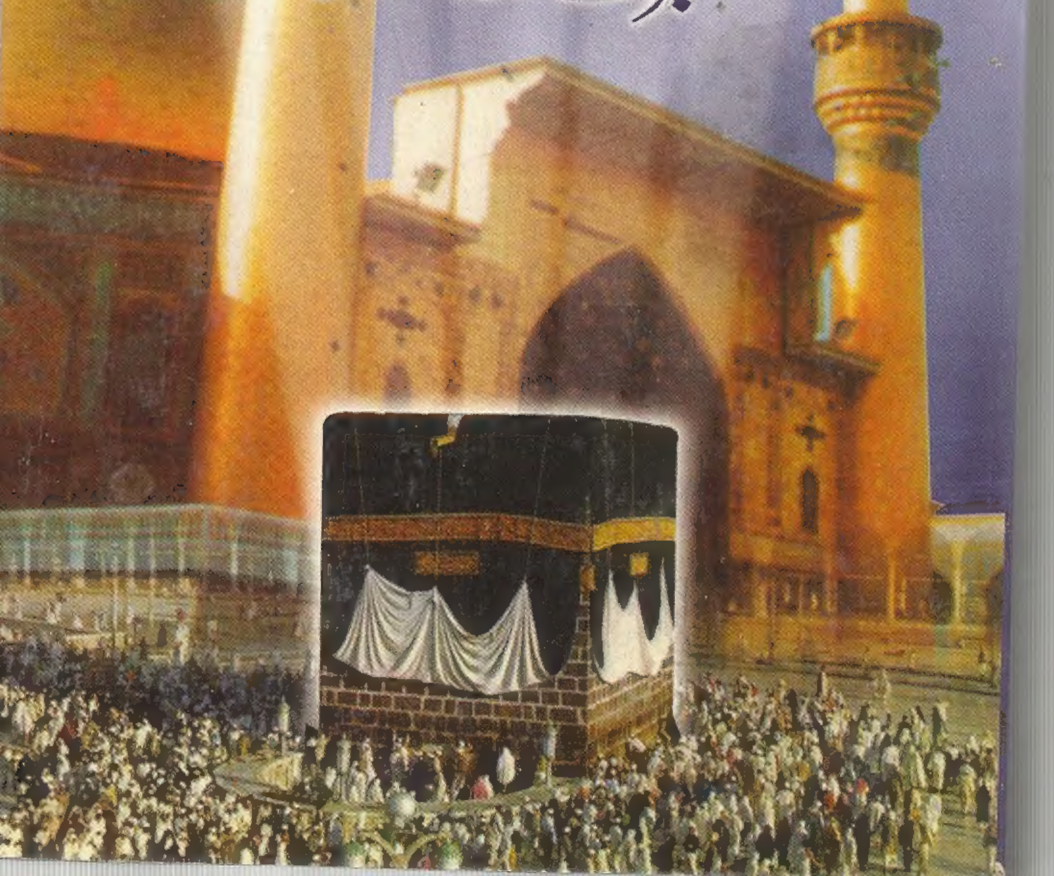

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱۱۰/۷۸۶)

مولائے کائنات

ابوالائمہ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام

کی مناجاتوں میں سے ایک مناجات

اِلٰھِیْ کَفٰی بِیْ عِزًّا اَنْ اَکُوْنَ لَکَ عَبْدًا وَکَفٰی بِیْ فَخْرًا اَنْ تَکُوْنَ لِیْ رَبًّا اَنْتَ کَمَا اُحِبُّ فَاجْعَلْنِیْ کَمَا تُحِبُّ

میرے اللہ میری عزت کے لیے یہی کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ تُو میرا پروردگار ہے۔ تُو ویسا ہی ہے جیسا میں چاہتا ہوں، پس تُو مجھ کو ویسا بنا لے جیسا تُو چاہتا ہے

مشکل کشا

علیؑ مولا کے معجزات اور اقوال

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

نظرثانی

پروفیسر سیّد سبطِ جعفر زیدی

تحقیق و ترتیب

عالیہ ایوّب

عصمہ پبلیکیشنز

سی-۲۹ بلاک جے نارتھ ناظم آباد کراچی-پاکستان

فون نمبر: ۶۶۲۵۶۱۸

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	علیؑ مولا کے معجزات واقوال
نظر ثانی	:	پروفیسر سید سبط جعفر زیدی
تحقیق وترتیب	:	عالیہ ایوب
ناشر	:	عصمہ پبلی کیشنز کراچی۔
تاریخ اشاعت	:	مارچ ۲۰۰۱ء
طباعت	:	پرنٹنگ محل ناظم آباد نمبر ۲، کراچی
تعداد	:	ایک ہزار
ایڈیشن	:	پہلا ایڈیشن
قیمت	:	100 روپے

اسٹاکسٹ

۱۔ مکتبہ الرضا۔ ۸ بیسمنٹ میاں مارکیٹ۔اردو بازار۔لاہور

۲۔ افتخار بک ڈپو۔اسلام پورہ کرشن نگر۔لاہور

۳۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر۔کراچی

۴۔ حسن علی بک ڈپو۔کھارادر۔کراچی

۵۔ محفوظ بک ایجنسی۔مارٹن روڈ۔کراچی

۶۔ عباس بک ایجنسی۔رستم نگر۔لکھنؤ

۷۔ خراسان بک سینٹر بریٹو روڈ۔کراچی

۸۔ ویلکم بک پورٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ مین اردو بازار۔کراچی

۹۔ احمد بک ڈپو۔ رضویہ سوسائٹی۔کراچی۔

۱۰۔ علمدار جعفری بک ڈپو۔انچولی۔کراچی

۱۱۔ الحسن بک ڈپو مسجد باب العلم۔نارتھ ناظم آباد۔کراچی

انتساب

اپنے پیارے والد
مرحوم سیّد علی عابد رضوی
کے نام

اَمانتوں میں نہ زِنہار خورد بُرد کرو
غمِ حسینؑ نئی نسل کے سُپرد کرو
(شاداں دہلوی)

زیرِ اہتمام
پروفیسر سید سبطِ جعفر زیدی اکیڈمی
باشتراک: ادارۂ ترویج سوز خوانی
کراچی لاہور اسلام آباد
6625618 5720672 2281380

فہرست

شکم مادر میں	10
خانہ کعبہ میں	10
جھولے میں سانپ	11
پانی کی تلاش	11
درِ خیبر	13
یونانی حکیم	14
ایک پرندے کی اطاعت	15
ہاتھیوں کی اطاعت	16
سورج سے کلام	17
سزا کے بعد	18
خشک انار کا درخت	20
کوفہ سے مدینہ	21
پتھروں کا موتی	22
یہودیوں کا مسخرا پن	22
قاتل کون ہے؟	23
یہودی کا مال	26
گستاخی کا انجام	27
مدینہ میں زلزلہ	28
منافقوں کی سازش	29
لشکر کی شکایت	31
کتے کی صورت	32
مشرک کا انکار	33
پانچ سو درہم	36
علیؑ کا حکم	38
آل نوحؑ کا ایک سوال	39
نماز عصر اور سورج	41
آزمائش	42
اژدہا سے کلام	43
علیؑ سے بغض	44
ایک اہم انکشاف	45
جنگ نہروان کے لئے پیشن گوئی	47
امیر معاویہ اور موت	49
رشید ہجری کی شہادت	50
گائے اور آدمی	52
ایک اشارے میں	54
حکم علیؑ اور درخت	55
ایک کافر کی مشکل	57
مسجد کا بار بار گر جانا	61
زنانہ لباس پہننے والا زانی	61
کھجور کا درخت	68
کچھوے کی صورت	69
عظر مند جن کی شکل	70
شہد کی مکھی	73
بد دعا کا اثر	73
حدیث چھپانے کا انجام	73
دیوار کا گرنا	74
مست اونٹ کا واقعہ	74
پتھر کا سونا	76
ایک ہاشمی سلطنت	77
اژدہا بن گیا	78
پتھر پر نشان	78
یہودی نے آزمایا	79
فرشتوں کی تعداد	79
قرآن کی تلاوت	80

بغض کا انجام	80
نہر کا پانی	81
کھوپڑی سے کلام	82
ام فروہ کو زندہ کرنا	82
حضرت داؤدؑ اور نام علیؑ	83
تخلیق آدمی سے قبل	84
نعرہ حیدری کی قوت	85
شب معراج علیؑ کی آواز	85
آسمانوں پر نکاح	86
مشکل کشا کا دعویٰ	88
جب علیؑ سوار ہوئے	89
میدان جنگ میں	89
ہلاک ہو گیا	90
ابر کی اطاعت	90
اعلان نبوت کے وقت	92
ہجرت کی رات	96
پر خطر کنواں	100
جنگ بدر کی رات	102
یہودی کے سات سوال	104
ایک اعرابی کے تین سوال	105
حالتِ رکوع میں	107
ایک کافر کا سوال	108
ایک بڑھیا کی صدا	108
قبر مبارک سے	110
خلفائے بنی عباس	111
شہر اجمیر میں	114
بے حرمتی کا انجام	115
خواب میں دیکھا	117
تازہ خون نظر آیا	117
شیر کا زخمی ہاتھ	118
علیؑ علیؑ کی صدا	118
ڈاکو سے نجات	120
بھارتی اداکارہ ہیلن	123
یا علیؑ کے نعرے	124
چین کا ایک درخت	124
ایک بیمار لڑکی	125
چور کی جھوٹی قسم	126
یہ ضرب حیدری ہے	127
بھولو پہلوان	127
بھارتی ٹیم کی عقیدت	128
مشکل حل فرمائیں	129
ایک گونگا لڑکا	131
ڈوبتا ہوا جہاز	132
روضہ علیؑ پر	132
حضرت علیؑ کی معجزہ نمائی	133
آج بھی علیؑ کا نام سن کر	135
ہر لاش پر صرف ایک تلوار	135
علیؑ کو دیکھ کر	136
علیؑ کی نماز کے لئے دو دفعہ سورج پلٹ آیا	137
علیؑ مدد نہ کرتے تو شیر کھا جاتا	139
جبرئیلؑ کی پروں کی آواز	140
علیؑ نے جھولے کے اندر سانپ کا منہ چیر دیا	141
جنوں سے یہودی کا مال واپس دلا دیا	141
شیر کا حضرت علیؑ کو سجدہ کرنا	142
علیؑ کے ہاتھوں میں کنکر موتی بن گیا	143
عورتوں کی فریاد پر علیؑ نے مدد کی	143
یہ علیؑ کی مار کا نشان ہے	144
بچہ علیؑ کے سپرد کر دیا زندہ رہے گا	145

فرات کی طغیانی سے اہل شہر کو بچالیا	147
علیؑ کے لعاب دہن کا معجزہ	148
علیؑ کا ملک عظیم کی سیر کرنا	149
ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے	150
ابن بطوطہ	153
مولا علیؑ کی قبر پر آرام مل گیا	153
علیؑ کو برا کہنے والے کو اونٹ نے کچل دیا	154
علیؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا	154
ناصبی کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا	155
دس دینار	156
علیؑ کے ساتھ درخت بھی نماز پڑھنے لگے	156
کمان علیؑ کے ہاتھ سے گرتے ہی اژدھا بن گیا	157
شمعون الصفا کی پیشگوئی	158
یہاں سے لولے لنگڑے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں	159
مرہ بن قیس کا قتل	160
ایک پیالہ پانی سے سارے لشکر کو سیراب کر دیا	160
رات بھر رسول اللہ ﷺ کے سونے کا گمان ہوتا رہا	162
کھوپڑی والی مسجد	164
سانپ نے علیؑ سے بات کی	165
اونٹ کے سر کے برابر اژدھے کا منہ تھا	165
کبھی علیؑ کی ہمسری مت کرنا	166
سبحان اللہ العظیم	167
علیؑ نے کہا جا کتے دور ہو جا	167
لشکر کی تعداد بارہ ہزار ایک تھی	168
رسول ﷺ کے حکم سے علیؑ نے مردے کو زندہ کر دیا	169
حبشی غلام کے کٹے ہوئے ہاتھ دوبارہ جوڑ دیئے	170
علیؑ کے حکم سے پیٹ کے اندر بچے نے سب کچھ بتادیا	171
کتے نے کہا میں نے منافقوں کو کاٹا ہے	176
علیؑ کا دشمن مسجد میں گیا فوراً اندھا ہو گیا	177
یہ بچہ مبارک ہے	179
شکل کتے جیسی لیکن کان انسانوں کی طرح	179
تاریخ کا عجیب و غریب فیصلہ	182
منکر مرد سے عورت بن گئی	185
علیؑ کے جنازے کے لئے غیبی اونٹ آیا	189
علیؑ سے عداوت رکھنے والے کا منہ کالا	190
مچھلی نے حجت خدا ہونے کی گواہی دی	191
جادوگر عورت	191
دانیال کی لاش کی برآمدگی	192
شہد کی مکھی	194
قبر سے اٹھ کر مردے نے کہا	195
امام حسنؑ نے جنت سے انار منگوائے	196
وہ پتھر تلاش کرو	197
ایک عیسائی خاتون کا انٹرویو	198
آج بھی معجزے ہوتے ہیں	199
مسٹر ڈی۔ ایف کرا کا تعارف	200
صراط مستقیم	208
درود محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کا زندہ معجزہ	216
علیؑ کی شہادت پر درخت خشک ہو گیا	217
علیؑ کے نام کا موح مبارک جنت سے آئی	218
علیؑ کی ولادت کے لئے دیوار خانہ کعبہ شق ہو گئی	219
آسمان سے بجلی چمکی اور کالے ریچھ کو جلادیا	220
لڑکی کے پیٹ سے بہت بڑا کیڑا نکلا	223
بیعت	225
منکر حدیث	228
علیؑ کی بس تمہارے دل میں جگہ ہو	229
خدا کے بعد نبی ﷺ ہے نبی ﷺ کے بعد علیؑ	229
نبی ﷺ اور علیؑ	232
ابن ملجم کا انجام	240

علیؑ کی ولادت سے قبل کا معجزہ 242
زمانہ رسول ﷺ میں آپ کے معجزات 242
بصرے کا غرق ہونا 247
مرغابیوں کی اطاعت 247
آدھا منہ کالا 248
علیؑ کا امتحان 249
جن کا خوف 250
مردے کو زندہ کرنا 251
علیؑ کی دعا 252
بادل کا ٹکڑا 252
درخت کی گویائی 254
شکم مادر میں گفتگو 255
ابو جہل کی گردن 256
آنحضرت ﷺ کو دیکھا 257
اصحاب کہف کا بیان 258
درخت کی نماز 259
حدیث سے انکار 261
دو بچوں کا کلام 262
معراج سے انکار 263
پانی کا ایک پیالہ 265
ابلیس اور دیو 266
زمین سے کلام 268
نوشیرواں کا بوسیدہ سر 269
علیؑ سے بغض 271
پتھر پر انبیاء کے نام 272
سبز درخت سے آگ 273
قاتل کی خبر 275
شہروں کی بربادی 276
لوہے کا موم بن جانا 277
اونٹ کا کلام 278
کربلا کی زمین 278
حضرت تمار کی شہادت 279
زنا کی تہمت 280
خولہ کا بیان 284
ایک یتیم پر ظلم 286
ایک لڑکی کی فریاد 289
حضرت جبرئیلؑ کا سوال 293
حضرت جبرئیلؑ کا فخر 294
ایک سوداگر کی امانت 295
حضرت اویس قرنی 296

اقوال

اسلام 297
توحید 298
عدل 300
امامت 302
آخرت 304
شفاعت 306
حق 307
حکمت 309
فکر 310
نماز 311
روزہ 312
جہاد 313
دین 315
دنیا 317
اخلاص 318

سبیل سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

☆☆☆

شکم مادر میں

حضرت علی شیر خدا کی ولادت باسعادت عمل میں آئی بھی نہ تھی کہ آپ کی کرامات و معجزات کا سلسلہ ایسا جاری ہوا جو آپ کی شہادت اور بعد از شہادت سے لے کر اب تک اور رہتی دنیا تک آپ کے نام کے طفیل ایسے معجزات ظہور میں آتے رہیں گے جو آپ کی شان و عظمت کا نشان ہیں۔ آپ ابھی اپنی مادر گرامی حضرت فاطمہؓ بنت اسد کے شکم میں تھے کے معجزات رونما ہونے لگے۔ آپ اپنی ماں سے ان ایام میں بھی گفتگو فرماتے تھے۔ یہ گفتگو خانہ کعبہ میں ہوتی تھی۔ جب آپ کی مادر گرامی خانہ کعبہ میں داخل ہوتیں تو تمام بت منہ کے بل گر پڑتے، اس وقت آپ کی مادر فرماتیں ابھی تو تم اپنی ماں کے شکم میں ہو اور ابھی سے یہ بت تمہیں سجدہ کرنے لگے ہیں جب تم شکم مادر سے دنیا میں تشریف لاؤ گے اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی۔

خانہ کعبہ میں

مشہور و معروف حقیقت جس کے سامنے ہر ایک نے سر خم کیا ہے، یہ سعادت سوائے علیؑ کے کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی اور یہ بھی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ خانہ کعبہ علیؑ کی ولادت گاہ بنی۔ جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب حضرت علیؑ کی ولادت کا وقت قریب آیا، آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت

اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں اور بارگاہ الہیٰ میں دعا فرمائی، دعا ہونے والے فرزند کے طفیل منظور ہوئی دیوار کعبہ شق ہوئی۔ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں کیا دیکھتی ہیں کہ ہونے والے فرزند کے لئے جناب مریمؑ، جناب آسیہؑ، حضرت موسیٰؑ کی والدہ موجود ہیں۔ ان سب نے زچگی کے فرائض انجام دیئیے۔ تین دن تک آپ وہاں رہیں لاکھ چاہا کہ در کعبہ کھولیں مگر باہر والا کوئی نہ کھول سکا۔

جھولے میں سانپ

ہر کتاب میں کثرت سے یہ روایت ملتی ہے کہ کمسنی میں بھی آپ کی طاقت اس عمر کے لحاظ سے ایک بہت بڑا معجزہ تھی۔ یہ روحانی منزلت ہے کہ آپ کی مادر گرامی آپ کو جھولے میں لٹا کر اپنے کام میں مشغول ہو گئیں۔ آپ نے اپنی طرف ایک بہت بڑے سانپ کو بڑھتے ہوئے دیکھا۔ سانپ جھولے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ آپ نے اپنا ایک ہاتھ باہر نکال کر اس سانپ کی گردن پکڑ لی، ایک سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی انگلیاں سانپ کے منہ میں داخل کر دیں اور اس وقت تک اس سانپ کو پکڑے رکھا جب تک وہ مر نہ گیا۔ اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہ تشریف لے آئیں، آپ نے علیؑ کے ہاتھوں میں مرے ہوئے سانپ کو دیکھا تو لوگوں کو پکارا۔ آواز سن کر لوگ جمع ہوگئے۔ آپ فرمانے لگیں میرا بیٹا تو حیدر ہے جس نے سانپ کو دو ٹکڑے کر دیا۔ خیبر کے مقام پر مرحب نامی پہلوان آپ کے مقابلے پر آیا تو آپ نے اپنا تعارف حیدر کے نام سے کرایا تھا۔

حضرت علیؑ نے صفین کی جنگ کے موقعہ پر ایک ایسی بستی میں قیام فرمایا جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ مالک اشترؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی "یا امیرالمومنینؑ آپ نے ایسی جگہ قیام فرمایا ہے جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان نہیں"۔ آپ نے جواب میں فرمایا "اے مالک! ہم عنقریب اسی جگہ پانی سے سیراب ہوں گے، پھر آپ نے زمین کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا" تم اور تمہارے ساتھی اس مقام پر ایک گڑھا کھودیں"۔ سب نے مل کر ایک گڑھا کھودا۔ وہاں سے ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا پتھر نکلا۔ سو آدمیوں نے مل کر اس پتھر کو ہٹانا چاہا مگر پتھر ذرا بھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ آخر جناب امیرؑ نے اپنے ایک ہاتھ سے پتھر کو اٹھایا اور چالیس ہاتھ دور پھینک دیا پتھر ہٹتے ہی وہاں سے شفاف، صاف، میٹھا، ٹھنڈا پانی ظاہر ہوگیا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ آپ نے اس پتھر کو پھر اسی مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے اصحاب نے اس پر مٹی ڈال کر اس جگہ کو چھپا دی۔

لشکر اسلامی اس مقام سے روانہ ہوا ابھی کچھ ہی فاصلے پر پہنچے تھے کہ آپ نے فرمایا "تم میں سے کون ہے جو اس مقام کو دوبارہ تلاش کرے گا؟" سب نے یک زبان ہو کر عرض کی کہ ہم سب پہچان لیں گے۔ سب واپس گئے مگر وہاں کوئی بھی اس مقام کو نہ پہچان سکا۔ اس اثنا میں قریبی گرجے سے ایک راہب آتا دکھائی دیا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا تمہارا نام شمعون ہے اس نے عرض کی ہاں میرا یہی نام ہے مگر یہ نام میں یا صرف میری ماں جانتی ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "اے شمعون تم کیا چاہتے ہو؟" عرض کی اس چشمے کے لئے معلومات

چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس چشمہ کا نام راجوہ ہے یہ جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو نبیوں اور تیرہ اوصیاں نے پانی پیا ہے۔ میں آخری وصی ہوں جو اس چشمہ سے پانی پی رہا ہوں"۔ راہب نے عرض کی میں نے کتاب انجیل میں اسی طرح پایا ہے۔ یہ راہب مسلمان ہوگیا اور آپ کے ساتھ اس نے جنگ صفین میں حصہ لیا۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی طرف سے وہ پہلا شہید تھا۔ جب یہ درجہ شہادت پر فائض ہوا تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا "یہ شخص قیامت کے روز ہمارا ساتھی ہوگا۔"

در خیبر

ہر خاص و عام کتب میں کثرت کے ساتھ در خیبر کا واقعہ درج ہے جو آپ کی روحانی قوت کا آئینہ دار ہے۔ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو بروز خیبر علم عطا فرمایا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ یہودیوں کے مضبوط ترین قلعہ کی طرف روانہ ہوئے اور نامی گرامی پہلوانوں کو شکست دی۔ یہودیوں نے جب دیکھا کہ اب ان کی خیر نہیں تو وہ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور دروازے کو اندر سے مضبوطی سے بند کر دیا۔ یہ لوگ اندر سے تیروں سے حملہ آور ہوئے۔ حضرت علیؑ نے قلعہ کے مضبوط ترین دروازے کو ایک جھٹکے کے ساتھ اس طرح اکھاڑا جیسے تیز ہوا روئی کو اڑا کر ادھر ادھر لے جاتی ہے۔ آپ نے اس دروازے کو چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ صفیہ کا بیان ہے کہ میں ایک طاق میں بیٹھی تھی کہ اچانک دروازہ اکھڑنے کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑی کہ شاید زلزلہ آگیا ہے۔ کسی نے مجھے بتایا کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے۔ آپ کا

ارادہ صرف اتنا تھا کہ دروازے کو اکھاڑ دیں۔ بعض روایت میں ہے کہ آپ نے اس در کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ جابر سے روایت ہے کہ جب علیؑ نے اس در کو اٹھا کر پھینکا تو تجربے کے طور پر پہلے چالیس پھر ستر پھر سو آدمیوں نے مل کر اس در کو اٹھانا چاہا مگر در اس قدر وزنی تھا کہ اس کو ہلا تک نہ سکے۔ اس در کے لئے مشہور ہے کہ چالیس نامور پہلوان اسے کھولا اور بند کیا کرتے تھے۔ آپ سے جب کسی نے اس کے لئے دریافت کیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا یہ جسمانی قوت کا نتیجہ نہیں سب روحانی قوت اور آغوش رسالتؐ کی وجہ سے ہے۔

یونانی حکیم

حضرت علیؑ کی خدمت میں ایک یونانی حکیم حاضر ہوا۔ آپ کے چہرے اور پنڈلیوں کو دیکھنے کے بعد کہنے لگا آپ کے چہرے کی زردی کا علاج تو میں کر سکتا ہوں مگر آپ کی پنڈلیوں کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میرے چہرے کی زردی کتنی مقدار میں چلی جائے گی۔ حکیم نے عرض کی اگر آپ اس دوا میں سے دو بالوں کے سروں کے برابر تناول فرمالیں تو آپ ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر ایک دانے کے برابر آدمی کھالے تو آدمی کو مار دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس اس وقت یہ دوائی کتنے مقدار میں موجود ہے حکیم نے عرض کی دو مثقال۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے تمام دوائی لے کر کھالی۔ یونانی حکیم یہ دیکھ کر کانپنے لگا کہ یہ فوری مرجائیں گے اور میں کسی بڑی مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ یونانی حکیم کی یہ حالت دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمانے لگے اے حکیم اس زہر کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوگا آپ نے فرمایا اپنی

آنکھیں بند کرو اس نے بند کر لیں پھر فرمایا اب آنکھیں کھول دو۔ حکیم نے جب آپ کے چہرے پر نظر ڈالی تو حیران ہوگیا کہ آپ کا چہرہ سرخ و سفید ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا۔ یہ تیرے زہر کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے پھر ایک چبوترے پر جس پر یہ یونانی حکیم بیٹھا ہوا تھا اس کے اوپر دو کمرے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے دیواروں سمیت اٹھالیا۔ یہ دیکھ کر یونانی حکیم غش کھا کر گر پڑا۔ پھر آپ نے مکان کو اسی حالت میں رکھ دیا۔ حکیم ہوش میں آیا تو آپ نے اس سے فرمایا "دیکھا دو پتلی کمزور پنڈلیوں کی قوت کا نتیجہ۔"

ایک پرندے کی اطاعت

عمار بن یاسرؓ اور جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ ایک صحرا سے گزر رہے تھے۔ ہم ابھی پیچھے ہی تھے کہ حضرت علی آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرائے پھر اتنا مسکرائے کہ ہنس پڑے اور آسمان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے پرندے تجھے کیا کہنا ہے ہم دونوں نے عرض کی یا امیرالمومنین پرندہ کہاں ہے، دور دور تک آسمان پر کسی پرندے کا پتہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا "تمہیں نظر نہیں آتا" پھر فرمایا "کیا تم اس پرندے کو بولتا ہوا دیکھنا چاہتے ہو؟ ہم نے عرض کی ہاں۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مانگی جو آہستہ آہستہ تھی۔ پرندہ فوراً زمین پر آگیا اور آپ کے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ اپنی پشت سے آپ کے ہاتھ کو مس کرنے لگا۔ آپ نے پرندے سے فرمایا "اللہ کے حکم سے بولو" پرندہ صاف عربی زبان میں گویا ہمکلام ہوا اور عرض کی السلام علیکم یا امیرالمومنینؑ۔ آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت علیؑ نے پرندے سے دریافت کیا

کہ اس صحرا میں جہاں نہ پانی نہ پودے ہیں تم اپنی خوراک کہاں سے حاصل کرتے ہو؟

پرندے نے عرض کی " اے آقا جب بھوکا ہوتا ہوں آپ حضرات کی روایت کا ذکر کرتا ہوں اور سیر ہو جاتا ہوں پھر کھانے کی تمنا نہیں رہتی اور جب پیاسا ہوتا ہوں آپ حضرات کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں تو پیاس بجھ جاتی ہے۔" یہ کلام سن کر آپ نے پرندے سے فرمایا اللہ تجھے برکت دے اللہ تجھے برکت دے۔

ہاتھیوں کی اطاعت

جناب عمارؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو عمان کے شہر میں جلندی بن کرکرہ سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔آپ وہاں پہنچے اور سخت جنگ کا آغاز ہوا۔ جلندی نے اپنے غلام کندی کو طلب کیا اور کہا کہ تم سیاہ عمامے والے شخص کے پاس چلے جاؤ اور اسے گرفتار کر کے ذلت کے ساتھ زمین پر گرا دو تو میں انعام میں اپنی چہیتی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا جس کی شادی بادشاہ کے لڑکے سے نہیں کی۔ کندی ایک سفید ہاتھی پر سوار ہوا اپنے ساتھ ۲۹ ہاتھیوں کو لیا اور حضرت امیرالمومنینؑ کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ امیرالمومنینؑ نے جلندی کو دیکھا آپ بغلے سے اتر پڑے۔ سر اقدس سے کپڑا بچھایا۔ تمام جنگل چمک اٹھا پھر دوبارہ آپ بغلے پر سوار ہو گئے۔ ہاتھیوں کے قریب آئے اور ایسا کلام فرمایا جس کو انسان نہ سمجھ سکے۔ اچانک ان تیس ہاتھیوں نے پلٹ کر مشرکین پر حملہ کر دیا اور انہیں دوڑاتے ہوئے عمان کے دروازے تک پہنچا دیا۔ صرف ایک ہاتھی جس پر کندی سوار تھا اس نے آپ کا

حکم نہیں مانا۔ تمام ہاتھی واپس حاضر ہوئے اور ایسی گفتگو کی کہ تمام نے سنی اور ان ہاتھیوں نے عرض کی ہم سب حضرت محمدؐ کو جانتے ہیں وہ اللہ کہ نائب ہیں مگر یہ سفید ہاتھی محمدؐ وآل محمدؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ حضرت سخت کڑکے جیساکہ جنگوں میں مخالفین کے خلاف کڑکا کرتے تھے۔ سفید ہاتھی کانپنے لگا آپ نے ایک ضرب لگا کر اس ہاتھی کا سر جدا کر دیا اور اس پر سوار کندی غلام کو سر سے پکڑ لیا۔ جبرئیلؑ نے نبیؐ کو آگاہ فرمایا کہ آپ فصیل پر تشریف لے جائیں اور علیؑ سے بلند آواز میں فرمائیں کہ اسے بخش دیجئے یہ آپ کے قیدی ہیں۔ علیؑ نے کندی کو چھوڑ دیا۔ کندی نے آپ سے عرض کیا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ذرا نظر اٹھا کر دیکھو سامنے کون ہے۔ کندی نے دیکھا کہ رسولؐ خدا اور آپ کے اصحاب مدینہ کی دیوار پر کھڑے ہیں، آپ نے کندی سے پوچھا کون ہے؟ کندی نے عرض کی رسولؐ اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ کتنے فاصلے پر ہیں کندی نے عرض کی چالیس دن چلنے کی راہ پر ہیں۔ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد کندی نے عرض کی یا ابوالحسنؑ! آپ کا رب، رب کریم ہے۔ آپ کا نبیؐ، نبیؐ کریم ہے۔ آپ اپنا دست مبارک آگے بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے جلندی کو قتل کیا بے شمار مخلوق سمندر میں ڈوب کر مرگئی، بے شمار قتل ہوئے باقی مسلمان ہوگئے۔ حضرت نے قلعہ کندی کے سپرد کیا اور جلندی کی بیٹی کی شادی کندی سے کی اور کچھ مسلمانوں کو وہاں چھوڑ دیا تاکہ انھیں تعلیم دیں۔

سورج سے کلام

محمدؐ بن مسلم اور جابر سے روایت ہے کہ سورج نے حضرت علیؑ سے سات

مرتبہ کلام کیا۔ پہلی مرتبہ سورج نے حضرت علیؑ سے اس طرح کلام کیا کہ اے مسلمانوں کے امام اللہ کے ہاں میری سفارش فرمائیے کہ وہ عذاب نہ دے۔ دوسری مرتبہ کہا کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں آپ کے دشمن کو جلادوں، میں ان کو ان کی پیشانیوں سے جانتا ہوں۔ تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی جب آپ سے نماز عصر فوت ہوگئی تھی۔ امیرالمومنین نے سورج سے مخاطب ہو کر فرمایا "اپنی جگہ سے پلٹ کر آجا۔" سورج نے لبیک کہا اور پلٹ کر آگیا۔ چوتھی مرتبہ حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا۔ "اے سورج تو نے کوئی میرا گناہ دیکھا ہے؟" خدا کے حکم سے سورج گویا ہوا اور عرض کی۔ "میرے رب کی عزت کی قسم اگر خدا آپ کی مانند تمام مخلوق کو پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔" پانچویں مرتبہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جب نماز کے بارے میں اختلاف ہوگیا تو لوگوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کی اس وقت سورج نے کھلم کھلا کلام کیا۔ اور سورج نے کہا تھا۔ "حق علیؑ کے لئے ہے، حق علیؑ کے ہاتھ میں اور حق آپ کے ساتھ ہے" قریش و دیگر افراد نے ان باتوں کو سنا۔ چھٹی مرتبہ حضرت علیؑ نے سورج کو طلب کیا تھا اور وہ آپ کے لئے آب حیات کا پانی لے کر ایک برتن میں حاضر ہوا تھا اور آپ نے اس سے وضو کیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ سورج نے عرض کی میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت علیؑ کی شہادت کے وقت سورج حاضر ہوا آپ نے سورج سے کلام کیا۔

سزا کے بعد

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں

ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے چوری کی ہے جس کی سزا دے کر مجھے آپ پاک کر دیں۔ اس شخص نے امیرالمومنین حضرت علیؑ کے سامنے اپنی چوری کا تین مرتبہ اقرار کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ہاتھ کاٹنے کے بعد وہ شخص اپنا کٹا ہوا ہاتھ لیکر مجلس سے باہر آیا۔ راستے میں ابن عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس شخص سے پوچھا تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے۔ جواب میں اس شخص نے کہا میرا ہاتھ امیرالمومنین وصی سید المرسلین۔ مولائے جملہ انس و جان غالب کل غالب جو اس مخلوق میں آنحضرتؐ کو سب سے پیارا ہے علی ابن ابی طالب نے۔ ابن عباسؓ نے کہا جس نے تیرا ہاتھ کاٹا ہے تو اسی کی اس قدر تعریف کرتا ہے۔ عرض کی وہ ذات میری تعریف سے بہت بلند ہے ان کی محبت میرے نس نس میں بسی ہوئی ہے۔ ابن عباسؓ اس شخص کو لیکر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کچھ اس شخص سے سنا تھا وہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا بعض دوست ہمارے ایسے ہیں کہ اگر ہماری محبت میں ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تب بھی ان کے دل میں ہماری محبت کے سوائے کچھ خیال نہ گزرے گا اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو شہد کیوں نہ چٹائیں مگر ان کا بغض ہمارے لئے اور زیادہ ہوگا۔ آپ نے اس شخص کا کٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر کٹی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا۔ اپنی چادر سے ڈھانپ کر چند پوشیدہ کلمات پڑھے۔ چادر اٹھائی تو اس شخص کا ہاتھ اصلی حالت میں ٹھیک ہوگیا۔ یہ شخص ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہا اور جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا آخر یہ جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس شخص کا نام افلح تھا۔

خشک انار کا درخت

ایک روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک خشک انار کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بہت سے دوست بھی تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "آج میں تمہیں ایک نشانی دوں گا۔" حاضرین نے عرض کی "ہاں!" آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا "اس درخت پر نظر ڈالو۔" سب نے اس درخت کی طرف دیکھا تو وہ درخت حرکت میں آگیا۔ دیکھتے دیکھتے وہ درخت سر سبز ہو گیا اس درخت پر اس قدر پھل لگے کہ حاضرین بے اختیار ہو کر کہنے لگے ہم نے ایسا درخت کبھی نہیں دیکھا اور نہ ایسا میوہ دیکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا "تم سب باری باری اس درخت سے انار کو توڑو۔" سب نے آپ کے حکم کے مطابق درخت سے انار توڑنا شروع کئے کچھ ہاتھوں میں انار آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھاتے تو ٹہنی اونچی ہو جاتی۔ حاضرین تعجب سے حضرت امیر المومنین سے دریافت کرنے لگے "یا حضرت کچھ کے ہاتھ میں نہ آسکی اس کا سبب کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا "جو میرے محب ہیں ان کے ہاتھ تو پہنچے ہیں اور جو میرے دشمن ہیں ان کے ہاتھ سے ٹہنی دور ہو گئی بروز قیامت بھی ایسا ہی ہو گا۔ جو میرے محب ہوں گے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ جب وہ میوے کی خواہش کریں گے درخت خود بخود جھک جائیں گی اور جو دشمن ہوں گے وہ جنت کی چیزوں سے محروم ہوں گے۔"

کوفہ سے مدینہ

ہبیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ میں ایک دن کوفہ میں حضرت علیؑ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا "اے ہبیرہ۔ تیرا دل اپنے اہل و عیال کی طرف مائل ہے جو مدینہ میں ہیں۔" میں نے عرض کی "یا امیرالمومنین یہ حقیقت ہے۔" آپ نے فرمایا "نماز عشاء پڑھ کر میرے گھر کی چھت پر آجانا۔" میں نماز عشاء سے فارغ ہوکر سیدھا آپ کے گھر کی چھت پر گیا وہاں آپ تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا "اپنی آنکھیں بند کرلو۔" میں نے اپنی دونوں آنکھیں بند کرلیں پھر مجھ سے فرمایا "اب آنکھیں کھولو۔" میں نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مدینے میں اپنے گھر کی چھت پر پایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا "جا اپنے اہل کے پاس جاکر اپنا عہد تازہ کرلے اور واپس آجا۔" میں واپس آیا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا "آنکھیں بند کرلے۔" میں نے آنکھیں بند کرلیں آپ کے حکم سے جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفے میں جناب امیرالمومنین کی چھت پر پایا اور آپ نے مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا اے ہبیرہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے اور وہ باوجود کفر کے اس بات پر قادر ہے ہم ایمان دار ہوکر اس امر پر کس طرح قادر نہ ہوں اور معلوم ہوا ہے کہ آصف برخیا کے پاس کتاب خدا سے ایک علم تھا۔ وہ تخت بلقیس کو شہر سبا سے ایک مہینے کی راہ پر تھا۔ آنکھ جھپکنے میں سلیمانؑ کے پاس لے آیا میں خیرالمرسلین کا وصی ہوں اور مجھ کو چاروں کتابوں کا علم ہے۔ کس طرح اپنی خواہش کے پورا کرنے پر قادر نہ ہوں۔

پتھروں کا موتی

حضرت علیؑ امیرالمومنین ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد کوفہ میں تشریف لائے کہ ایک شخص آیا اور وہاں آکر کہا کہ مجھے سخت تعجب ہے کہ دنیا دوسروں کے پاس تو ہے اور تمہارے ہاتھ میں نہیں۔ حضرت علیؑ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ ہم دنیا کو چاہتے ہیں اور ہم کو نہیں ملتی۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر زمین سے چند چھوٹے پتھر اٹھائے آپ کے ہاتھ میں آتے ہی یہ پتھر بیش و بہا قیمتی موتیوں کی شکل میں تبدیل ہوگئے۔ آپ نے فرمایا اگر میں چاہتا تو ایسا ہی ہوتا یہ کہہ کر ہاتھوں سے یہ پتھر پھینک دیئے جو زمین پر گرتے ہی اپنے اصلی شکل کے پتھر بن گئے۔

یہودیوں کا مسخراپن

راحت القلوب مصنفہ شیخ فرید گنج شکر قدس میں تحریر ہے جس کو کوکب دری کے حوالے سے تحریر کیا جارہا ہے۔ ایک دن چند یہودیوں نے آزمائش کے طور پر مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک فقیر کو حضرت علی امیرالمومنین کے پاس یہ کہہ کر بھیج دیا کہ شاہ مرداں شیر یزداں تشریف لارہے ہیں۔ ان سے کچھ مانگ یہ تجھے ضرور دیں گے۔ اس فقیر نے حضرت علیؑ سے اپنے فقر وفاقہ کا حال بیان کیا، اپنی ضرورت بیان کی کہ مجھے کچھ عنایت کردیں۔ آپ نے اپنے پاس تلاش کیا مگر اپنے پاس کچھ نہ پایا آپ اپنے علم باطنی کی وجہ سے یہودیوں کے اس بدارادے سے آگاہ ہوئے آپ نے اس فقیر سے فرمایا تجھے تیری مراد ضرور ملے گی۔ آپ نے سائل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دس مرتبہ درود پڑھ کر دم کیا اور فرمایا اپنی مٹھی بند رکھنا۔ درویش حضرت کے حکم کے مطابق

یہودیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے آپ کا تمسخر اڑانے کے لئے اس درویش سے پوچھا۔ "شاہ مردان نے تجھے کیا دیا؟" درویش نے کہا انھوں نے کچھ دیا تو نہیں البتہ دس مرتبہ میرے ہاتھ پر درود پڑھ کر دم کیا ہے اور مٹھی بند رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہودی نے کہا" مٹھی کھول ہم بھی تو شاہ مرداں کے دعویٰ کی کرامت دیکھیں" درویش نے اپنی مٹھی کھولی تو یہ دیکھ کر سب یہودی حیران رہ گئے کہ اس مٹھی میں دس سرخ رنگ کے دینار ہیں۔ ان یہودیوں نے جب یہ آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو سب یہودی اپنے خاندان سمیت مسلمان ہوگئے۔

قاتل کون ہے؟

زہرۃ الریاض اور احسن الکبار میں میثم تمارؓ سے مروی ہے کہ جس کو کوکب دری صفحہ ۳۶۸ کے حوالے سے تحریر کیا جارہا ہے۔ ایک روز میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ یکایک ایک شخص زرد عمامہ سر پر باندھے کمر میں تلوار لگائے حاضر ہوا اور بلند آواز میں کہنے لگا کہ تم میں کون شخص ہے جس نے تمام عمر میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کی، اپنی شجاعت سے دشمنوں کو زیر کیا، جس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی، جو اخلاق حمیدہ اوصاف پسندیدہ میں کمال کو پہنچا ہوا ہے، جو تمام غزوات میں محمدؐ مصطفیٰؐ کا ناصر و مددگار رہا، عرب کے مشہور سورما عمرو بن عبدود۔ عنترو مرحب کو قتل کیا۔ کون ہے جس نے درخیبر کو ایک حملہ میں اکھاڑا۔ امیرالمومنین نے اس شخص کی گفتگو سنی اور فرمایا اے سعید بن الفضل وہ شخص میں ہوں پوچھ جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے میں ہی ہوں۔ غم زدوں، یتیموں۔ اسیروں، خستہ دلوں کا مرہم میں ہی ہوں وہ شخص جس کے

اوصاف توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں مرقوم ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو ہی رسولؐ خدا کا وصی اور اولیاء اللہ کا پیشوا ہے اور سیدالمرسلین کے بعد زمین و آسمان کی حکومت تیرے واسطے ہیں۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا سوال کر جو تیرا جی چاہے۔ اعرابی نے آپ کی خدمت میں عرض کی میں ساٹھ ہزار مردوں کی طرف سے جن کو عقیمہ کہتے ہیں ایلچی بن کر آیا ہوں اور ایک مردہ لایا ہوں جس کے قتل میں اختلاف ہے۔ اگر آپ اس مردہ کو زندہ کر دیں تو ہمیں تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ رسولؐ خدا کے وصی اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ ابن شیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کوفہ کے گلی کوچوں میں منادی کرادی جائے کہ جو کوئی علی بن ابی طالب کی کرامات جو حق تعالیٰ نے انھیں عطا کی ہے اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے وہ کل نجف میں جا کر حاضر ہو۔ ابن شیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق کوفہ میں منادی کردی۔ دوسرے دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف متوجہ ہوئے اہل کوفہ آپ کی رکاب میں تھے۔ جب آپ مقام مقررہ پر پہنچے تو اس اعرابی سے فرمایا اس جنازے کو حاضر کیا جائے۔ آپ کے سامنے جنازہ لایا گیا کپڑا ہٹا کر دیکھا کہ ایک جوان ہے جو تلواروں سے ٹکڑوں ٹکڑے کیا گیا ہے۔ آپ نے اس اعرابی سے فرمایا اس جوان کو قتل کئے کتنے دن گزر چکے ہیں؟ اعرابی نے عرض کی اکتالیس دن ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے خون کے طالب کون ہیں؟ اعرابی نے عرض کی قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں۔ امیرالمومنین نے فرمایا اس کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن

حسان ہے اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی اس نے اس کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرلیا۔ اس کی وجہ سے اس کے چچا نے اس کو قتل کیا ہے اعرابی نے عرض کی یا امیرالمومنین ہمارا بھی خیال یہی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں لیکن میں اس پر راضی نہیں ہوں جب تک آپ اس مردہ کو زندہ نہ کردیں اسی وقت آپ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم الانبیاء کے وصی سے بڑھ کر معظم نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے اس گائے کا ایک عضو اس مردے پر لگایا تھا جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا۔ میں بھی اپنا ایک عضو اس مردے پر لگاتا ہوں جو اس چیز سے جس کو بنی اسرائیل نے اس مقتول پر لگایا تھا آپ نے یہ فرما کر دایاں پاؤں اس مقتول پر لگا کر فرمایا۔ اے جوان اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ وہ جوان زندہ ہو گیا اور عرض کی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ امیرالمومنین نے فرمایا تجھ کو کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے چچا حریث بن حسان نے قتل کی ہے اور امیرالمومنین نے جو وجہ بیان فرمائی تھی اس شخص نے وہی وجہ بیان کی۔ جب تمام حضرات نے یہ عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا تو تمام حضرات جناب امیرالمومنین کی مدح و ثنا کرنے لگے بعد ازاں امیرالمومنین نے فرمایا اے اعرابی تم جاؤ اپنی قوم کو اس چشم دید واقعہ کی خبر دو۔ انہوں نے عرض کی یا امیرالمومنین ہم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جناب کی خدمت میں جدا نہ ہوں گے یہ لوگ آپ کی خدمت اقدس میں رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

یہودی کا مال

امیرالمومنین حضرت علیؑ اپنے دور خلافت میں ایک روز بازار کوفہ سے گزر رہے تھے آپ نے ایک یہودی کو دیکھا جو اپنے سر پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہا تھا۔ اے مسلمانوں تم جاہلیت کے طریق پر عمل کررہے ہو۔ تم اسلام کا باقاعدہ نہیں برتتے۔ یہودی کی آواز سن کر جناب امیرالمومنین نے فرمایا" اے یہودی تجھے مسلمانوں سے کیا تکلیف پہنچی ہے جو اس طرح کی باتیں کررہا ہے یہودی نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں میں ساٹھ گدھے مال اور اسباب سے لادے ہوئے تھے۔ جب میں فلاں مقام سے گزرا تو رہزن میرا تمام اسباب لوٹ لے گئے۔ جناب امیر نے یہودی سے فرمایا گھبراؤ نہیں تمہارا مال ضائع نہ ہوگا اور اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ گھوڑا لیکر آؤ۔ اس نے آپ کے لئے سواری کا انتظام کیا اور اس یہودی کو لے کر ایک جماعت کے ساتھ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے اس یہودی کا مال گم ہوگیا تھا۔ آپ نے زمین کے اس ٹکڑے پر چابک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا سب لوگ اس خط کے اندر آجاؤ اس مقام سے باہر نہ ہونا ورنہ جن تمہیں لے اڑیں گے۔ سب لوگ اس خط میں آگئے۔ آپ نے بلند آواز میں فرمایا" اے جنوں خدا کی قسم اس یہودی کا مال اگر تم نہ لے کر آئے تو تمہارے اور میرے درمیان جو عہد ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور میں تمہیں ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔" یہ آواز سنتے ہی جن پکار اٹھے" اے وصی خیرالمرسلین، ہم خدا اور رسول کے فرماں بردار ہیں آپ کے اطاعت گزار ہیں۔ ہماری تقصیر معاف فرمائیں۔ آپ کے حکم سے یہودی کے گم شدہ ساٹھ گدھے معہ اسباب کے نمودار ہوئے۔ امیرالمومنین نے ان کو یہودی کو حوالے

کر کے فرمایا اپنا اسباب دیکھ لو سب کچھ وہی ہے یا کچھ کم ہے۔ یہودی نے اپنا اسباب دیکھنے کے بعد عرض کی یا امیرالمومنین تمام مال بدستور قائم ہے یہودی نے جب اپنا گم شدہ مال آپ کے حکم سے پل بھر میں اپنے سامنے پایا تو یہودی فوراً مسلمان ہوگیا۔

گستاخی کا انجام

ابن ابواب سے منقول ہے کہ خالد بن عبدالملک مروانی جو شام کا حاکم تھا۔ مجھ کو خط لکھ کر بلایا تاکہ میں جناب امیر کی شان میں گستاخی کروں میں اس بات سے واقف ہو کر بھاگ گیا اور ابن صفوان جو ابو خلف کی اولاد سے تھا۔ مجھ سے گھوڑا طلب کیا تاکہ خالد کے پاس جا کر جناب امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرے۔ مگر میں نے اسے گھوڑا نہ دیا۔ وہ چار میل پیدل چل کر مدینہ پہنچا اور خالد کے حق میں منبر پر جاکر قبلہ کی طرف رخ کر کے حضرت علیؑ امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرنے لگا اور کہا اے خداوند محض تیری اور تیرے رسولؐ کی محبت کے خاطر میں حضرت علیؑ پر سب کرتا ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے ایک شخص مسجد میں بیٹھا تھا اس پر نیند کا غلبہ ہوا اس نے خواب میں دیکھا کہ قبر رسولؐ شگافتہ ہوگئی اور اس میں سے ایک ہاتھ باہر نکلا آواز آئی اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو خدا کی لعنت تجھ پر ہو اور خدا تجھے اندھا کرے۔ ابن صفوان اندھا ہو کر منبر سے اترا اور اپنے بیٹے سے کہا اٹھ مجھے کوئی چیز دے مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا اس پر تکیہ کروں۔ اس کا بیٹا جب اس کو باہر لایا تو اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کوئی بلا لوگوں کو پہنچی ہے یا کوئی ظلم ظاہر ہوا ہے۔ لڑکے نے جواب دیا" اے باپ یہ تیرے جھوٹ کی سزا ہے جو تو نے منبر

رسولؐ پر جاکر کہا ہے اور تو نے اس شخص کی توہین اور اس کی شان میں گستاخی کی ہے جس کی دوستی خدا اور رسول کے حکم سے تمام مومنوں پر فرض ہے۔ ابن صفوان زندگی بھر اندھا رہا اسے کچھ نہ نظر آتا۔ اسی حالت میں اس کی موت واقعہ ہوگئی۔

مدینہ میں زلزلہ

حسین بن عبدالرحیم سے منقول ہے کہ ایک دن میں سلیمان شادگان کے پاس گیا۔ مجھ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے جواب دیا کہ فلاں فقیہہ کی مجلس سے آرہا ہوں۔ مجھ سے پھر پوچھا کہ وہاں کیا ذکر ہوا ہے میں نے جواب دیا کہ حضرت علیؑ امیرالمومنین کی بعض مناقب کا ذکر ہورہا تھا۔ اس کے جواب میں سلیمان نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت علیؑ کی ایک ایسی فضیلت بیان کروں جو میں نے ایک قریشی سے سنی ہے جسے سن کر سب آپ کا نام لیں گے سلیمان نے بیان کیا کہ حضرت عمر کے زمانے میں قبرستان بقیع حرکت میں آیا۔ لوگوں نے حضرت عمر کی خدمت میں فریاد کی آپ لوگوں کی جماعت کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے تاکہ خدا کے حضور میں دعا کریں جس سے اہل مدینہ کو پریشانی سے نجات مل سکے۔ آپ نے دعا فرمائی خدا اہل مدینہ کو اس زلزلہ سے امان فرما مگر زلزلہ جوں کا توں رہا پھر آہستہ آہستہ زلزلہ بڑھتا گیا اور مدینہ شہر کی دیواروں کے قریب آگیا۔ اہل مدینہ سخت پریشان ہوئے انھوں نے انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں یہ فیصلہ کیا کہ مدینہ شہر سے کوچ کیا جائے۔ حضرت عمر مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک جماعت کے ساتھ امیرالمومنین حضرت علیؑ کے پاس گئے آپ نے کہا ابوالحسن زلزلہ پیدا ہوگیا ہے

جس سے شہر ویران ہو رہا ہے آپ جلد توجہ فرمائیں تاکہ اہل مدینہ کی مشکل آسان ہو جائے۔ حضرت علیؑ نے تمام حالات سن کر فرمایا اصحاب رسولؐ سے سو آدمی حاضر ہوں جب وہ حاضر ہوئے تو ان حضرات میں دس حضرات جن میں سلمان فارسی۔ ابو ذر غفاری ۔ حضرت یاسر جیسے حضرات کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیکر اور اہل مدینہ کی جماعت بھی آپ کے پیچھے بقیع میں پہنچے آپ نے ان سب حضرات کے سامنے زمین پر تین مرتبہ پاؤں مار کر فرمایا۔ تجھے کیا ہو گیا ہے ۔ تجھے کیا ہو گیا ہے ۔ فوراً زلزلہ ساکن ہو گیا لوگ زلزلہ کے ساکن ہوتے ہی جناب امیر کو جھولی پھیلا پھیلا کر دعائیں دینے لگے اور ہنسی خوشی سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ جناب امیرالمومنین نے فرمایا میرے بھائی محمد مصطفیٰؐ نے مجھ کو لوگوں کے اس حالت اور زلزلہ کی خبر دی تھی۔

منافقوں کی سازش

حضرت امام حسن عسکری سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے غزوہ تبوک کی طرف توجہ فرمائی۔ جناب امیرالمومنین حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ منافقوں نے جب دیکھا کہ آپ دونوں بھائی آپس میں جدا ہیں ۔ ان دونوں کو فنا کر دینا آسان ہوگا۔ چند بدبختوں نے جناب امیر کے راستے میں ایک گہرا کنواں کھود کر خس و خاشاک سے ڈھانپ دیا اور جو دوسرے منافق آنحضرت سرکار دو جہاں کے ہمراہ تھے انہوں نے چودہ شخصوں کو سیاہ لباس پہنا کر عقبہ کے سر پر بٹھا دیا اور کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے ان کے حوالے کئے تاکہ وہ اوپر سے لڑھکا کر سرور کائنات کے ناقہ کو بھڑکا دیں۔

جبرئیلؑ نے ان منافقوں کی سازش سے آنحضرتؐ کو آگاہ فرمایا۔ جب حضرت علیؑ امیرالمومنین کچھ مومنوں کو لیکر آنحضرت کے استقبال کے لئے اس کنوئیں پر پہنچے جو منافقوں نے آپ کو گرانے کے لئے کھودا تھا اس وقت آپ کے گھوڑے نے اپنی زبان سے اس کنوئیں کے خطرہ سے آپ کو آگاہ فرمایا۔ آپ نے جواب میں فرمایا تو چل کنواں خود زمین کے برابر ہو جائے گا۔ آپ بڑے اطمینان سے اس کنوئیں کو عبور کر گئے منافقین گھات میں لگے تھے مگر یہ دیکھ کر ہکے بکے رہ گئے کہ جناب کا گھوڑا بڑے آرام سے اس کنوئیں کو پار کر گیا۔ جناب امیرالمومنین نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کوڑا کرکٹ صاف کر دو چونکہ آنحضرت سرکار دو جہاں تشریف لا رہے ہیں جب تنکے ہٹائے گئے تو ایک گہرا کنواں نمودار ہوا۔ حضرت علیؑ نے اپنے گھوڑے سے پوچھا یہ کنواں کس نے کھودا ہے اور کس کے حکم سے کھودا گیا ہے۔ جواب میں تین آدمیوں کے نام لئے آپ کے ساتھیوں نے عرض کی یا امیرالمومنین آنحضرت کو بھی خبر کر دیں آپ نے جواب دیا انھیں حق تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو خبردار کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے صحاب سے فرمایا جبریلؑ نے منافقوں کے اس مکر سے مجھے خبر دی ہے جو انھوں نے مدینہ میں علیؑ بن ابی طالب کے ساتھ کیا ہے خدا نے ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔ مگر مخالفوں نے یقین نہ کیا اور یہ گمان کیا کہ علیؑ وفات کی خبر پہنچ گئی ہے جو ہم سے چھپائی جا رہی ہے اس اثناء میں حضرت علیؑ امیرالمومنین اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا ان منافقوں نے ان باتوں کو جادو سمجھا اور کہا معاذاللہ محمدؐ اور علیؑ دونوں جادو میں پوری مہارت رکھتے ہیں

اور وہ چودہ شخص جو عقبہ کی چوٹی پر کنکروں سے بھرے ہوئے مٹکے لئے بیٹھے تھے۔ آنحضرتؐ کے حکم سے عمارؓ بن یاسرؓ نے ان کے اونٹوں کی مہار کھول دی ان اونٹوں نے انھیں اس چوٹی سے نیچے گرا دیا ان کے اعضا زخمی ہوگئے جب تک یہ منافق زندہ رہے اس وقت تک ان کے زخم اچھے نہ ہوئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ ان کے مکر و فریب کی علامت ہے۔

لشکر کی شکایت

کفایۃ المومنین میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی امیرالمومنین کے لشکر کو قیام کئے ہوئے بہت زیادہ مدت ہوگئی تو اہل لشکر نے بھوک کی زیادتی اپنی خوراک اور جانوروں کے چارے کی کمی کی شکایت کی "یا امیرالمومنین، ہمارے پاس ایک روز کا کھانا اور جانوروں کے لئے ایک رات کا بھی کھانا باقی نہیں رہا اس وجہ سے ہم پریشان و بے قرار ہو رہے ہیں۔" آپ نے لشکر کی شکایت سماعت فرمائی دوسرے صبح آپ نماز فجر کے بعد آپ ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے آگئے اور بارگاہ الہیٰ میں لشکر کی خوراک کمی اور مویشیوں کے چارے کی اور خوراک کی توسیع و توقیر کے واسطے دعا فرمائی۔ دعا فرمانے کے بعد آپ ٹیلے سے نیچے اتر کر اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی آپ اپنی قیام گاہ تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک قافلہ غیب سے وہاں پہنچا ان کے پاس فروخت کے لئے گوشت آٹا خرما سلے ہوئے کپڑے مویشیوں کے لئے چارا اور دیگر ضروریات انسانی کا سامان تھا جس سے اہل لشکر اور مویشیوں کی تمام ضروریات پوری ہوگئیں۔ اور تمام لشکر اپنی ضروریات سفر کا تمام اسباب خرید چکے تو یہ قافلہ صفین سے جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ بعد ازاں کسی کو نہ معلوم ہو سکا کہ یہ قافلہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں روانہ ہوگیا۔

کتے کی صورت

کفایۃ المومنین میں مرقوم ہے کہ ایک خارجی اور ایک مومن کے مقدمے کے فیصلے کے لئے دونوں کو امیرالمومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا مقدمہ کی تمام کارروائی کے بعد مومن کا حق پر ہونا ظاہر ہوگیا اس پر خارجی برہم ہوا اور کہا کہ یا علیؑ آپ نے عدالت کی رو سے فیصلہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا! اے دشمن خدا تو اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا جو خدا اور اس کے رسولؐ سے ظاہر ہے۔ اے خارجی مسخ ہو جا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلام جاری ہوا تو یہ خارجی فوراً کتے کی شکل میں تبدیل ہوگیا اور کپڑے اپنے بدن نجس سے اتار دیئے۔ جب یہ معجزہ خارجی نے دیکھا تو اضطراب اور گریہ وزاری کرنے لگا اور حسرت سے آنسو بہانے لگا۔ جناب امیر کو اس کی حالت پر ترس آگیا اور اس کے حق میں دعا فرمائی تو یہ خارجی اپنی اصلی حالت میں آگیا۔ اس وقت جناب علی ابن ابی طالب امیرالمومنین نے فرمایا آصف برخیا جو سلیمانؑ کا وصی تھا۔ تخت بلقیس لانے پر قادر تھا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے (اس شخص جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا کہا کہ میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے تیرے پاس لے آؤں گا) آیا خدا کے نزدیک حضرت سلیمان افضل ہیں یا محمد مصطفیٰؐ؟ حاضرین نے عرض کی خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰؐ افضل ہیں۔ فرمایا اس ہستی کے وصی سے ایسا معجزہ ظاہر ہو تو کچھ تعجب کا مقام نہیں۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی یا امیرالمومنین آپ کو معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کو بھی ایک اشارے سے کتے کی صورت کر دیتے آپ نے اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

(ترجمہ)۔۔ ان لوگوں کے عذاب سے وعقاب میں جلدی نہ کر کیوں کہ ہم نے ان کے لئے خوب طرح کے عذاب تیار کر دیئے ہیں۔

مشرک کاانکار

سید علی واعظ سے مروی ہے کہ سرور کائنات کی وفات کے بعد ایک روز امیرالمومنین حضرت علیؑ مسجد میں وعظ فرمارہے تھے کہ اے مسلمانوں آنحضرت اس دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں۔ میں ان کا قائم مقام نائب ہوں جو بھی تم کو مشکل آئے اس کا حل کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں۔ عیب کا حال مجھ پر روشن ہے۔ میں علوم انبیاء کا وارث ہوں مجھے نبی آنحضرتؐ نے اپنے علوم کا محافظ قرار دیا ہے۔ آسمان و زمین کے راز میں جانتا ہوں۔ سب کا علم مجھے ہے اس مجمع میں ایک مشرک بھی بیٹھا تھا جو کہ قارون کا خزانہ رکھتا تھا۔ کثرت مال کی وجہ سے بڑا مغرور تھا۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا تو دل سے انکار کیا۔ مسجد سے باہر نکلا ہی تھا غضب الہیٰ کا شکار ہوا بحکم خدا اس کی شکل مسخ ہوگئی اور وہ مشرک کتا بن گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو بڑا پشیمان ہوا اور مسجد میں واپس گیا تاکہ امیرالمومنین اپنی نظر عنایت سے واپس حقیقی صورت میں تبدیل کردیں۔ جب یہ مسجد میں داخل ہوا تو مسلمانوں نے اسے دھتکار کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ یہ اپنے گھر کی طرف پلٹا اور اپنے قیمتی بستر پر جا کر آرام کرنے لگا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کی خواب گاہ میں کتا بیٹھا ہوا ہے تو اس نے اپنی باندیوں کی مدد سے اس کتے کو گھر سے باہر نکال دیا اور خوب ڈنڈوں سے اس کی پٹائی کی تاکہ واپس نہ آئے۔ جب باہر میدان میں پہنچا تو محلے کے کتوں نے اس پر حملہ،

کیا خوب دانت مارے لاچار ہو کر اس کتے نے جنگل کا رخ کیا اور پھر جنگل میں پھرتا رہا۔ کوئی چیز کھانا چاہتا مگر اس کے حلق سے نہ اترتی اور نہ خدا اسے موت دیتا۔ اس جنگل میں ایک ریت کا ٹیلہ تھا رات دن اس ٹیلے کے چکر لگاتا۔ برف، برسات، گرمی، سردی کی مصیبتیں جھیلتا۔ جب یہ منافق کتا بن کر گم ہو گیا تو اس کے خاندان والوں کو بڑی فکر ہوئی اس کے قبیلے کے افراد اس کی تلاش میں نکلے۔ مگر اپنی تمام تر کوششوں باوجود بھی اس کو تلاش نہ کر سکے۔ جب اس کا کہیں نام و نشان نہ ملا تو آخر اس کے قبیلہ کے افراد نے یہی خیال کیا کہ دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس طرح اس کی موت کا سوگ منایا گیا۔ اس دشمن خدا کے گھر میں ایک عورت تھی جو نہایت ایماندار جس کا دل محمد و آل محمد کی محبت سے مالا مال تھا اور تھی بھی نہایت خوبصورت و جواں وہ حسین عورت اپنے شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اور سات سال تک اس لباس میں رہی اور لگاتار اپنے شوہر کی مفارقت میں آنسو بہاتی۔ ہر چند دیگر عورتوں نے آنسو بہانے سے منع کیا اور کہا کہ تیرے ایک ایک بال کے عوض تجھے شوہر مل سکتے ہیں۔ یہ عورت ان عورتوں کی باتوں سے اور غم زدہ ہوئی تو شاہ ولایت شاہ مرداں کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں ایک مشکل میں آن پڑی ہوں جس کا غم مجھے کھائے جا رہا ہے حضرت علیؑ اس عورت کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے خاتون تو اپنی مشکل بیان کر تاکہ میں تیری مدد کر سکوں اور تیری مشکل کو آسان کر کے تجھے اس غم سے نجات دلا سکوں۔ اس عورت نے عرض کی کہ میرا شوہر سات سال قبل تنہا گھر سے روانہ ہوا تھا جو اب تک واپس نہیں آیا جس کی ہر ممکن تلاش کی گئی مگر اب

تک کوئی اس کا حال معلوم نہیں۔ امیرالمومنین نے اس عورت کے حالات سننے کے بعد فرمایا اے عورت تیرا شوہر زندہ ہے لیکن نہایت بدحال اور پریشان ہے تو جا اور گھر جا کر کھانا تیار کر اپنے محرموں کو ہمراہ لے اور کھانا لے کر فلاں مقام پر ایک ٹیلہ ملے گا اس مقام پر تجھے تیرا شوہر مل جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کی خبر پا کر بہت خوش ہوئی فوراً اپنے گھر پلٹی ۔ گھر جا کر اچھے اچھے کھانے تیار کئے۔ کھانے ساتھ لیکر چند محرموں کے ہمراہ اس مقام پر پہنچی تو اسے ایک ٹیلہ نظر آیا چاروں طرف نظر دوڑائی مگر ویرانہ میں کسی شخص کو نہ دیکھا ایک طرف سے ایک کتا دکھائی دیا جو کمزوری کی وجہ سے ٹیلہ پر چڑھ نہیں سکتا تھا۔ عورت کتے کے پاس آئی کتا عورت کے قدموں میں لیٹ گیا اور کمزوری سے بے ہوش ہو گیا۔

اپنے ملازموں سے کہا کہ اس کو کھانے کے لئے کچھ دیا جائے جب عورت نے ترس کھا کر اس کتے کو حلوا کھانے کو دیا مگر کمزوری کی وجہ سے کتا کھا نہ سکا۔ اس عورت نے اپنے ہاتھ سے پانی کا پیالہ اس کتے کو پلانا چاہا تو اس پانی کے پیالے میں سیاہ خاک نمودار ہوئی۔ یہ دیکھ کر عورت مزید حیران ہوئی اور کہنے لگی اے خالق ارض و سما میں نہیں جانتی کیا بات ہے مجھ کو امیرالمومنین نے فرمایا تھا کہ وہاں تجھے تیرا شوہر ملے گا میں ان کے فرمانے کے مطابق اس جنگل میں آئی مگر یہاں اس کتے کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ اور مجھے یقین ہے اس بزرگوار کا قول کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئی اور امیرالمومنین کی خدمت میں اپنی ناکامی و حسرت بیان کی تب امیرالمومنین نے فرمایا وہ کتا ہی تیرا شوہر ہے عورت نے جب یہ بات سنی تو پریشان ہوئی اور

جناب امیر کے پاؤں پر گر پڑی ۔ درد بھرے انداز سے عرض کی تب امیرالمومنین نے فرمایا کہ تیرا شوہر مشرک تھا۔ اس نے خدا و رسولؐ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا۔ خدا تعالےٰ نے اسے مسخ کر دیا۔ عورت نے فریاد کی "یا امیرالمومنین میرے شوہر کو اصلی صورت میں دکھا دیں۔" فرمایا "اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر میرے پاس لا۔" یہ سن کر عورت بے حد خوش ہوئی۔ کتا آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ خجالت اور شرم کے مارے اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ امیرالمومنین نے دعا فرمائی۔ کتا فوراً اصلی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ اس شخص نے امیرالمومنین سے معافی چاہی اور عرض کی میں نے آپ کی ولایت پر شک کیا اور اپنے کیے کی سزا پائی۔ اب میں شرک سے بیزار ہوں میرے حال پر لطف و کرم فرمائیے اور ہدایت کی راہ دکھلائیے۔ آپ نے اسے معاف فرمایا اور اس کو ایمان کی تعلیم فرمائی وہ شخص دین محمدیؐ پر ایمان لایا اور اہل یقین میں داخل ہو گیا۔

(بحوالہ کوکب دری صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۶)

پانچ سو درہم

ایک مرتبہ حضرت علی امیرالمومنین ایک جنگ پر تشریف لے جانے لگے تو ایک شخص نے عرض کیا یا مولا ہمارے لشکر کی تعداد بہت کم ہے آپ نے فرمایا تمہارے دل میں جو شک گزرا ہے اسے دور کر کل ہمیں تین جتھے ملیں گے ہر جتھے کی تعداد ۱۲ ہزار ہو گی۔ وہ شخص صبح سویرے ایک بلند ٹیلے پر بیٹھ گیا۔ ایک ایک لشکر کو شمار کیا تو تعداد امیرالمومنین کے حکم کے مطابق پوری تھی وہ شخص اس جنگ کے حالات بیان کرتے ہوتے کہتا ہے۔

کہ میں نے تینوں جتھوں کو دیکھا ان کی تعداد آپ کے حکم کے مطابق تھی اس کے بعد حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا کل ہماری ان سے جنگ ہوگی جنگ کے خاتمہ پر ہم فتحیاب ہوں گے ان کے مالوں کی تقسم ہوگی ہر ایک کے حصہ میں پانچ سو درہم آئیں گے دوسرا دن آیا آپ نے لشکر سے فرمایا تم اپنی طرف سے لڑائی میں پہل نہ کرنا۔ہم سب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوئی اور اس جنگ میں حضرت علیؑ کو فتح حاصل ہوئی۔ بہت سارا سامان لشکر کے ہاتھوں میں آیا۔ یہ مال سب کو برابر برابر تقسیم کیا گیا دریافت کیا گیا کہ کتنا مال ہر ایک کے حصہ میں آیا ہے جواب ملا سب کو پانچ سو درہم آئے ہیں اور ابھی دو ہزار درہم باقی بچ گئے ہیں آپ نے فرمایا یہ دو ہزار درہم میرا، حسنؑ، حسینؑ، اور محمدؑ حنفیہ کا حصہ ہیں۔ جناب نے جیسا ارشاد فرمایا تھا اس کے مطابق سب کو پانچ سو درہم ملے ہیں۔

علیؑ کا حکم

سہیل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقعہ پر معاویہ نے دریا کے گھاٹ پر قبضہ جمالیا اور اپنے لشکر کو سختی سے حکم دیا کہ پانی کا ایک قطرہ بھی فوج علیؑ حاصل نہ کر سکے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے اپنے مایہ ناز سپہ سالار مالک اشتر کو حکم دیا کہ جو لوگ دریا کے گھاٹ پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں انھیں کہو کہ علیؑ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مالک اشتر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ گئے اور وہاں پہنچ کر علیؑ کا حکم سنایا چنانچہ وہ ہٹ گئے۔ امیر المومنین کے آدمی گھاٹ کے اندر گئے اور پانی لے کر اپنے مورچوں پر لوٹ آئے۔ اس بات کا علم معاویہ کو ہوا۔ اس نے گھاٹ کے نگرانوں کو طلب کیا اور ان سے گھاٹ چھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس عمرو بن عاص (جو کہ معاویہ کے خاص آدمی تھے) آئے تھے انہوں نے کہا کہ تمہیں امیر معاویہ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ چھوڑ دو اس بات پر امیر معاویہ عمرو بن عاص سے ناراض ہوئے کہ کام تم خود کرتے ہو اور نام میرا لیتے ہو۔ دوسرے دن امیر معاویہ نے جمل بن عتاب کی کمان میں پانچ ہزار سپاہی دے کر گھاٹ کا نگراں مقرر کیا۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے مالک اشتر سے فرمایا جمل سے کہو علی تمہیں حکم دیتے ہیں گھاٹ چھوڑ دو مالک اشتر نے ایسا ہی کیا۔ جمل نے گھاٹ چھوڑ دیا۔ امیر المومنین کے سپاہی اپنی ضرورت کے مطابق پانی لیکر واپس پہنچے۔ امیر معاویہ کو اس کی اطلاع ملی تو جمل کو طلب کیا کہ تم نے گھاٹ کیوں چھوڑا؟ جمل نے جواب دیا آپ کے فرزند یزید آئے تھے اور مجھے آپ کا نام لیکر کہا کہ آپ کی طرف سے حکم ہے کہ گھاٹ چھوڑ دیا جائے۔

معاویہ نے یزید کو طلب کیا، دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ یزید تو وہاں گیا ہی نہیں۔ امیر معاویہ سخت پریشان ہوئے آخر انہوں نے حکم دیا کہ کل کوئی بھی شخص آئے، کسی طرح بھی اس کی بات نہ ماننا اگرچہ میں خود بھی کیوں نہ آجاؤں جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ جمل معاویہ کی طرف سے سخت حکم سننے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ سواروں کو ساتھ لے کر گھاٹ کی نگرانی کرنے لگا اور دل میں سوچ لیا کہ جب تک امیر معاویہ کی انگوٹھی نہ لے لوں گا اس وقت تک گھاٹ نہیں چھوڑوں گا۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ نے مالک اشترؓ کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ جمل سے جا کر کہو کہ علیؑ حکم دیتے ہیں کہ گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ مالک اشتر نے جمل کو حکم دیا وہ گھاٹ سے علیحدہ ہو گیا۔ مالک اشتر کے ساتھیوں نے پانی بھرا اور سب واپس پلٹے۔ معاویہ کو اس کی اطلاع ملی۔ اس نے جمل کو طلب کیا۔ جواب طلبی پر جمل نے اس کی انگوٹھی اسے دکھائی تو اس نے انگوٹھی پر ہاتھ مارا اور کہا یہ میری ہی انگوٹھی ہے اور کہا کہ یہ علیؑ کی معجزے میں سے ایک معجزہ ہے۔

آل نوحؑ کا ایک سوال

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

کتاب علوی بصری میں ہے کہ یمن کی ایک جماعت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی خدمت میں عرض کی، ہم گزشتہ امتوں کے بقایا لوگ ہیں جو آل نوحؑ سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبیؑ کا ایک وصی تھا جس کا نام سام تھا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا نائب ہوتا ہے آپ کے وصی کون ہیں؟ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا۔ اس جماعت نے

عرض کی یا محمد اگر ہم علی سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سام بن نوح دکھلا دیں تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا! اے علیؑ ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علیؑ ان لوگوں کے ساتھ مسجد میں گئے۔ محراب رسول اللہ میں پہنچ کر جو مسجد کے اندر تھا دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی اور اندر سے قبر پھر تابوت ظاہر ہوا۔ تابوت کے اندر سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ وہ سر اور داڑھی سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔ یہ بزرگ خدا کے حکم سے گویا ہوئے حضرت علیؑ کو سلام کیا اور کہا **اشہدان لاالہ الا اللہ واشہدان محمداً رسول اللہ** میں سام بن نوح گواہی دیتا ہوں خدا کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول اور رسولوں کے سردار ہیں۔ آپ علیؑ ہیں محمدؐ کے وصی اوصیا کے سردار۔ میں نوح کا فرزند سام ہوں۔

اس جماعت نے اپنے صحائف کھولے۔ اس بزرگ کو ویسا پایا جیسا ان کے صحائف میں اس کے اوصاف بیان کئے تھے۔ اس جماعت کے لوگوں نے حضرت علیؑ کی خدمت میں عرض کی اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ (سام) اپنے صحائف میں سے کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ حضرت سام نے پڑھنا شروع کیا حتی کہ ایک سورہ ختم ہوگیا۔ پھر سام نے علیؑ پر سلام کیا اور پہلے کی طرح سو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے زمین آپس میں مل گئی۔ اس حقیقت کو جماعت کے تمام افراد نے جب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ان سب نے بیک وقت کہا اللہ کا دین

اسلام ہے اور تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔

(بحوالہ عمدۃ المطالب، جلد اول)

نماز عصر اور سورج

اصول کافی میں حضرت حسینؑ بن علیؑ کی روایت ہے کہ جب امیرالمومنین حضرت علیؑ نہروان کی جنگ سے واپس ہوئے اس وقت بغداد شہر کی بنیاد نہیں پڑی تھی وہاں آپ نے ایک مقام پر نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ اس مقام سے روانہ ہوئے۔ بابل کی سرزمین میں داخل ہوئے اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ لشکر کے بعض افراد نے کہا کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے یہاں نماز ادا کرنا مناسب ہے۔ جواب میں آپؑ نے فرمایا یہ زمین تین مرتبہ پہلے بھی تباہ ہو چکی ہے چوتھی مرتبہ پھر تباہ ہوئی میرے لئے جائز نہیں کہ میں اس سرزمین پر نماز ادا کروں، تم میں سے جو شخص نماز پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ لشکر میں سے چند منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ علیؑ خود نماز پڑھتے نہیں ہیں ہمیں بھی پڑھنے نہیں دیتے، آپ خاموشی سے سنتے رہے۔

جویریہ بن مسر عبدی کا بیان ہے کہ میں امیرالمومنین حضرت علی کے ساتھ رہا اور میں نے قسم اٹھا رکھی تھی کہ جب تک امیرالمومنین نماز نہیں پڑھیں گے اس وقت تک میں بھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ آپ نے بابل کی سر زمین کو عبور کیا اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ افق پر سرخی ظاہر ہو چکی تھی کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا "اے جویریہ پانی لاؤ۔" میں نے پانی کا برتن آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے وضو کیا اور فرمایا "اذان کہو"۔ میں نے عرض کیا "اب تو عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا ہے"۔ آپ نے فرمایا "نہیں عصر کی

اذان کہو" میں نے اذان نہیں دی۔ پھر آپ نے فرمایا" اقامت کہو" میں ابھی اقامت کہہ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں لب متحرک ہوئے آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا جس کو میں قطعی طور پر نہ سمجھ سکا۔ اس اثنا میں سورج پورے کا پورا دوبارہ لوٹ آیا ایسا معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آگیا ہے۔ حضرت نماز کے لئے کھڑے ہوئے تکبیر کہی اور نماز پڑھی۔ میں اور میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی حضرت علیؑ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو سورج غائب ہوگیا۔ رات کا سماں چاروں طرف پھیل گیا۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اس وقت حضرت علی نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا" اب تم عشاء کی اذان کہو۔"

آزمائش

ایک دن رسول خداؐ اپنے اصحاب کے پاس تشریف فرما تھے، صحابہؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ خدا نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور موسیٰؑ سے باتیں کیں، عیسیٰؑ بن مریم کو معجزہ عطا کیا کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ خداوند کریم نے آپ کو کیا چیز عطا کی ہے؟ آپ ان صحابہ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا" اگر خدا نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ پردے میں رہ کر بات کی ہے تو میرے ساتھ بالمشافہ گفتگو فرمائی اور میں واحد ہوں جس نے اپنے رب کے جلال کو دیکھا اور اگر حضرت عیسیٰؑ کو یہ معجزہ عطا کیا کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے تو میں بھی تمہارے مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ تم جب چاہو جس مردے کو چاہو میں زندہ کر سکتا ہوں۔ ان صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔" ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مردے زندہ کر دیئے جائیں۔ آپ نے

حضرت علیؑ سے فرمایا" اٹھو علیؑ آج تم میری جگہ ان کے مردوں کو زندہ کرو" آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی چادر آپؐ کے کندھوں پر ڈالی اور فرمایا" ان کے ساتھ قبرستان چلے جاؤ" پھر صحابہ کو حکم دیا کہ تم سب علی کی اطاعت کرتے رہنا۔ تمام صحابہ حضرت علیؑ کے پیچھے پیچھے قبرستان کی طرف چلے مقام خاص پر پہنچ آپ نے اہل قبور کو سلام قبول کیا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آپ کی زبان مبارک سے ایسا کلام جاری ہوا کہ تمام صحابہؓ سمجھنے سے قاصر رہے اور تبھی زمین میں اضطراب پیدا ہوا زمین نے پھٹنا اور ابھرنا شروع کیا۔ اس منظر کو دیکھ کر تمام صحابہ اس قدر گھبرا گئے کہ ان سب نے حضرت علیؑ سے التجا کی "رک جائیں۔ ہمیں معاف فرمائیں"۔ آپ دعا مکمل ہونے سے پہلے ہی رک گئے۔ یہ صحابہ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ہمیں بخش دیجئے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا تم نے اللہ پر جرأت کی ہے خدا تمھیں قیامت کے دن نہیں بخشے گا۔

اژدہا سے کلام

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے آبائے طاہرین سے روایت کرتے ہیں کہ حسب معمول امیرالمومنین حضرت علی مسجد کوفہ میں وعظ فرمارہے تھے، اچانک امیرالمومنین نے شور و غل کی آواز سنی۔ لوگ افراتفری کے عالم میں ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر امیرالمومنین نے فرمایا۔ " اے لوگو تمہیں کیا ہو رہا ہے؟" حاضرین نے عرض کیا" یا امیرالمومنین ایک بہت بڑا اژدہا اس طرف آرہا ہے جس کی وجہ سے ہم ڈر رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں اسے ختم کر دیں"۔ آپ نے فرمایا" اس کے قریب مت جاؤ یہ اپنی ضرورت

لے کر میرے پاس بطور ایلچی آرہا ہے۔" لوگوں نے اژدہا کو آنے کی جگہ دے دی اژدہا صفوں کو چیرتا ہوا سیدھا منبر کے قریب آیا اور آتے ہی اپنا منہ امیرالمومنین کے کان کے قریب کیا پھر اس نے اپنی زبان میں کچھ کہنا شروع کیا اور کافی دیر تک کہتا رہا۔ آپ سر ہلاتے رہے پھر آپ نے اس کے جواب میں اسی کی زبان میں گفتگو فرمائی جو ہم میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ یہ اژدہا گفتگو سننے کے بعد منبر سے اتر کر صفوں کو چیرتا ہوا درمیان سے ایسا غائب ہوا کہ پھر نظر نہ آیا۔ لوگوں نے دیکھنے اور تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کوئی بھی نہ پاسکا۔ اژدہے کے چلے جانے کے بعد لوگوں نے امیرالمومنین سے دریافت کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا یہ درجان بن مالک میرا ماتحت ہے جس کو ہم نے مسلمان جنوں پر مقرر کیا۔ ان جنات کو بعض مسائل میں اختلاف ہوگیا۔ اختلاف بہت زیادہ شدت پکڑ چکا تھا اس لئے انھوں نے بطور سفیر میرے پاس مسائل کے حل کے لئے اس کو بھیجا ہے میں نے ان کے مسائل کا حل بتادیا ہے اب وہ واپس چلا گیا ہے۔

علیؑ سے بغض

اعمش بیان کرتے ہیں "میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز ادا کی، بعد میں خدا کے حضور دعا کرنے لگا" اے میرے رب میرا گناہ بہت بڑا ہے تو اس سے بڑا ہے۔ اے بڑے میرا بڑا گناہ تو ہی بخش سکتا ہے۔" وہ شخص زمین پر گر کر رو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ سجدے سے اٹھے تو اس سے پوچھوں۔ جب وہ سجدے سے اٹھا تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ کتے کے چہرے کی طرح ہے جبکہ باقی بدن عام انسانوں کی طرح ہے۔ میں نے پوچھا

"اے اللہ کے بندے وہ کونسا گناہ ہے جو تم نے کیا ہے جس کی وجہ سے تمہاری صورت مسخ ہو گئی ہے۔" اس نے جواب دیا کہ میرا گناہ بہت بڑا ہے میں نہیں چاہتا کہ لوگ میرا گناہ سنیں۔ میں نے اصرار کیا تو اس شخص نے بتایا کہ میں ناصبی تھا۔ میں حضرت علیؑ بن ابی طالب سے بغض رکھتا تھا۔ اس بغض کا برملا اظہار بھی کرتا تھا۔ ایک دن بازار میں، میں حضرت امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص میرے پاس سے گزرا اس نے کہا کہ اے شخص تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اگر تم جھوٹے ہو تو خدا تمہیں آخرت سے پہلے اسی دنیا میں مسخ کر دے تاکہ تمہاری دنیا میں خوب شہرت ہو اور اپنے انجام کو آخرت سے پہلے دنیا میں بھی دیکھ لو۔ میں نے اس شخص کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے گھر روانہ ہو گیا۔ رات آئی، سو گیا۔ صبح اٹھا تو میری شکل کتے جیسی ہو چکی تھی۔ اب مجھے اپنے کئے کا احساس ہوا ہے اب میں پچھتاتا ہوں اور خدا کے حضور میں معافی اور بخشش کا طلب گار ہوں۔

ایک اہم انکشاف

امیرالمومنین حضرت علیؑ کوفہ میں ایک صبح نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص سے فرمایا فلاں مقام پر ایک مسجد ہے۔ اس کے قریب ایک گھر ہے جس میں ایک مرد اور عورت آپس میں جھگڑ رہے ہیں ان دونوں کو بلا کر لے آؤ۔ وہ شخص اس گھر پر پہنچا آپ کے ارشاد کے مطابق مرد عورت کو لڑتے پایا انھیں حکم دیا کہ آپ دونوں کو امیرالمومنین نے طلب کیا ہے۔ دونوں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس جوان سے مخاطب ہو کر فرمایا "آج رات تم دونوں میں بہت زیادہ جھگڑا ہوا ہے۔" اس جوان نے عرض کیا

"یا امیرالمومنین رات اس عورت کو نکاح کر کے لایا ہوں اس سے جب قرابت کا خیال کیا تو مجھے اس سے سخت نفرت پیدا ہوئی میرا بس چلتا تو اسے اسی وقت میں گھر سے نکال دیتا۔ یہ عورت اس وقت سے مسلسل مجھ سے جھگڑ رہی ہے اتنے میں آپ کا حکم آپہنچا ہم دونوں حاضر ہیں۔" آپ نے مسجد میں دیگر حاضرین سے فرمایا کچھ باتیں ایسی ہیں جو ان دونوں کے علاوہ پردہ میں رہنی چاہیئے اس لئے تم سب رخصت ہو جاؤ۔ حاضرین کے چلے جانے کے بعد فرمایا۔ اے عورت تو اس جوان کو جانتی ہے؟ عورت نے عرض کیا" نہیں"۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں مگر تو حقیقت اور راستی سے گریز نہیں کرے گی۔ عورت نے عرض کیا میں سچ کا راستہ اختیار کروں گی۔ امیرالمومنین نے فرمایا تو فلاں بنت فلاں ہے۔ فلاں عورت کی بیٹی ہے تیرا ایک چچیرا بھائی تھا تم دونوں میں بڑی محبت تھی۔ ایک رات تو قضائے حاجت کے لئے باہر گئی وہاں تجھے وہ ملا۔ اس نے تیری رضا کے ساتھ تجھ سے مجامعت کی۔ اس رات تو اس سے حاملہ ہوئی یہ راز تو نے سب سے پوشیدہ رکھا آخر اپنی ماں کو تو نے سب کچھ بتا دیا۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تو رات تھی تیری ماں تجھے باہر لے گئی۔ تجھے بچہ ہوا تیری ماں نے اس بچہ کو لپیٹ کر ایک دیوار کے قریب جو قضا حاجت کی جگہ تھی وہاں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک کتا آیا کتے نے بچے کو سونگھا تو تو نے ایک پتھر مارا جو کتے کی بجائے اس بچے کے سر پر لگا جس سے اس کا ماتھا شکستہ ہو گیا۔ تیری ماں نے اس بچے کا سر باندھا اور تم دونوں اس کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اس کے بعد کا حال تجھے معلوم نہیں۔ عورت نے ان تمام باتوں کا اعتراف کیا اور عرض کیا" یا امیرالمومنین ان تمام باتوں کا علم مجھے اور میری ماں کے سوا کسی کو

نہیں۔" حضرت علیؑ نے فرمایا" آگے مجھ سے سن فلاں قبیلے کا قافلہ اس مقام سے گزرا۔ انہوں نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ بچہ جوان ہوگیا اور کوفہ میں آکر اس جوان کا نکاح تیرے ساتھ ہوگیا۔ جوان سے آپ نے فرمایا اے نوجوان اپنا سر ننگا کر اس نوجوان نے جب اپنا سر ننگا کیا تو اس کے سر پر شکستگی کا نشان صاف ظاہر تھا۔ امیرالمئنین نے فرمایا" اے عورت یہ وہی تیرا بیٹا ہے اٹھ اور اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جا خدا نے تجھے حرام کام سے محفوظ رکھا۔"

جنگ نہروان کے لئے پیش گوئی

ہر خاص و عام کتب میں موجود ہے حضرت علیؑ امیر امنین کی پیش گوئی کافی شہرت پا چکی ہے جس کی روایت جندب بن عبداللہ کرتے ہیں کہ میں جنگ جمل اور صفین میں امیرالمومنین حضرت علی کے ساتھ حاضر تھا۔ مجھے کبھی بھی اس باب میں شک نہ گزرا کہ حق ہمارے ساتھ ہے لیکن میں آپ کے ساتھ جنگ نہروان میں شامل ہوا تو دل میں خیال آیا کہ مخالفین سب ہمارے اقربا اور نیک اشخاص ہیں، ان کو قتل کرنا سخت مشکل اور دشوار ہوگا۔ صبح کے وقت لوٹا لئے لشکر گاہ سے باہر نکلا زمین پر نیزہ گاڑھ کر ڈھال اس پر رکھی اس کے سایہ میں بیٹھا سوچ رہا تھا اتنے میں حضرت امیرالمومنین تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا چہرہ آفتاب تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ مجھ سے پوچھا تیرے پاس پانی ہے میں نے لوٹا آگے بڑھا دیا آپ ایک سمت کی طرف روانہ ہوئے اتنی دور گئے کہ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے وضو کیا اور اس ڈھال کے سایہ میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک سوار دیکھا۔ حضرت نے اس کے

بارے میں دریافت کیا، میں نے عرض کی یہ سوار آپ کو تلاش کرتا ہے۔ فرمایا اس سوار کو بلا لاؤ۔ سوار قریب آیا اور سوار نے عرض کیا یا امیرالمومنین مخالفین نہروان سے گزر کر دریا پار کر چکے ہیں، آپ نے فرمایا یہ غلط ہے ابھی وہ ہرگز نہیں گزرے۔ سوار نے پھر عرض کی خدا کی قسم جب تک وہ دریا کے پار نہیں گزرے اس وقت تک میں نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا قطعی جھوٹ ہے۔ کیوں کہ ان کے قتل ہونے کی جگہ یہاں ہے ان میں سے صرف ۱۰ سے کم بچ سکیں گے اور میرے لشکر میں سے دس شہید ہوں گے۔ آپ یہ کہہ کر اٹھے۔ میں نے دل میں سوچا خدا کا شکر ہے کہ امیرالمومنین کی باتوں کو جانچنے کے لئے میزان ہاتھ لگ گئی۔ اور دل میں عہد کیا کہ اگر مخالفین نہروان سے گزر چکے ہوں گے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو امیرالمومنین کے ساتھ مقابلہ کروں گا ورنہ لشکر کے ساتھ اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتا ہوا شہید ہو جاؤں گا۔ جب میں نے صفوں سے گزر کر دیکھا تو مخالفین کے نشانات جہاں تھے وہیں کے وہیں رکے ہوئے ہیں ذرا بھر بھی وہ نہیں بڑھے۔ اس وقت حضرت امیرالمومنین نے میری پیٹھ کو ہلاتے ہوئے فرمایا "اب تو تجھ پر حقیقت عیاں ہو گئی۔" میں نے عرض کی بیشک امیرالمومنین۔ آپ نے فرمایا " اب تو اپنے کام میں مشغول ہو جا اور تو اس جنگ میں ایک کو قتل کرے گا اور دوسرا مقابلہ کرتا ہی رہ جائے گا۔" آپ کے ارشاد کے مطابق ویسا ہی ہوا میں نے ایک شخص کو قتل کیا اور دوسرے سے مقابلہ کیا ایک ضرب اس نے مجھے لگائی اور ایک میں نے لگائی دونوں بیہوش ہو کر زمین پر گرے۔ حضرت جنگ سے فارغ ہو چکے تھے۔ مجھے ہوش آیا تو آپ کے حکم کے مطابق ہمارے لشکر میں سے نو آدمی

شہید ہوئے اور مخالفین کے لشکر میں سے صرف نو آدمی زندہ بچ سکے باقی سب مارے گئے۔

امیر معاویہ اور موت

متعدد کتب میں مرقوم ہے جس کو یہاں پر کوکب دری، صفحہ ۳۰۴ کے حوالے سے تحریر کیا جاتا ہے۔ ایک دن امیر معاویہ اپنے دربار میں بیٹھے تھے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا یہ کس طرح معلوم کیا جائے کہ اس دنیا سے پہلے میں یا علیؑ رحلت فرمائیں گے۔ حاضرین نے اس کے جواب میں بے بسی ظاہر کی کہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ امیر معاویہ نے کہا کہ یہ بات علیؑ سے معلوم کی جاسکتی ہے کیوں کہ آپ کی زبان سے حق جاری رہتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اپنے تین معتبر شخصوں کو بلا کر کہا کہ تم تینوں کوفہ کا سفر کرو جب کوفہ ایک منزل رہ جائے تو تم تین ایک ایک کرکے ایک ایک دن بعد کوفہ کے اندر داخل ہونا اور وہاں جاکر میرے مرنے کی خبر بیان کرنا مگر تینوں میری بیماری کی قسم، مرنے کے دن، مرنے کا وقت، غسل، میت، جنازے کی نماز و دیگر تمام امور پر متفق رہنا اور ہر ایک یہی کہے۔ امیر معاویہ نے ان تینوں کو اچھی طرح سمجھا کر انتہائی رازداری کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ یہ تینوں جب کوفہ کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے اس سے دریافت کیا کہاں سے آرہے ہو اس نے جواب دیا شام سے۔ اہل کوفہ نے شام کے حالات دریافت کئے اس نے جواب دیا کہ امیر معاویہ رحلت کر گئے ہیں۔ یہ خبر بعض فرد نے حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کی مگر آپ نے ذرا بھر بھی توجہ نہ دی۔ دوسرے دن ایک

اور شخص کوفہ میں داخل ہوا اس نے پہلے والے کی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی۔ یہ خبر حضرت علیؑ تک پہنچی مگر اس بار بھی آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ بعض افراد نے عرض کی کہ یہ دونوں شخص الگ الگ آئے ہیں اور بیان دونوں کے ایک ہیں مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہ دی۔ تیسرے دن پھر ایک شخص کوفہ میں داخل ہوا۔ اس نے پہلے دوسرے دو آدمیوں کی طرح امیر معاویہ کی رحلت کی خبر دی۔ یہ خبر حضرت امیرالمومنین تک پہنچائی گئی آپ نے پھر بھی ذرا توجہ نہ دی بعض افراد نے بہت یقین سے کہا کہ یہ خبر تحقیق ہو چکی ہے اور حقیقت ہے مگر آپ نے ذرا بھی توجہ نہ دی اور حاضرین سے فرمایا" معاویہ اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے تم لوگ معاویہ کی چالوں اور مکر و فریب سے بے خبر ہو میں اسے جانتا ہوں وہ اس ماں کا بیٹا ہے جس نے سیدالشہدا کا جگر انتہائی اشتیاق سے تلاش کر کے جنگ احد میں چبایا تھا۔ یہ تینوں شخص واپس شام پہنچے اور معاویہ کو تمام حالات بیان کئے اور حضرت علیؑ کا فرمان بھی بتایا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک یہ داڑھی خون میں رنگی نہ جائے۔ یہ خبر سن کر معاویہ بڑا خوش ہوا۔

رشید ہجری کی شہادت

حضرت علی امیرالمومنین کوفہ میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ نخلستان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے خرمہ تناول فرما رہے تھے۔ رشید ہجری نے جناب کی خدمت میں عرض کی" کیسا اچھا خرمہ ہے آپ نے فرمایا " میری موت کے بعد تجھ کو اسی درخت کی لکڑی پر سولی چڑھائیں گے۔" رشید

ہجری کا بیان ہے کہ میں جناب امیرالمومنین کی وفات کے بعد اس درخت کی ہر روز تواضع کرتا کہ خشک نہ ہو جائے۔ ایک دن وہاں جاکر دیکھتا ہوں کہ وہ درخت مرجھا گیا ہے۔

میں نے کہا افسوس میری اجل قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن جاکر دیکھا کہ اس میں سے آدھا تنا کاٹ کر کنوئیں کی چرخی کا ستون بنالیا ہے اس سے اگلے روز ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تجھے امیر عبداللہ بلاتا ہے۔ جب میں اس کے محل کے دروازے کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ آدھا درخت کا تنا وہاں پڑا ہے۔ میں نے اس تنے پر پاؤں مار کر کہا " مجھ کو تیرے لئے لائے ہیں۔" الغرض مجھے ابن زیاد کے پاس لے گئے میں اس کے دربار میں پیش ہوا اس نے مجھے حکم دیا کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کے کچھ جھوٹ بیان کروں۔ میں نے جواب دیا " خدا کی قسم حضرت نے کبھی جھوٹ نہیں فرمایا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علیؑ نے مجھے بشارت دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ کر سولی پر چڑھائے گا۔ یہ سن کر وہ طیش میں آگیا اور کہنے لگا میں علی کو جھوٹا کر دکھلاؤں گا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور زبان چھوڑ دوں گا تاکہ علی کا جھوٹ ثابت ہوسکے۔ آپ نے کہا یہ ممکن نہیں جو علی نے فرمایا ہے وہ کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ اس مردود کے حکم سے آپ کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے لیکن زبان چھوڑ دی گئی۔ آپ اس حالت میں اہلبیت کے حق میں صحیح حدیث بیان کرتے رہے اور لوگوں سے فرماتے رہے کہ اے لوگو! ان حدیثوں کو لکھ لو اس سے قبل کے میری زبان کاٹ لی جائے، جب یہ خبر ابن زیاد کے دربار میں پہنچی تو وہ غصہ میں آگیا اور حکم دیا کہ رشید ہجری کی زبان قطع کر دی جائے تاکہ یہ حدیث

بیان نہ کر سکے۔ جب اس ظالم کے آدمی زبان کاٹنے آئے تو آپ نے فرمایا" اے بد بخت تو نے تو دعویٰ کیا تھا کہ تو جناب امیرؑ کو جھوٹا ثابت کر دکھائے گا۔ اب بتا مولا نے سچ کہا تھا یا نہیں۔" پھر آپ نے اپنی زبان باہر نکالی اور اس طرح آپ نے شہادت پائی اور امیرالمومنین حضرت علی کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

گائے اور آدمی

ابوالفضل کرمانی سے منقول ہے کہ عہد حضرت عمرؓ بن الخطاب میں ایک عابدہ عورت تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو ایک دن اس کا کباب کھانے کو دل چاہا۔ اپنے شوہر سے کہا کہ میرے لئے کباب لا اس کا شوہر کہنے لگا اگر کوئی چیز میرے بساط میں ہو تو میں کبھی بھی اس سے لانے میں دریغ نہ کروں۔ اتفاق سے ابھی باتیں چل رہی تھیں ایک گائے ان کے گھر میں گھس آئی۔ عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ذبح کر کے اس کے کباب بنائے جائیں۔ مرد نے کہا۔ " اے نیک بد بخت یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں دوسرے کی گائے ذبح کرتا پھروں تم صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ رزق تقسیم کرنے والا ہے وہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دے گا جس سے تیرا مطلب پورا ہو جائے گا" اس مرد نے گائے کو باہر نکال دیا اور اندر سے کنڈی چڑھا دی ابھی باتیں چل رہی تھیں کہ گائے دوبارہ اندر گھس آئی پھر عورت نے اصرار کیا مگر مرد نے کہا یہ بہتر نہیں انھوں نے گائے باہر نکال کر اندر سے قفل لگا دیا اور اطمینان سے بیٹھ گئے مگر گائے اپنے سینگوں سے دروازہ توڑ کر پھر اندر داخل ہو گئی۔ اس مرتبہ عورت نے کہا اس گائے کا بار بار ہمارے گھر میں گھس آنا ایک دلیل ہے ضرور اس

گائے پر کچھ نہ کچھ ہمارا حق ہے جو تین مرتبہ اس طرح اندر گھس آئی ہے۔ آخر عورت نے گائے کو ذبح کرنے کے لئے شوہر کو جرات دلائی۔ مرد نے گائے کو ذبح کیا اور بہت جلد تھوڑے سے گوشت کے کباب تیار کئے۔ جب کبابوں کی خوشبو ہمسایہ کے گھر پہنچی جس سے ان لوگوں کی سخت دشمنی تھی، ہمسایہ نے حقیقت صورت حال کو چھت پر چڑھ کر دیکھا اور گائے کو ذبح پایا اور جان لیا کہ کس کی گائے ہے۔ دشمنی میں انہوں نے گائے کے مالک کو اطلاع دی گائے کا مالک آیا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر معاملہ کو حضرت عمرؓ کے دربار میں پہنچایا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے پوچھا تو جواب میں اس مرد نے وہی کچھ بیان کیا جو کچھ اس کی عورت نے گائے کے لئے دلیل دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے کہا تم دوسروں کی گائے ذبح کرتے ہو یہ کس طرح مناسب نہیں تمہاری سزا یہ ہے کہ تمہارے ہاتھ کاٹے جائیں۔" اس شخص نے کافی شور مچایا جب اسے ہاتھ کاٹنے کے لئے لے جایا جانے لگا تو اتفاق سے امیرالمومنین حضرت علیؑ راستے میں مل گئے۔ اس شخص نے اپنا تمام معاملہ حضرت علیؑ کو سنایا آپ نے فرمایا اس شخص کو دارالشرع لے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ اس طرح اس شخص کو واپس لے جایا گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت علیؑ وہاں پہنچ گئے۔ آپؑ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں اس شخص کے بارے میں وہ حکم دوں جس کا مجھے رسول اللہ نے فرمایا تھا؟ حضرت عمرؓ نے کہا کیوں نہیں آپ ہی سب سے زیادہ ان کے قریب تھے۔ حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا کہ گائے کے مالک کو قتل کر دیا جائے اور سب لوگ عدل خداوندی کا تماشہ دیکھیں۔ سب لوگ حیران ہو گئے کہ گائے کے مالک کو کیوں قتل کیا جا رہا ہے۔ آپ نے سب سے

فرمایا آرام سے دیکھتے رہو۔ آپ کے حکم سے گائے کے مالک کا سر کاٹا گیا اور گائے کے سر کو بھی لایا گیا ان دونوں سروں کو قریب قریب رکھا گیا آپ نے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم پڑھا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ بحکم خدا اس کٹے ہوئے سر سے آواز بلند ہوئی۔ " اے مسلمانو! جانو اور گواہ رہو میں نے اس شخص کے باپ کو ناحق قتل کیا تھا اور گائے کو غصب کر کے لے گیا تھا۔ حق تعالیٰ امیرالمومنین کو جزائے خیر دے کہ اس دنیا میں ہی مجھ سے قصاص لے لیا اور عاقبت کے عذاب سے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے سے چھڑا دیا بعد ازاں گائے کا سر گویا ہوا جو کچھ اس مرد نے کہا تھا اس کی تصدیق کی۔ تمام حال دیکھنے اور گفتگو سننے سے مدینہ شہر حضرت علیؑ امیرالمومنینؑ کی مدح وثنا بیان کرنے لگا۔ کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان تمام حالات کی خبر حضورؐ مجھے دے چکے ہیں میں سب کچھ جانتا ہوں جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو۔

ایک اشارے میں

ایک سال دریائے فرات میں بڑی طغیانی تھی جس سے اہل کوفہ کی کھیتیاں تباہ و برباد ہو رہی تھیں۔ ایک جماعت اہل کوفہ کی، حضرت علیؑ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا امیرالمومنین اس سال دریا طغیانی پر ہے جس سے ہماری فصل تباہ ہو رہی ہے آپ دعا فرمائیں تاکہ یہ طغیانی کا زور ٹوٹ جائے۔ آپ اٹھ کر گھر کے اندر تشریف لے گئے لوگ دروازے پر آپ کے منتظر تھے۔ ایک ساعت کے بعد آپ باہر تشریف لائے خرقہ رسولؐ پہنے ہوئے تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ گھوڑا منگوایا گیا آپ اس پر سوار ہوئے۔ ایک طرف حسنؑ ہیں دوسری طرف

حسین ہیں تمام افراد آپ کی رکاب میں دریائے فرات کی طرف روانہ ہوئے دریائے فرات پر پہنچنے کے بعد آپ نے اور تمام ساتھیوں نے دو رکعت نماز ادا کی پھر آپ اٹھے ہاتھ میں اعصا لیا اور آپ نے پانی کی طرف اشارہ کیا۔ اشارہ ہوتے ہی پانی ایک گز کم ہوگیا۔ لوگوں سے پوچھا اتنا کافی ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں ہم اور کم چاہتے ہیں آپ نے پھر ہاتھ میں اعصا لیا اور پانی کی طرف اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہوگیا۔ آپ نے پھر دریافت کیا لوگوں نے عرض کی ہم کچھ اور کم چاہتے ہیں۔ آپ نے اعصا ہاتھ میں لے کر پانی کی طرف اشارہ کیا۔ پانی ایک گز اور نیچے چلا گیا۔ سب لوگوں نے شور مچایا بس امیرالمومنین اتنا کافی ہے۔

حکم علیؑ اور درخت

حضرت علیؑ امیرالمومنین جنگ صفین کو جارہے تھے۔ راستے میں ایک جنگل میں پڑاؤ کیا آپ نے طہارت کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو منافقوں کی ایک جماعت نے کہا آؤ آپ کو دیکھیں۔ حضرت علیؑ اپنی صفائی باطن کے سبب ان کے ناپاک عزائم سے مطلع ہوگئے۔ اس مقام پر دو درخت تھے ان دونوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ تھا آپ نے اپنے چہیتے غلام قنبر سے فرمایا۔ ان دونوں درخت کے پاس جاؤ اور انھیں کہو کہ علیؑ حکم دیتا ہے کہ دونوں درخت آپس میں مل جائیں غلام قنبر نے آپ کا حکم ان درختوں کو دیا دونوں درخت اپنی جگہ سے سرکے اور ایک دوسرے سے اتنے ہم آغوش ہوئے کہ آپ کے لئے پردہ قائم کردیا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے ان درختوں کے پردوں کی ضرورت نہیں۔ درخت اپنی اپنی جگہ چلیں۔ دونوں درخت آپ کے حکم سے اپنی اپنی

جگہ چلے گئے۔ حضرت امیرالمومنین صحرا میں جاکر بیٹھ گئے۔ جب منافق آپ کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اندھے ہو جاتے اور جب منہ پھیر لیتے تو ان کی آنکھیں روشن ہو جاتیں۔ یہاں تک کہ امیرالمومنین اپنے عمل سے فارغ ہو گئے۔

ایک کافر کی مشکل

کوکب دری صفحہ ۲۱۷ پر فوحات القدس کے حوالے سے درج ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں شاہ ولایت پناہ حضرت علیؑ امیرالمومنین ایک روز مکہ معظمہ سے تن تنہا بغیر ذوالفقار کے سوار ہو کر نخلستان کی طرف روانہ ہوئے جب کچھ دور نکل گئے تو یکایک ایک غبار اٹھا اور اس میں سے ایک سوار ظاہر ہوا۔ جو جنگی سپاہیوں کی طرح ہتھیار تن پر سجائے ایک طویل نیزہ ہاتھ میں لئے تلوار کمر پر جمائے آگے کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی نظر حضرت علیؑ امیرالمومنین پر پڑی تو انتہائی غضب میں آکر پوچھا تو کون ہے۔ کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا نام اور نسب کیا ہے، جلد بیان کر ایسا نہ ہو کہ تو جلد ملک عدم کی راہ لے۔ حضرت علیؑ نے اس جواں مرد کا یہ کلام سنا تو فرمایا۔ "تیزی کو چھوڑ دے کیونکہ شیر کو شکار کا ذرا بھی خوف نہیں ہوتا۔ غرور ترک کر اور اسلام کی طرف آجا تاکہ نجات پائے اور آخرت تیری سنور جائے اور تو ممتاز مقام پائے۔ یہ کلام سن کر کافر جوش میں آیا اور نیزہ لے کر حملہ کیا۔ مشکل کشا نے پل میں اس جری جواں کا نیزہ چھین کر جنگل کی طرف پھینکا۔ کافر نے تلوار سنبھالی مشکل کشا پر وار کیا۔ مشکل کشا نے تازیانہ سے تلوار کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کافر نے گرز اٹھا کر مارنا چاہا مشکل کشا نے چابکدستی سے ایک ہاتھ سے گرز کو پکڑا اور کمر میں ہاتھ ڈال کر زمین سے اونچا اٹھالیا۔ کافر بے بس ہوگیا۔ تب امیرالمومنین نے پوچھا "تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔" کافر کچھ دیر روتا رہا۔ جناب امیرالمومنین نے فرمایا "شیر موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ تیرے رونے کا کیا باعث ہے؟" کافر نے

عرض کی بیشک بہادر موت کے ڈر سے نہیں روتا اور میرا رونا بھی موت کے ڈر سے نہیں ہے۔ میں اپنے یار کے وصال میں روتا ہوں میرا نام رعد جنگی ہے۔ میں ممالک مغرب کا رہنے والا ہوں۔ میرا شمار وہاں کے بہادروں میں ہوتا ہے۔ بلاد مغرب میں ایک بادشاہ رفیع القدر و بلند مرتبہ حارث بن ربیع ہے۔ میں اس کا برادر زادہ ہوں۔ اس کے کوئی لڑکا نہیں جو اس کا جانشین ہو لیکن ایک بیٹی ہے جو فرط حسن و جمال سے خورشید منیر کو ذرہ حقیر سمجھتی ہے۔ میں ایک روز شکار کو گیا ہوا تھا اور شکار کی تلاش میں دوڑ دھوپ کر رہا تھا کہ لڑکی کو شکار گاہ میں دیکھ کر عاشق ہوگیا۔ جب میں گھر پہنچا تو طاقت طاق ہوگئی اور دل و جان سے اس کا مشتاق ہوگیا۔ اپنے چچا کے پاس جا کر اس پیکر حسن و جمال کی خواستگاری کی اس نے جواب دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اپنی لڑکی دے دوں اور تیری مراد بر لاؤں تو تن تنہا مکہ کا سفر کر اور وہاں جا کر علیؑ بن ابی طالب کا سر لا۔ اگر یہ کام نہیں کر سکتا تو دل سے یہ خیال چھوڑ دے۔ میں اس مہ جبیں کی آرزو میں ہتھیار بدن پر سجا کر علیؑ سے لڑائی کے لئے روانہ ہوا ہوں ایک مہینہ ہو چکا ہے رات دن سفر میں ہوں اور اپنے دلدار کی آرزو میں اشک حسرت برسا رہا ہوں تم کو دیکھا تو خیال کیا کہ تمہارا گھوڑا چھین لوں اور تم کو علیؑ کی تلاش میں بھیجوں تاکہ تم پتہ کر کے مجھے بتاؤ اور میری مشکل آسان ہوجائے لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ تمہارے ہاتھوں گرفتار ہوجاؤں گا اور حسرت ہی میں جان دیدوں گا۔ اے دلاور آفرین ہو، تجھ پر تو نے مجھ جیسے جری کو بغیر ہتھیار بے بس کر دیا۔ اے جوان تو کون ہے جس نے مجھے زیر کیا۔" علیؑ مشکل کشا اس جوان کی باتیں سن کر گھوڑے سے نیچے اترے اور فرمایا" اے شخص

میں ہی علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ میرے ہاتھ باندھ اور میرا سر قلم کر لے اور اپنی مراد پا کیونکہ میں رضا حق کا طالب ہوں اور کئی دفعہ اپنا سر دشمن کے حوالے کر چکا ہوں۔ جب کہ میرے قتل سے تیرا کام بنتا ہے اور تیرا مطلب پورا ہوتا ہے تو میں خدا کی رضا کے لئے تیری حاجت پوری کرتا ہوں۔" کافر نے جب یہ کلام سنا تو اس پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ آپ کی تعریف کرنے لگا اور عرض کی "آفرین ہے آپ پر کبھی ایسا شخص میں نے نہیں دیکھا اور نہ ایسا کام کسی نے کیا ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ پس میں دل و جان سے اسلام لاتا ہوں۔" اس کافر نے اسلام قبول کیا اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا غم نہ کھا۔ ذرا بھی فکر نہ کر۔ میں تیرا مطلوب تجھ کو پہنچاؤں گا اور اس کو تیرا قرین و ہم نشین بناؤں گا۔ میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ۔ دونوں مل کر بلاد مغرب کی طرف چلیں اور وہاں جا کر تیرے مطلب کی بات کریں۔" پس وہ شخص آپ کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہوا اور چشم زدن میں بلاد مغرب پہنچ گئے۔ اتفاقاً اسی بادشاہ کی لڑکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرتؐ کی رہبری سے مسلمان ہو گئی اور اس بات پر مامور ہو گئی کہ کل حضرت علیؑ بن ابی طالب کا استقبال کرے اور ایمان کو تازہ کر کے کلمہ شہادت زبان پر جاری کرے جب شہزادی بیدار ہوئی تو صبح سویرے شہر سے نکل کر جنگل کو روانہ ہوئی۔ ناگاہ شاہ ولایت حضرت علیؑ بن ابی طالب کے پاس پہنچی اور آپ کو دیکھ کر پھول کی طرح کھل اٹھی۔ اور نہایت ادب سے عرض کی "اے ابن عم رسولؐ اے زوج بتولؑ آپ پر میرا سلام ہو بعد ازاں بیان کیا یا علیؑ رات میں نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا اور میری طرف آئے اور مسکرا کر فرماتے ہیں ہماری محبت اپنے دل میں قائم کر اور اسلام اختیار کر تاکہ ہمیشہ کی دولت سے مالا مال اور سعادت ابدی سے خوشحال اور فارغ البال ہو۔ میں نے کفر سے توبہ کی اور ایمان لائی ہوں۔ بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کل میرا بھائی علیؑ بن ابی طالب آئے گا اور تجھ کو حق کی طرف رہنمائی کرے گا اس کے ہاتھ پر ایمان تازہ کرنا اور حق کی راہ میں داخل ہونا۔ شہزادی اپنا خواب بیان کرنے کے بعد اسلام کی طرف متوجہ ہوئی اور از سر نو اسلام اختیار کیا۔ اسی وقت گرد و غبار نمودار ہوا۔ ستاروں کی طرح بے تعداد لشکر سامنے آیا لڑکی نے عرض کی یہ بادشاہ جو چتر فلک سا سر پر رکھے ہے۔ میرا باپ ہے جو شکار سے آرہا ہے جب شاہ ولایت امیرالمومنین نے یہ خبر پائی جھپٹ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے بادشاہ میں ہوں علیؑ ابن طالب ابن عم رسولؐ خدا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ آتش دوزخ سے امان پائے اور گلشن فردوس میں داخل ہو تو کفر و ضلالت کو چھوڑ کر اسلام اختیار کر اس نے غضب آلود ہو کر لشکریوں کو حکم دیا کہ اے بہادر تلواریں کھینچ کر اس جوان کا کام تمام کر دو۔ لشکری حکم ملتے ہی شاہ ولایت حضرت علیؑ امیرالمومنین کی طرف متوجہ ہوئے سب نے مل کر تلوار و سنان اور گرز سے حملہ کیا۔ حضرت نے رعد غراں کی طرح ایک نعرہ کیا کہ تمام لشکر بیدست پا ہو گیا۔ اکثر تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پھر جناب نے دلیرانہ جولانی کر کے شاہ مغرب کو زمین سے اٹھا لیا۔ وہ بادشاہ پکارا الامان اے شیر مرداں اے شیر یزداں الامان یہ سن کر حضرت نے اس کو زمین چھوڑ دیا۔ اس بادشاہ نے کلمہ شہادت زبان سے جاری کیا اور صدق دل سے تمام

سپاہ مسلمان ہوگئی بعدازاں امیرالمومنین نے رعداور بادشاہ مغرب کی بیٹی کو طلب فرمایااوران دونوں کا باہم عقد کردیا پھرآپ مکہ کوروانہ ہوگئے۔

مسجد کا بار بار گر جانا

ابو بصیر، ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوتے تو مسجد گر پڑتی۔ پھر بناتے پھر گر پڑتی مسلمان بڑے پریشان ہوئے آخرکار تمام مسلمان اس مشکل کو آسان بنانے کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوراس کا سبب پوچھاآپ نے فرمایا قبلہ کی جانب سے دائیں اور بائیں زمین کھودی جائے وہاں دو قبریں نظر آئیں گی جن پر یہ عبادت درج ہوگی۔ "میں رضوی ہوں اور میری بہن حباہم عزیز جبار کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔" یہ دونوں موجود ہونگی انھیں غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردینا پھر مسجد تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی تمام مسلمانوں نے حضرت علیؑ کے حکم پر عمل کیا جیسا آپ نے فرمایا اس طرح انھیں وہاں پیش آیااورآپ کے حکم پر عمل کرنے کے بعد جب مسجد تعمیر کی تو وہ اس جگہ قائم رہی پھر کبھی نہ گری۔

زنانہ لباس پہننے والا زانی

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک صبح نماز کے لئے مسجد پہنچے توآپ نے دیکھا کہ ایک شخص محراب میں سویا ہوا ہے۔آپ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ اسے بیدار کیا جائے۔غلام نے قریب جاکر دیکھا تو پتہ چلا کہ زنانہ لباس میں ایک سر کٹے ہوئے مرد کی لاش ہے۔ حضرت عمرؓ یہ دیکھا کر حیرت

میں رہ گئے۔ آپ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ آخر کار معاملہ کیا ہے اور یہ لاش اس حال میں یہاں کیسے پہنچی۔ آخر آپ اس معاملے کو سلجھانے کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے تمام واقعہ کو حضرت علیؑ کے سامنے دہرایا آپ نے فرمایا فی الحال اس لاش کو دفن کر دیا جائے اور اس وقت کا انتظار کیا جائے جب نو ماہ بعد اس مقام پر ایک بچہ نظر آئے گا اس وقت تمام حال سب کے سامنے کھل کر آجائے گا۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے دریافت کیا یہ سب کچھ کیا ہے اور آخر نو ماہ بعد بچہ کہاں سے آئے گا؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے بھائی حبیبؐ خدا نے اس معاملے کی خبر پہلے ہی دی تھی۔ اس لئے وقت کا انتظار کیا جائے۔

وقت گزرتا گیا ٹھیک نو ماہ بعد ایک صبح حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے اسی مقام پر، جہاں کچھ عرصہ پہلے ایک سر کٹے ہوئے مرد کی لاش ملی تھی اسی محراب سے ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ آپ قریب گئے اور اس بچہ کو گود میں اٹھا کر بے اختیار فرمایا بے شک اللہ کا رسولؐ بھی سچا ہے اور اس کے ابن عم بھی سچے ہیں آپ اس بچہ کو لے کر حضرت علیؑ کے پاس گئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کے لئے ایک انصار دایہ کا انتظام کیا جائے جو اس بچہ کو دودھ پلائے اور اس کا تمام خرچہ بیت المال سے ادا کیا جائے۔ آپ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد عید رمضان آئی حضرت علیؑ نے فرمایا اس بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر عید کے دن مسجد میں لے جایا جائے اور دایہ کو حکم دیا کہ جو عورت اس بچہ کو پیار کرے اور یہ کہے۔ "اے مظلوم۔ اے پسر مظلومہ۔" پس اس عورت کو میرے پاس لایا جائے۔ دایہ آپ کے حکم کے مطابق بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی وہاں اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکی

نے آکر اس بچے کو پیار کیا اور وہی الفاظ دہرائے پھر جب وہ جانے لگی تو دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے حضرت علیؑ امیرالمومنین کے پاس لے جاؤں گی۔ لڑکی پریشان ہوئی اور کہنے لگی خدارا ایسا نہ کر مجھے حضرت علیؑ کے سامنے نہ لے جا مجھے شرمندگی ہوگی۔ دایہ اس کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی۔ آخر اس لڑکی کو کافی پیسوں اور اچھے کپڑوں کا لالچ دیا اور کہا کہ تو حضرت علیؑ کو کچھ نہ بتانا اور یہ بتانا کہ مجھے کوئی عورت نہیں ملی تھی اور اگر اس طرح تو عیدالضحیٰ کے دن بھی مجھے اس بچہ سے ملا دے گی تو میں تجھے اس سے زیادہ کچھ دوں گی۔ دایہ اس لالچ میں آگئی اور وعدہ کیا کہ میں حضرت علیؑ کے سامنے کچھ نہ بتاؤں گی۔ دایہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت علیؑ نے دریافت کیا تو دایہ نے جواب دیا کہ مسجد میں نہ تو کسی عورت نے اس بچہ سے پیار کیا اور نہ ہی کسی نے وہ الفاظ ادا کئے جو آپ نے ارشاد فرمائے تھے آپ نے دایہ کا کلام سننے کے بعد فرمایا تو سب کچھ جھوٹ کہہ رہی ہے سچ یہ ہے کہ وہ جوان لڑکی آئی تو نے اس کا دامن پکڑا اس لڑکی نے تیرے سامنے التجا کی اور تجھے انعام کا لالچ دیا اور تو مان گئی اور تو نے وعدہ کیا کہ میں عیدالضحیٰ کے دن پھر اس بچہ کو لاؤں گی جس کے عوض وہ لڑکی تجھے بہت سا انعام دے گی آپ کی زبان مبارک سے سچ سننے کے بعد دایہ گھبرا گئی۔ عرض کی مجھے معاف فرمائیں اب میں کبھی جھوٹ نہ کہوں گی آپ حکم دیں تو میں اس عورت کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ آپ نے فرمایا نہیں اب تم عید کا انتظار کرو جب وہ تمہیں ملے تو میرے پاس لے آنا۔ پس وقت گزرتا گیا۔ عیدالضحیٰ کا دن آیا۔ دایہ بچہ کو اچھی پوشاک پہنا کر مسجد لے گئی۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہ جواں لڑکی آئی اور

بچہ کو اپنی گود میں لے کر پیار کرنے لگی دایہ نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا آج میں تجھے حضرت علیؑ کے پاس ضرور لے جاؤں گی۔ لڑکی نے لاکھ کہا مگر دایہ نہ مانی آخر دایہ اس لڑکی کو ساتھ لے کر حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لڑکی حضرت علیؑ کے سامنے حاضر ہوئی آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا" جو کچھ گزرا ہے میں بیان کروں یا تم کروں گی۔" لڑکی نے عرض کی" میں خود بیان کرتی ہوں۔"

لڑکی نے بیان شروع کیا میرا باپ عامر بن سعد جو رسولِ خدا کی ہمرکابی میں شہید ہوئے، میری ماں حضرت ابو بکرؓ کے دور میں انتقال کر گئیں۔ میں تنہا رہ گئی۔ ہمسائے کی لڑکیوں کے ساتھ مانوس ہو کر ان ہی کے ساتھ وقت گزارتی رہی ہمسائے کے سب لوگ میرا بے حد خیال رکھتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میں ہمسائے کی چند انصار و مہاجر لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ضعیف عمر کی عورت ایک ہاتھ میں لاٹھی اور دوسرے ہاتھ میں تسبیح تھی ہماری طرف آئی سب لڑکیوں سے ملی سب کا نام دریافت کیا، سب کی خیریت دریافت کی آخر مجھ سے ملی میرا نام دریافت کیا۔ میں نے بتایا کہ میرا جمیلہ ہے۔ میرا باپ عامر بن سعد تھے جو شہید ہو چکے ہیں میری ماں بھی انتقال کر چکی ہیں۔ اس بڑھیا نے پوچھا کیا تیری شادی ہوئی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ یہ سن کر کہنے لگی کہ تو کیسی لڑکی ہے کہ بغیر شوہر کے زندہ ہے میرے حالات سن کر رونے لگی اور مجھ سے ہمدردی جتانے لگی۔ مجھ سے کہنے لگی کہ اگر تو میری خدمت پسند کرے تو میں حاضر ہوں میں نے بھی ہاں کر دی اس بڑھیا نے کہا کہ ایک شفیق ماں کی طرح تیرا خیال رکھوں گی تجھے کوئی غم نہ ہونے دوں گی تیری ہر خوشی کا خیال رکھوں

گی۔ میں اس بڑھیا عورت کو اپنے گھر لے آئی ہر طرح سے وہ میرا خیال رکھتیں اور میں بھی ایک شفیق ماں کی حیثیت سے اس کا احترام کرتی اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھتی جب روزافطار کا وقت آیا تو میں نے اس کے لئے مناسب کھانے کا انتظام کیا۔ بڑھیا اس کھانے کو دیکھ کر رونے لگی اور کہا اے دختر میں تو اللہ والی ہوں میری یہ غذا نہیں مجھے صرف نمک اور جو کی روٹی چاہیئے یہی میری خوراک ہے۔ غرض کے اس بڑھیا نے ہر طرح سے اپنی پارسائی کا سکہ میرے دل میں اس طرح جما دیا کہ میں اسے اپنا نگہبان سمجھنے لگی۔ ایک دن بڑھیا کہنے لگی کہ مجھے زمانے سے بڑا ڈر لگتا ہے تو تنہا رہتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں حاجت کے لئے باہر جاؤں اور تجھے کچھ ہو جائے اس لئے تجھے ایک اچھے ساتھی کی ضرورت ہے جو تیرا ہر طرح سے خیال رکھے۔ اگر تو اجازت دے تو اپنی بیٹی کو لے آؤں جو تیری ہم عمر ہے جو کہ انتہائی دانا، متقی و پرہیزگار و نمازی ہے۔ میں نے اس لڑکی کی اتنی تعریف سنی تو بے اختیار کہا کہ اسے فوراً لے آؤ۔ اس طرح میرا دل بھی بہل جائے گا اور اس صحبت سے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی وقت ہی اپنی بیٹی کو لینے کے لئے روانہ ہوئی کچھ دیر بعد تنہا ہی واپس آئی تو میں نے آتے ہی پوچھا میری بہن کو کیوں نہیں لائی۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میری بیٹی تنہائی پسند ہے اس کا سارا دن اللہ کی یاد میں گذرتا ہے۔ تیرے گھر میں اکثر مہاجر وانصار کی لڑکیاں آتی ہیں اس وجہ سے اس نے یہاں آنا پسند نہیں کیا بڑھیا کا یہ جواب سن کر میں اور زیادہ متاثر ہوئی اور میرے دل میں اس لڑکی سے ملنے کی تڑپ اور بڑھی میں نے بڑھیا سے وعدہ کیا کہ اب میں کسی کو اپنے گھر میں نہ آنے دوں گی۔ آپ فوراً جا کر میری بہن کو

لے آئیں۔ بڑھیا میرے اصرار پر اسی وقت روانہ ہوئی کچھ دیر بعد ہی بڑھیا ایک جوان عورت کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اندر آئی اس عورت نے اپنے جسم کو چاروں طرف سے چھپایا ہوا تھا صرف اس کی دو آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ یہ جوان عورت دروازے پر آکر کھڑی ہوگئی۔ میں نے کہا کہ بہن اندر کیوں نہیں آتیں۔ بڑھیا نے جواب دیا یہ لڑکی بڑی حیادار ہے اسے شرم آتی ہے یہ کہہ کر بڑھیا باہر چلی گئی کہ میں اپنے گھر کو تالا لگا کر ابھی آتی ہوں۔ بڑھیا کے جانے کے بعد میں نے اس عورت سے کہا کہ بہن برقعہ اتار کر آرام سے بیٹھو یہ تمہارا اپنا گھر ہے اس عورت نے سر کے اشارے سے باہر کے دروازے کو بند کرنے کے لئے کہا میں سمجھ گئی کہ دروازہ باہر کا کھلا ہوا ہے یہ چاہتی ہے بند کر دیا جائے۔ میں دروازہ بند کر کے اندر کے کمرے میں داخل ہوئی وہ عورت اسی طرح کپڑا لپیٹے پلنگ پر بیٹھی تھی۔ میں نے ہاتھ سے اس کی چادر کھینچ لی۔ چادر کھینچتے ہی یہ دیکھ کر میں پریشان ہوگئی کہ یہ عورت نہیں بلکہ سیاہ داڑھی والا ایک بلند قامت مضبوط جسم کا ایک مرد ہے۔ میں اسے دیکھ کر آپے سے باہر ہوگئی۔ میں نے کہا کیوں مجھ یتیم پر ظلم کرتا ہے۔ خدا کا خوف کر کیوں میری رسوائی کرتا ہے۔ کوئی دیکھ لے گا تو میں کہیں کی نہیں رہوں گی خدا کے لئے خاموشی سے یہاں سے نکل جا۔ لاکھ اس کی التجا کرتی رہی مگر اسے مجھ پر رحم نہیں آیا۔ میں اس کے قریب سے اٹھ کر بھاگنا چاہتی تھی مگر اس ظالم نے اپنے مضبوط بازوؤں میں مجھے زور سے سمیٹ لیا اسے مجھ پر رحم نہیں آیا۔ اس نے مجھ پر اپنی گرفت مضبوط کر دی اور میں بے بس اور مجبور ہوگئی۔ چیخ و پکار اس لئے نہ کی کہ ہمسائے کے لوگ مطلع ہو جائیں گے اور میری رسوائی ہوگی۔ میں اس کے

چنگل میں بری طرح گرفتار ہو چکی تھی بالآخر اس ظالم نے مجھ پر ظلم کیا میری دوشیزگی چاک کر دی۔ یہ سیاہ مرد اپنی مستی میں مدہوش تھا۔ یکایک میں نے قریب پڑی ہوئی چھری سے اس پر وار کیا اور پہلے ہی وار میں اس کی گردن تن سے جدا کر دی۔ جب رات ہوئی تو نہایت ہی خاموشی سے اس کی لاش مسجد کی محراب میں رکھ دی۔ کچھ دنوں بعد احساس ہوا کہ حمل ٹھہر گیا ہے۔ کئی مرتبہ حمل کو ساقط کرنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے خوف سے ایسا نہ کر سکی آخر یہ بچہ پیدا ہوا اسے بھی قتل کرنے کا سوچا مگر خوف خدا سے یہ نہ کر سکی آخر اس بچہ کو بھی اس محراب میں رکھ آئی۔

تمام حالات سننے کے بعد بے اختیار حضرت عمرؓ نے فرمایا خدا کے رسولؐ بھی سچے ہیں اور آپ کے بھائی بھی سچے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے دریافت کیا، اب اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس مقتول کا خون بہا کچھ نہیں کیونکہ یہ ایک گناہ عظیم کا مرتکب ہوا ہے۔ اس عورت پر کوئی حد نہیں کیونکہ اس کی رضامندی کے بغیر وہ شخص اس پر غالب ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اس بڑھیا کو حاضر کیا جائے تاکہ خدا کے حق کو اس سے طلب کروں۔ حضرت علیؑ نے دایہ کو حکم دیا کہ بچہ کو اس کی ماں کے سپرد کیا جائے۔ دوسرے دن تلاش کے بعد اس بڑھیا کو حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ بڑھیا نے جمیلہ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے بڑھیا کیا تو قسم کھاتی ہے کہ تجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے کہا ہاں میں روضہ رسولؐ کی قسم کھا کر کہتی ہوں مجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں۔ بڑھیا نے روضہ رسولؐ کی جھوٹی قسم کھائی۔ جھوٹی قسم کھاتے ہی بڑھیا کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ حضرت

علیؑ نے فرمایا اے بڑھیا اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھ جب بڑھیا نے اپنے سیاہ چہرہ دیکھا تو فریاد کرنے لگی اور حقیقت کا اعتراف کیا کہ میں سب کچھ جانتی ہوں اور میری ہی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے اب مجھے معاف فرمائیں میں اپنے کردار سے تائب ہوں۔ حضرت علیؑ نے دعا فرمائی اے خدا اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور درحقیقت تائب ہوئی ہے تو اسے پہلے حال پر پلٹا دے۔ مگر اس چہرے کی سیاہی ختم نہ ہوئی۔ تب حضرت علیؑ نے فرمایا اے ملعونہ تو کس طرح تائب ہوئی ہے کہ خدا نے تجھے معاف ہی نہیں کیا۔ پھر آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اس بڑھیا کو مدینہ سے باہر لے جا کر رجم کریں۔

کھجور کا درخت

جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میرا ایک فرزند مشکل بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی آپ اس کے متعلق دعا فرمائیں۔ رسولِ خدا نے فرمایا علیؑ سے کہو۔ "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں"۔ جابر کہتے ہیں علیؑ کے متعلق میرے دل میں تھوڑا سا شک گزرا مجھے معلوم ہوا کہ علیؑ قبرستان میں تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام عرض کیا اور جو رسولِ خدا سے بات ہوئی تھی وہ عرض کی آپ نے فرمایا ہاں یہ بات درست ہے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھجور کے درخت کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا اے کھجور میں کون ہوں۔ جابر کا بیان ہے۔ کھجور کے کراہنے کی آواز میں نے سنی۔ کھجور کہہ رہی تھی۔ "آپ امیرالمومنین ہیں رب العالمین کے رسولؐ کے وصی ہیں آپ آیت کبریٰ ہیں۔ آپ حجت کبریٰ

ہیں" یہ کہہ کر کھجور خاموش ہو گئی۔

حضرت میری طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے اے جابرؓ اب تمہارے دل سے شک دور ہو گیا اور تمہارا ذہن صاف ہو گیا جو کچھ تم نے کھجور سے سنا اس کو پوشیدہ رکھنا اور نا فہم سے چھپائے رکھنا۔

کچھوے کی صورت

جناب عمارؓ روایت کرتے ہیں میں امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک آدمی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کرنے لگا میری تکلیف دور فرمایئے اس پریشانی سے نجات دلایئے آپ نے فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے اس شخص نے عرض کی ضیرنی نامی ایک شخص نے میری عورت چھین لی ہے یا حضرت میں آپ کا ماننے والا ہوں۔آپ نے فرمایا اس فاسق اور فاجر کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو بلانے کے لئے باہر روانہ ہوا۔ وہ بازار میں اپنے دوستوں سے بات چیت کر رہا تھا۔ میں نے اسے امیرالمومنین کے سامنے لا کھڑا کیا۔ اس وقت امیرالمومنین کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ جب ضیرنی حضرت کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ کہنے لگا پوشیدہ باتیں کون جانتا ہے۔ ضمائر کا علم کس کو ہے اوہام کی خبر کس کو ہے یہ سب باتیں میں جانتا ہوں (اے علیؑ) جو آپ کے سامنے ذلت کی حالت میں کھڑا ہوا ہے۔

حضرت امیرالمومنین نے فرمایا اور لعین بن لعین زنیم کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں آنکھ کی خیانت اور دل کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہوں۔ میں اللہ کی زمین پر اس کے بندوں پر حجت خدا ہوں۔ تم مومنین کی خدمت کی حرمت کی ہتک کرتے ہو اور کیا یہ سمجھتے ہو کہ میری فوری سزا اور اللہ کی دیر میں آتے

والی سزا سے بچ جاؤ گے۔ فرمایا اے عمارؓ اس کے کپڑے اتار دو۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت اس کی طرف بڑھے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور روح کی جان بخشی مومن کا بدلہ میرے سوائے کوئی نہیں لے سکتا۔ حضرت نے اپنی چھڑی کو اس کی تلی کے مقام پر لگاتے ہوئے فرمایا۔ مسخ ہو جاؤ خدا تم پر لعنت کرے۔" عمارؓ اور دیگر صحابہ نے دیکھا کہ خدا نے اس کو کچھوے کی صورت میں مسخ کر دیا حضرت نے اس سے فرمایا تمہارا ٹھکانہ جنگل اور بیاباں ہوں گے۔ جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں چالیس دن بعد کہیں پانی کا گھونٹ میسر کرے گا پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ترجمہ (تم ان لوگوں کو جانتے ہو جو تم میں سے تھے جنھوں نے ہفتہ کے روز زیادتی کی تھی ہم نے ان سے کہا بندروں کی صورت میں مسخ ہو جاؤ۔ ہم نے ان کے اس وقت اور آنے والے لوگوں کے لئے عذاب بنایا پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے)

عطرفہ جن کی شکل

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تشریف فرما تھے آپ کے پاس آپ کے اصحاب کی ایک جماعت موجود تھی آپ ہم سے باتیں فرما رہے تھے ہم نے دیکھا کہ ہوا کا بگولہ بلند ہوا۔ گرد و غبار بلند ہونا شروع ہوا۔ بگولہ رسولؐ اللہ کے سامنے آ کر رک گیا اس بگولے میں سے ایک شخص باہر نکلا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسولؐ میں اپنی قوم کا قاصد بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ اپنا ایک ایلچی ہمارے ساتھ روانہ فرمائے جو میری قوم کے پاس جا کر ہمارے درمیان حکم

خدا اور کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرے کیونکہ بعض نے ہمارے ساتھ بغاوت کردی ہے۔ رسولِ خدا نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ تمہاری قوم کا کیا نام ہے۔ اس نے عرض کی میرا نام غطرفہ بن شمراخ ہے میں بنو نجاح کا ایک فرد ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسولؐ بنا کر مبعوث کیا تو ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ جو بات آپ نے بتائی ہے ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ کچھ لوگوں نے مخالفت کی ہے اس وجہ سے ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہوگیا ہے اور وہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں۔ انھوں نے ہمارے چشموں اور چراگاہوں پر قبضہ کر لیا ہے ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اپنا آدمی ہمارے ساتھ فرمائیں جو ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ صادر کردے۔ رسولؐ نے فرمایا تم اپنے چہرے سے نقاب اٹھاؤ تاکہ ہم تمہاری اصلی شکل دیکھ لیں۔ سلمانؓ کا بیان ہے اس نے اپنی اصلی صورت ظاہر کی۔ ہم نے اس کو ایک ایسے شخص کی صورت میں دیکھا جس کے جسم پر بہت سے بال تھے۔ سر لمبا تھا۔ آنکھیں چوڑی تھیں۔ اس کی دونوں آنکھیں پیشانی پر تھیں۔ اس کے دانت پھاڑنے والے جانوروں کی طرح تھے۔ سبیل سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

رسولؐ خدا غطرفہ کو دیکھنے کے بعد باری باری اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے مگر کسی کو اتنی ہمت نہ ہوئی کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرتا۔ آخر رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو طلب فرمایا۔ اور فرمایا اے علیؑ تم غطرفہ کے ساتھ چلے جاؤ اس کی قوم کے پاس جا کر چھان بین کرو اور ان کے درمیان صحیح فیصلہ کرو۔ امیر المومنین حضرت علیؑ تلوار لگا کر غطرفہ کے ساتھ چل دئے سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں ان دونوں کے پیچھے چلتا رہا حضرت ایک وادی کے

درمیان پہنچ گئے تو حضرت نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے ابو عبداللہ۔ اللہ تعالیٰ تیری کوشش کا شکر گذار ہے۔ اب تم واپس جاؤ سلمان کا بیان ہے کہ میں رک گیا دونوں زمین شگافتہ ہوگئی اور دونوں زمین کے اندر چلے گئے۔ زمین پہلے کی طرح جڑ گئی پھر میں واپس روانہ ہوگیا۔ لیکن میرا دل امیرالمومنین کی ہلاکت کے خوف سے حسرت اوریاس میں مبتلا تھا۔ رسولؐ خدا نے صبح کے وقت لوگوں کو نماز پڑھائی اور کوہ صفا پر آکر تشریف فرما ہوگئے۔ امیرالمومنین کے آنے میں تاخیر ہوگئی دن بلند ہوچکا تھا۔ لوگوں نے کئی قسم کی باتیں شروع کردیں۔ یہاں تک کے عصر کا وقت آگیا۔ رسولؐ اللہ نے نماز عصر ادا فرمائی پھر آکر کوہ صفا پر تشریف فرما ہوئے۔ سورج ڈوبنے کا وقت قریب آگیا۔ اسی اثنا میں کوہ صفا شگافتہ ہوا اور امیرالمومنین نمودار ہوئے۔ آپ کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور غطرفہ جن بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ رسولؐ اللہ نے آگے بڑھ کر علیؑ کی دونوں آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اے علیؑ اس وقت تک آپ کو کس نے روک لیا تھا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی جو منافق تھے۔ انھیں میں نے تین باتوں کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی آپؐ کی دعوت دی انھوں نے انکار کیا میں نے انھیں جزیہ ادا کرنے کو کہا اس سے بھی انھوں نے انکار کیا بعض چراگاہیں چشمے غطرفہ اور اس کی قوم کے تھے اس کی واپسی کے متعلق ان سے کہا اس سے بھی انہوں نے انکار کیا۔ تب میں نے تلوار کے ذریعہ ان سے جہاد شروع کردیا بہت سوں کو قتل کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بھاگنے کی کوئی صورت نہیں تو امان اور صلح پر آمادہ ہوگئے۔ پھر ایمان لاکر آپس میں بھائی بھائی

ہوگئے اس وقت تک ان میں جتنے جھگڑے تھے وہ سب ختم ہوگئے ہیں۔ غطرفہ عرض کرنے لگا۔ ہماری طرف سے رسول اللہ اور امیرالمومنین کو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دے۔

شہد کی مکھی

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن اللہ کے رسولؐ کے ساتھ ایک گلی میں جارہا تھا۔ علیؑ کا ہاتھ رسول اللہ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گذر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہیں جو انبیاء کے سردار ہیں یہ علیؑ ہیں جو اوصیا کے سردار ہیں پھر ہمارا گزر ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ (محمدؐ) ہدایت یافتہ ہیں اور یہ علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے گذرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمدؐ ہیں جو اللہ کے رسول ہیں اور یہ ہیں علیؑ جو اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا اے علیؑ اس کا نام صیحانی رکھو اس دن سے اس کا نام صیحانی پڑگیا۔

بددعا کا اثر

علامہ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کے حوالے سے بیان کیا جارہا ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص سے کچھ فرمایا۔ اس شخص نے آپ کی بات کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو آپ میں تیرے لئے بددعا کروں گا اس شخص نے کہا آپ ضرور کریں چنانچہ آپ نے اسی وقت اس شخص کے لئے بددعا کی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

حدیث چھپانے کا انجام

زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جناب حضرت علیؑ امیرالمومنین نے لوگوں سے قسم دیکر پوچھا کہ جس نے غدیر کے روز حدیث سنی ہے وہ کھڑا ہو کر بیان کرے لوگوں میں صرف بارہ بدری صحابی اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کی گواہی دی ۔ زید بن ارقم کہتے ہیں میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اس حدیث کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا پس میں نے اس کو پوشیدہ رکھا۔ پس خدا نے مجھے اندھا کر دیا زید بن ارقم اس حدیث کی گواہی نہ دینے پر نادم رہے تمام عمر توبہ کرتے رہے اس طرح انس بن مالک بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اس حدیث کو رسولؐ اللہ سے سنا تھا مگر انھوں نے بھی اس حدیث کو پوشیدہ رکھا۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا اگر یہ جھوٹ کہتے ہیں تو ان کی پیشانی پر برص کا ایسا داغ لگا دے کہ وہ عمامہ سے نہ چھپ سکے۔ طلحہ بن عمیر کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اس برص کے نشان کو ان کی پیشانی پر دیکھا تھا جس کو ان کا عمامہ بھی چھپا نہ سکا۔

دیوار کا گرنا

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی روشن کرامات میں سے یہ بھی ہے جس کی روایت حضرت امام جعفر صادقؑ کہتے ہیں کہ جناب امیر کے سامنے دو آدمیوں نے اپنا جھگڑا پیش کیا۔ آپ ایک دیوار کے نیچے تصفیہ کے لئے بیٹھ گئے۔ ایک شخص کہنے لگا یا امیرالمومنین یہ دیوار گر رہی ہے آپ نے فرمایا تو چلا جا خدا نگہبان ہے آپ ان دونوں کے درمیاں تصفیہ کر کے اٹھے ہی تھے کہ دیوار گر گئی۔

مست اونٹ کا واقعہ

کفایۃ المومنین میں ابن عباس سے
آذر بائیجان کے علاقہ میں ایک شخص رہتا
ایک روز مستی کی حالت میں اونٹ بھ
باوجود کوشش کے قابو میں نہ آسکا۔ سب سے
اپنی پریشانی بیان کرتا کہ ان کی دعا کی برکت
وہ شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا پریشانی بیان کی آپ نے جواب دیا کہ تجھ کو استغفار پڑھنا چاہیئے تاکہ تیرا مدعا حاصل ہو اس نے عرض کی یا امیرالمومنین میں نے بہت کچھ کیا ہے مگر کچھ نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک خط لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اس کو اونٹ کے سامنے ڈال دے تیرا مدعا حاصل ہو جائے گا اس شخص نے ایسا ہی کیا اور خط کو اونٹ کے سامنے ڈال دیا۔ خط کا ڈالنا تھا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کا جسم زخمی کر دیا۔ چند لوگوں نے اسے بڑی مشکل سے بچایا چند روز بیمار رہا صحت یاب ہونے کے بعد پھر حضرت عمرؓ کے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے چہرے کے زخم دکھلا کر پورا ماجرا بیان کیا اور التماس کی کہ مجھے اس پریشانی سے نجات دلائیں۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک شخص کو پیدا کیا ہے اے ابن عباس تم اس شخص کو علیؑ بن ابی طالب کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا اس شخص نے بیان کیا۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا تیرا اونٹ ہے وہاں جا کر یہ دعا پڑھ۔

(ترجمہ) . . بارالہا تیرے نبی کا واسطہ جو نبی رحمت ہیں اور ان کے اہلبیت کا واسطہ جن کو تو نے تمام عوام پر فوقیت دی ہے میں تیری طرف متوجہ ہوتا

...سختی کو میرے لئے آسان کر دے اور مجھ کو اس کے شر
...نہ تو ہی بچانے والا عافیت دینے والا ہے)

...ص واپس چلا گیا۔ دوسرے سال جب حج کے لئے آیا تو اسی وانٹ پر بیٹھ کر آیا آپ نے فرمایا تیرا حال تو بیان کرے گا یا میں کروں۔ اس شخص نے عرض کی یا امیرالمومنین آپ ہی کریں ۔ فرمایا جب تیری اونٹ پر نظر پڑی تو نے وہ دعا پڑھی تو اونٹ ہنایت عجز و نیاز کے ساتھ تیرے سامنے بیٹھ گیا عرض کیا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

حضرت علیؑ امیرالمومنین نے فرمایا اے ابن عباسؓ اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے یا مال میں کچھ نقصان ہو یا اہل و عیال میں کوئی بیمار ہو تو خضوع و خشوع کے ساتھ اس کو چاہیئے کہ دعا پڑھے اور اپنی حاجت طلب کرے خداوند کریم اس کی حاجت بر لائے گا۔

پتھر کا سونا

بی بی فضہؓ ایک روز بازار سے لوہے کا ایک ٹکڑا اور کچھ ادویات خرید کر حضرت علیؑ مشکل کشا کی خدمت میں پیش کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میں ان ادویات کی مدد سے سونا بنانا چاہتی ہوں تاکہ اسے بازار میں فروخت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکوں فضہ کی عرض سن کر امیرالمومنین مسکرائے اور فرمایا یہ سامنے جو پتھر پڑا ہے اسے اٹھا کر لاؤ۔ جب وہ پتھر لے کر آپ کے پاس پہنچیں تو آپ نے پتھر کی طرف اشارہ کیا پتھر یکدم سونے میں تبدیل ہو گیا۔ بی بی فضہ یہ دیکھ کر تعجب میں رہ گئیں پھر آپ نے زمین کی طرف دیکھنے کو کہا آپ نے زمین کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ زمین میں شگاف

ہوگیا۔ فضہ نے یہ دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے یہ دیکھ کر انھیں مزید تعجب ہوا تب امیرالمومنین نے ارشاد فرمایا۔ ہمارا فقر وفاقہ رضا الہیٰ کے لئے ہے نہ کہ کسی مجبوری کے سبب ہے۔ ہم کو پروردگار عالم نے ہر چیز پر اختیار عطا فرمایا ہے ہم خود اس دنیا کی لذت کو ترک کر کے صرف عقبیٰ کی لذت حاصل کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ تختی اور پتھر اسی سونے کی نہر میں ڈال دو۔ اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا تو شگاف بند ہوگیا۔ اس وقت جناب فضہ کو محسوس ہوا کہ وہ جس گھر میں آئی ہیں اس گھر کے افراد کس مرتبہ پر فائز ہیں اور کردار کی کس منزل پر ہیں۔

ایک ہاشمی سلطنت

حضرت امیرالمومنین نے ایک منظوم کلام میں فرمایا کہ دنیا میں بنی ہاشم کی ایک ہی حکومت رہ جائے گی جہاں آخر میں ایک ناتجربہ کار بے عمل اور دوسروں کے رحم وکرم و مشورے پر زندگی بسر کرنے والا لڑکا حکمران ہوگا جس پر اس ہاشمی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا اس کے بعد دنیا میں کسی بھی جگہ ہاشمی حکومت نہ رہے گی۔

حضرت علیؑ کی پیش گوئی ہے اس وقت سوائے اردن کے کوئی ہاشمی حکومت نہیں۔ فی الحال وہاں کے حالات ایسے نہیں ہیں لیکن موجودہ شاہ حسین کے بعد کسی وقت بھی ایسا منحوس وقت آسکتا ہے خدا اردن پر رحم کرے۔

(بحوالہ ایک ہی راستہ)

اژدہا بن گیا

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص جو اکابر بنی عدی سے تھا جہاں کہیں ہوتا کہ آپ کے محبوب کو گالیاں بکتا اور برا بھلا کہتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت علیؑ ایک کمان ہاتھ میں لئے باغات کی طرف جا رہے تھے ناگاہ اس شخص سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو ہمارے محبوب کو برا بھلا کہتا ہے اس نے جواب دیا ہاں میں کہتا ہوں مجھے کون منع کر سکتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا ایسا ہی ہے آپ نے اپنی کمان زمین پر گرا دی کمان زمین پر گرتے ہی ایک بڑا خطرناک اژدہا بن گیا اور منہ کھولے ہوئے اس شخص کی طرف لپکا اس نے شور مچایا اور فریاد کی یا امیر المومنین میری توبہ ہے آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا آپ کو رحم آیا آپ نے زمین کی طرف ہاتھ بڑھایا آپ کے ہاتھ میں جیسی کمان تھی ویسی کمان بن گئی۔

پتھر پر نشان

مستند روایت کے ساتھ مختلف کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے جو کہ آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے پتھر پر ہاتھ مارا تو اس سخت پتھر پر نشان آگیا وہ پتھر کوفہ میں موجود ہے اس طرح کے پتھر مشہد۔ کف، تکریت۔ موصل قطیعتہ الاتین وغیرہ میں بھی موجود ہے پاکستان میں بھی ایسے پتھر موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جہاں بھی اپنا ہاتھ مارا وہ یہ معجزہ عیاں ہوا اس طرح کا ایک پتھر حیدرآباد سندھ ۔ قدم گاہ مولا علیؑ ۔ اسٹیشن روڈ میں بھی موجود ہے جو میرے خیال میں بحالت نماز کا ہے اس پتھر کی زیارت

لاکھوں کی تعداد میں مسلمان کر چکے ہیں اور اب بھی یہ پتھر موجود ہے۔

یہودی نے آزمایا

معاقب آل ابی طالب نے مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہے ایک دن ایک یہودی آیا اور عرض کی یا محمدؐ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو آپ ہمارے سردار کے فرزند کے حق میں دعا کریں جو برص کی بیماری میں مبتلا ہے۔ حضورؐ نے علیؑ سے فرمایا اے ابوالحسن اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے۔ حضرت امیر نے دعا کی اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا اور وہ تمام لوگوں سے خوبصورت ہوگیا اور وہ ایمان لے آیا اس کے باپ نے کہا کہ یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہوگیا ہے اور اب ہمیں بددعا کریں حضرت علیؑ نے بارگاہ الہیٰ میں دعا کی اے معبود اسے اس کے بیٹے کے مرض میں گرفتار کر وہ شخص اسی وقت برص میں مبتلا ہوگیا اور چالیس سال تک اسی حالت میں کائنات میں عبرت کا مقام بنا رہا۔

فرشتوں کی تعداد

محمد صالح کشفی۔ کوکب دری میں مستند حوالوں کے ساتھ یہ معجزہ تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ ایک مرتبہ جناب سیدہؑ کے دولت سرا میں تشریف رکھتے تھے آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے بھائی تم دروازہ بند کر لو۔ کیونکہ فرشتے میرے پاس موجود ہیں مجھ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پس گروہ گروہ ملائکہ آتے رہے اور تعلیم لے کر جاتے رہے میں نے ان کی آواز سنکر معلوم کر لیا کہ آپ کے پاس تین سو پنتیس فرشتے تعلیم کے لئے آئے ہیں جب تعلیم سے فارغ ہو چکے تو میں نے عرض کی یا حضرت آپ کے پاس تین سو پنتیس فرشتے

آئے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کیونکہ معلوم ہوا میں نے عرض کی میں نے اتنی ہی آوازیں سنی تھیں جس سے مجھے پتہ چل گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا علیؑ خدا تیرے ایمان اور علم کو زیادہ کرے۔

قرآن کی تلاوت

مستند ترین کتب میں روایت مختلف طریقوں سے کی گئی ہے۔ کوکب دری میں مستند کتابوں کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جناب امیر کا ایک بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ جس وقت سواری کے لئے پاؤں رکاب میں رکھتے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا قرآن ختم کر دیتے تھے۔

بغض کا انجام

مسلمان ہو کر بغض علیؑ رکھے اس سے بڑھ کر دنیا میں بدبخت اور جہنمی کون ہو سکتا ہے۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں آپ کو برا کہنے والے کا انجام کس قدر عبرتناک ہوا۔ بارہا مرتبہ دیکھا کہ ایسے ملعون کو سخت سزا ملی کوئی گھوڑے سے گر کر مر گیا کسی کو اونٹ نے مار دیا۔ کسی کے سر پر آسمان سے پتھر گرا اس سے ہلاک ہو گیا۔ کوئی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا اور جو لوگ اس دنیا میں سزا سے بچ گئے وہ یوم آخرت میں سخت ترین سزا کے مرتکب ہونگے۔ افسوس کہ زمانہ قدیم سے لیکر دور حاضر تک ایسے مسلمان بدبخت ناری سامنے آتے رہتے ہیں جو خود ہی جہنم کے خریدار بن چکے ہیں یہاں پر شواہد النبوۃ اور کوکب دری کے حوالے سے ایسے بدبختوں کا انجام لکھا جا رہا ہے جو کہ مولا علیؑ کا ایک معجزہ ہے کہ انھیں بروقت سزا ملی۔

ایک شخص مدینہ میں امیرالمومنین حضرت علیؑ کو برا کہتا تھا۔ اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر ایک مجمع میں بیٹھ گیا۔ اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں گھس آیا اور اس بدبخت شخص کو اپنے سینہ سے دبادیا اور کچل کچل کر مار ڈالا۔

مندرجہ بالا کتاب میں تحریر ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی والی مدینہ بروز جمعہ کو مجھے (عبداللہ کو) میرے نزدیک بٹھا کر امیرالمومنین کی شان میں گستاخی کرتا۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا۔ میں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سو گیا دیکھا کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شق ہوگئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبداللہ اس شخص کو باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ خداتعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ منبر سے گرا اور مر گیا۔ بظاہر دیکھا جائے تو منبر کی بلندی زیادہ سے زیادہ دو فٹ ہو سکتی ہے اور صرف دو فٹ کی بلندی سے گر کر ایسے شخص کا مر جانا مولا مشکل کشا کے ساتھ گستاخی کی ایک سزا ہے یہی مولا علیؑ کا معجزہ ہے جہاں وہ مشکل سے گھرے ہوئے لوگوں کو مشکل کے بھنور سے نکالتے ہیں وہاں ایسے بدبختوں کو غیبی و روحانی قوت کے ذریعہ سزا دینے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔

نہر کا پانی

مشکل کشا کا یہ بھی بڑا معجزہ ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمادیا وہی ہوا اس طرح کا ایک معجزہ کوکب دری نے روضۃ الصفا جلد ہفتم کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حدود بابل میں ایک نہر ہے۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ نے وہاں کے ایک

باشندے پر ایک خاص رقم مقرر کر رکھی ہے ہر سال خدا کی راہ میں دے اگر مقررہ رقم دے دیتے ہیں تو پانی ان کی نالیوں میں چڑھتا ہے اگر رقم راہ خدا میں نہیں دیتے تو پانی ان کی نالیوں میں نہیں چڑھتا۔

کھوپڑی سے کلام

کوکب دری کے مولف محمد صالح نے احسن الکبار سے ایک مردہ کھوپڑی سے کلام کرنے کا معجزہ درج کیا ہے امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز امیرالمومنین نے بابل کی سرزمین میں ایک انسانی کھوپڑی پڑی دیکھی اس سے خطاب کر کے فرمایا اے جمجمہ (سر کی کھوپڑی) تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں بن فلاں۔ فلاں ملک کا بادشاہ تھا۔ جناب امیر نے فرمایا میں علیؑ مرتضیٰ ہوں محمدؐ کا وصی ہوں مجھ سے بیان کرنا جو کچھ تو نے اپنی زندگی میں دیکھا جو کچھ عمل میں لایا۔ کھوپڑی نے بولنا شروع کیا اور اول سے آخر تک اپنی عمر کے تمام برے حالات ایک ایک کر کے بیان کئے اور جس جگہ پر کھوپڑی نے حضرت امیر سے کلام کیا تھا وہاں لوگوں نے ایک مسجد تعمیر کی اور اس کا نام مسجد جمجمہ (کھوپڑی کی مسجد) رکھا ہے اس علاقہ میں وہ مسجد اس قدر مشہور ہے کہ لوگ وہاں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور قاضی الحاجات سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔

ام فردہ کو زندہ کرنا

مشکل کشا کا ایک بہت بڑا معجزہ یہ بھی ہے جس کو کوکب دری نے احسن الکبار کے حوالے سے درج کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں ام فردہ نام کی ایک عورت تھی جو نہایت عبادت گزار حب آل رسولؐ دل میں رکھتی

تھی۔ ایک روز اس کا ایک منافق مالدار سے مناظرہ اور مباحثہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس پاکدامن نے آل رسولؐ کے فضائل و مناقب میں بہت کچھ بیان کیا۔ اس منافق نے اس قدر مارا کہ وہ ہلاک ہوگئی اس کے شوہر نے استغاثہ اور طلب اعانت کرنے کے بعد اس کو دفن کر دیا اور حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ آپ اس رندوادی قریئے میں تشریف فرما تھے۔ اس لئے ادھر کا رخ کیا اور واپسی پر زیارت سے مشرف ہوا بے شمار گریہ زاری اور رونے کے بعد سارا واقعہ عرض کیا۔ امیرالمومنین نے اس عورت کی قبر پر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی (اے مرنے کے بعد نفسوں کو زندہ کرنے والے اور جو ہڈیوں کو فوت ہونے کے بعد زندہ اٹھانے والے ام فردہ کو ہمارے لئے زندہ کر دے اور اس کو اپنے عاصی اور نافرمان بندوں کے لئے عبرت کا باعث کر) بعد ازاں اس کی قبر کی طرف نگاہ کی ایک شگاف دیکھا جس میں ایک پرندہ انار کا دانہ چونچ میں لئے جاتا اور باہر آتا ہے۔ امیر کی طرف اشارہ کرتا ہے ناگاہ قبر شگافتہ ہوگئی اور ام فردہ سندس کی ایک چادر سر پر اوڑھے باہر آئی اور امیرالمومنین کو سلام عرض کر کے کہنے لگی۔ بے ایمان منافق چاہتے ہیں کہ آپ کی ولایت کے نور کو پوشیدہ کریں۔ لیکن نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ (وہ چاہتے ہیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے اگرچہ کافر کراہت کریں) اس کے بعد ام فردہ کئی سال زندہ رہیں اور اس سے جو بچے پیدا ہوئے وہ دشت کربلا میں امام مظلوم کے ہمراہ سعادت شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت داؤدؑ اور نام علیؑ

جناب الحاج صائمؔ چشتی السنی الحنفی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا جلد اول صفحہ ۱۱۱ پر مستند حوالے کے ساتھ درج کرتے ہیں کہ حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں میرے شیخ معظم عالی جناب خواجہ نظام الدین اولیاء نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسولؐ کریم کی خدمت میں حضرت داؤدؑ کی بابت بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا اور پھر آپ اس سے زرہ تیار کر لیتے تھے۔ رسولؐ کریم نے ارشاد فرمایا جب داؤد علیہ السلام ہاتھ میں لوہا لیا کرتے تھے تو حضرت علیؑ کا نام لیا کرتے تھے اور لوہا آپ کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا کتنی بڑی بات ہے کہ حضرت داؤد اللہ کے نبی ہونے کے باوجود بھی اپنے معجزے کے وقت علیؑ کا نام لیتے تھے اور لوہا نرم ہو جاتا تھا۔

تخلیق آدمؑ سے قبل

میرے نزدیک مولا علیؑ مشکل کشا شیر خدا کا اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا کہ جب کچھ بھی نہ تھا اس وقت بھی آپ کا نور تھا۔ نافہم نا سمجھ سکیں گے اور ان کو سمجھانا میری مراد نہیں بلکہ جب دار مولا علیؑ کے ایمان کو تازہ کر کے خیر حاصل کرنا ہے جناب الحاج صائمؔ چشتی اپنی مشہور و معروف مستند کتاب میں مختلف حوالوں کے ساتھ علیؑ کو نور ماننے والوں کو چیلنج کے ساتھ مستند ترین اہلسنت روایت کی مدد سے تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اور علیؑ تخلیق آدمؑ سے چودہ ہزار برس پہلے ایک نور کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں موجود تھے پھر جب اللہ نے آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو دو اجزا میں تقسیم فرمایا۔ چنانچہ ایک جز میں اور ایک جز علیؑ ہیں۔

نعرہ حیدری کی قوت

امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میرے نعت نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔
امیر المومنین حضرت علیؑ نے شام کی طرف چڑھائی کی تو کامیابی کے آثار نہ دیکھ کر آپ نے نعرہ مارا جس سے تمام ملکوت میں ہتلکہ مچ گیا اور فرشتے تسبیح بھول گئے اور بارگاہ الہٰی میں عرض پرداز ہوئے کہ الہٰی یہ کیسی آواز ہے جس سے ہمارا کام بھی چھوٹ گیا۔ فرمان الہٰی ہوا یہ علیؑ کا نعرہ ہے جو ہم سے امداد کا طالب ہے جاکر اس کی معاونت کرو اس طرح امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ خواجہ نظام الدینؒ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ امیر المومنین کو اسد اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کو یہ خطاب آسمان سے حاصل ہوا۔ یعنی اللہ نے فرمایا علیؑ میرا شیر ہے اور پھر فرمایا کہ علیؑ نعرہ لگاتے تو اس نعرہ کی ہیبت سے چرند پرند اور درند ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب بھی دشمن سے مقابلے کے وقت نعرہ حیدری بلند ہوتا ہے تو دشمن اپنے حوش و ہواس کھو بیٹھتا ہے جب بھی کوئی مومنین نام علیؑ لیتا ہے تو مصائب و پریشانی سے نجات پاتا ہے ہر مشکل پر مصیبت میں کام آنے والا نام علیؑ اور علیؑ ہی ہے۔

شب معراج علی کی آواز

شیعہ سنی دونوں بھائی بڑے فخر کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور منافق انکار کرتے ہیں ان سے تو ہمیں کوئی کلام نہیں جو معراج ہی سے انکار کرتے ہیں۔ سنی شیعہ دونوں بھائی کتب میں کثرت سے روایت موجود ہے کہ خداوند کریم نے شب معراج اپنے پیارے حبیبؐ سے علیؑ کی زبان میں علیؑ کی آواز میں کلام

کیا۔ ارجح المطالب صفحہ ۱۶۲۹ اور دور جدید کے عالم الحاج صائم چشتی اپنی مایہ ناز تصنیف مشکل کشا میں تحریر کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسولؐ خدا سے سنا لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا یا رسول اللہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ سے کس کی آواز کے ساتھ کلام کیا تھا۔ فرمایا علیؑ کی آواز کے ساتھ میں نے عرض کی اے میرے پروردگار تو مجھ سے باتیں کر رہا ہے یا یہ کہ علیؑ۔ فرمایا اے احمدؐ میں ایک ایسی چیز ہوں کہ کسی چیز کے ساتھ میرا قیاس نہیں کیا جا سکتا اور میں لوگوں جیسا نہیں اور نہ کوئی شے میرے مشابہ ہے میں نے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور علیؑ کو تیرے نور سے پیدا کیا ہے میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں تیرے قلب میں علیؑ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں پس میں اسی کی آواز سے تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تاکہ تیرے دل میں تسلی رہے۔ مشکل کشا کا اس سے بڑا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم نے آپ ہی کی زبان میں کلام کرنا پسند فرمایا۔

آسمانوں پر نکاح

تخلیق آدم سے لیکر اب تک اور روز قیامت تک کیا یہ سعادت کسی کی حصہ میں آئی کہ کسی شخص کا نکاح عرش پر آسمانوں پر ہوا تھا تو جواب میں نہ ملے گا۔ گو کہ بڑے بڑے انبیاء بڑے بڑے اولیاء بڑے صاحب ایمان حضرات گزرے مگر یہ علیؑ مولا مشکل کشا کا ہی ایک معجزہ ہے یہ خدا کی علیؑ مولا پر عنایت ہے کہ آپ کا نکاح اس زمین سے قبل آسمانوں پر کر کے آپ کو وہ شرف وہ بلندی عطا کی جس سے ہر ایک محروم ہے ہر ایک بے بس و عاجز ہے چونکہ

میرے نزدیک یہ شرف کس طرح بھی ایک بہت بڑے معجزے سے کم نہیں اس لئے قارئین کی دل چسپی کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔

حب دار اہلبیت الحاج صائم چشتی اپنی مشہور تصنیف مشکل کشا میں مختلف مستند ترین روایتوں کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا اور جنت کے سفید ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا۔ اس ریشمی کپڑے پر نور سے دو سطریں مرقوم تھیں رسول اللہ نے جبرائیلؑ سے پوچھا اے برادر مکتوب کا مضمون کیا ہے۔

جبرائیلؑ نے عرض کی یارسولؐ اللہ اللہ نے آپ کو تمام مخلوق میں برگزیدہ فرمایا ہے اور آپ کے لئے بھائی اور ساتھی کا انتخاب فرمایا ہے اور فاطمہؑ کو اس کے سپرد کردیا آپ فاطمہؑ کے ساتھ اس کا عقد فرمائیں اور اسے اپنی دامادی میں قبول فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اے جبرائیلؑ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ بنت محمدؐ کے ساتھ اپنے بندہ خاص علیؑ مرتضوی کا نکاح کر دیا ہے تو بھی اس نکاح مبارکہ کو ملائکہ کرام میں منعقد کر میں نے اللہ کے حکم کے مطابق ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کا عقد نکاح کر کے تمام ملائکہ کو گواہ کیا اور یہ تمام واقعہ دستاویز کی صورت میں اس ریشمی کپڑے پر مرقوم کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا تھا کہ اسے آپ کی خدمت میں پہنچادوں۔

نزہتہ المجالس میں مزید روایت بھی موجود ہے حضورؐ نے علیؑ سے فرمایا کہ جبرائیل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے میری بیٹی فاطمہؑ کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے اور ان کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ بنایا اور شجر طوبیٰ کو

حکم دیا ان موتی یاقوت اور زیورات و ملبوسات کو نثار کریں۔ مزید تفصیلات الصواعق المحرقہ ۔ اور البیان دالبتین ، نزہتہ المجالس ، ریاض النفرہ ارجح المطالب و دیگر کتب میں دیکھئے۔

مشکل کشا کا دعویٰ

حضرت مولانا محمد عبدالسلام قاری السنی الحنفی اپنی کتاب شہادت نواسہ سیدالابرار میں صفحہ ۲۴۱ پر علیؑ مولا مشکل کشا کے فضائل کے لئے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ میرے نزدیک مشکل کشا کا سب سے بڑا معجزہ ہے کیونکہ کسی ہستی میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ اعلانیہ اتنا بڑا دعویٰ کرے۔

حضرت سیدنا الطفیل عامر روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود اپنے کانوں سے مولا علیؑ کو یہ فرماتے سنا۔ مجھ سے پوچھ اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا حضرت سعید بن مسیبؓ روایت کرتے ہیں ہمارے زمانے میں سوائے علیؑ کے کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ فرمایا ہو۔ پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے میں تم کو خبر دوں گا۔

مولف کتاب مزید آگے لکھتے ہیں کہ ثابت ہوا حضرت مولیٰ علیؑ المرتضیٰ قیامت تک کے احوال کی خبر رکھتے تھے اور اسی لئے بالاتفاق تمام علوم سمندر کنار آپ ہی ہیں اور تمام علم کی نہریں ان ہی کے چشمہ سے چلی ہیں۔ ولی۔ قطب ، غوث ابدال ، اوتار ، درویش ، قلندر ، سالک ، قاری ، نقشبندی ، سہروردی ، چشتی ، معرفت ، حقیقت ، طریقت ، شریعت ، یہ سب علم کی نہریں باب مدینتہ العلم کے فیض رساں ہیں۔

جب علیؑ سوار ہوئے

جناب صائم چشتی نے اپنی کتاب مشکل کشا میں محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب کے حوالے سے مولا علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ ایک بڑا معجزہ ہے کیونکہ دیگر اصحاب کرام کو پہلے آزمایا گیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اہل قبا کی درخواست پر حضور اکرمؐ نے وہاں مسجد بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہمارے ناقہ پر سوار ہو کہ اسے پھرائے۔

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ناقہ کی پشت پر سوار ہو گئے مگر ناقہ رسولؐ نہ اٹھا بعدازاں حضرت عمرؓ سوار ہوئے مگر پھر بھی ناقہ رسولؐ نہ اٹھا اس کے بعد علیؑ مرتضیٰ نے اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھا ہی تھا کہ ناقہ رسولؐ اٹھ کھڑا ہوا (صفحہ ۳۵۲) یہ ہے مولا علیؑ کے پاؤں مبارک کا معجزہ کہ ناقہ رسولؐ ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میدان جنگ میں

مولا علیؑ مشکل کشا کے قدم پر ہمیں معجزات ملتے ہیں آپ کی حیات مبارکہ کا ایک اور اہم بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ فتح مند ہوئے بغیر واپس نہ آئے اور جب میدان جنگ میں ہوتے تو دائیں بائیں حضرت جبرائیلؑ حضرت میکائیلؑ ہوتے۔ حضرت عمرؓ عمر بن حبشی، عثمان بن عبداللہ حضرت امام حسنؑ روایت کرتے ہیں۔ رسولؐ خدا جب علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ فوج روانہ فرماتے تو جبرائیلؑ ان کے داہنے طرف اور میکائیلؑ ان کے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتے اور آپ فتح کئے بغیر نہیں لوٹتے تھے اور ہر جنگ میں علیؑ مرتضیٰ اسلامی لشکر کے علمبردار

ہوتے۔

ہلاک ہوگیا

کوکب دری نے شواہدالنبوۃ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ابراہیم والی مدینہ ہر روز جمعہ کو مجھے منبر کے نزدیک بٹھا کر امیرالمومنین کی اعانت میں زبان کھولتا اور ناسزا باالفاظ کہتا۔ ایک جمعہ کو مجمع کثیر مسجد میں جمع تھا۔ میں منبر کے پہلو میں سوچتے سوچتے سوگیا۔ دیکھا کہ قبر رسولؐ شق ہوئی اور اس میں سے ایک مرد سفید لباس پہنے نکلا اور کہا اے عبداللہ اس شخص کی باتیں تجھے غمگین کرتی ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں فرمایا آنکھ کھول کر دیکھ کہ خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ وہ منبر سے گرا اور مرگیا۔

ابر کی اطاعت

علیؑ مرتضیٰ مشکل کشا کی روحانی قوت معجزات، اختیارات کا احاطہ کرنا بشری قوت سے بالاتر ہے آپ کے معجزات اس قدر ہیں جس کے شمار نہیں اور ایسے ایسے معجزات ہیں کہ جس کے سامنے عقل بے بس رہ جاتی ہے اور جب بھی معجزات اور مشکل کشائی اور ذکر علیؑ کے واقعات کوئی محب علیؑ سنتا ہے تو اس کے ایمان میں مزید پختگی اور تازگی آجاتی ہے آپ کے معجزات میں سے ایک ادنیٰ سا معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے شہزادوں کو ابر کے ٹکڑے پر دنیا بھر کی سیر کرائی جس کی تفصیلات محمد صالح کشفی۔ الحنفی۔ السنی۔ نے اپنی کتاب کوکب دری میں فوحات القدس کے حوالے سے بیان کی ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسنؑ جناب

امیرالمومنین حضرت علیؑ کے سامنے تقریر فرما رہے تھے اور قرآن مجید سے حضرت سلیمانؑ کی سلطنت کا حال بیان کرتے تھے۔ اس اثنا میں ذکر کیا آنحضرتؐ نے فرمایا (میری امت کے علما بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) اور آپ یا امیرالمومنین اس امت میں سب اولیاء سے افضل اور تمام علماء سے اعلم ہیں اور خدا تعالیٰ نے حضرت سلمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا تھا۔ آپ کو کیا چیز عطا کی ہے امیرالمومنین حضرت علیؑ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ فوراً ایک ابر کا ٹکڑا ہوا میں نمودار ہوا اور اونٹ کی طرح آپ کے آگے آکر زمین پر بیٹھ گیا۔ دونوں شہزادے اور حضرت امیرالمومنین اس ابر کے ٹکڑے پر سوار ہوئے آپ کی اجازت سے میں بھی اس ابر کے ٹکڑے پر آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا اور بادل نے پرندے کی طرح اڑنا شروع کر دیا۔ اور ایک خشک درخت کے پاس جاکر اترا۔ امیرالمومنین نے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اس درخت سے حال دریافت کرو۔ امام حسنؑ نے علیؑ کے حکم کے مطابق اس درخت سے حال دریافت کیا۔ درخت گویا ہوا اور عرض کی حضرت علیؑ امیرالمومنین اس مقام پر عبادت فرمایا کرتے تھے ان کے قدموں کی برکت سے میں ہرا بھرا رہتا تھا۔ جب سے رسولؐ خدا اس دار فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمائی ہے۔ امیرالمومنین حضرت علیؑ نے آنا ترک کر دیا ہے۔ آپ کی جدائی کے غم میں میری یہ حالت ہوگئی ہے جب امام حسنؑ نے امیرالمومنین کی خدمت میں درخت کا حال فرمایا تو آپ نے دعا فرمائی اور درخت پھر سے ہرا بھرا ہوگیا اور اس کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا۔ اس کے بعد ابر کا ٹکڑا کئی مقامات پر لئے پھرتا رہا پھر دونوں شہزادوں نے عرض کی

اب گھر چلنا ہے امیرالمومنین نے بادل کے ٹکڑے کو حکم دیا بادل تھوڑی دیر میں مدینہ میں پہنچ گیا(کوکب دری صفحہ ۳۹۹،۴۰۰)

مشکل وقت اور مشکل کشا

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

اعلان نبوتؐ کے وقت

علیؑ مولا مشکل کشا پیغمبراعظمؐ کی تربیت کا انمول شاہکار ہیں۔ پیغمبراعظمؐ و دین اسلام پر جب بھی نازک وقت آیا جب بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جب بھی سنگلاخ و کٹھن راہوں سے دوچار پڑا جب بھی مخالف کا زور ہوا ایسے نازک و مشکل حالات میں مشکل کشا کی ہستی سب سے آگے نظر آتی ہے۔ خدا و رسولؐ اعظم کی آپ پر خاص عنایت ہے کہ آپ کو خداوند کریم نے شب معراج کے وقت رسولؐ اعظمؐ کے ذریعہ پردہ پوشی کی ایک گڈری عنایت فرمائی جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں مسند حوالوں کے ساتھ کیا جا چکا ہے کہ آپ نے صرف اپنی حیات مبارک میں اپنی روحانی قوت کی بدولت لوگوں کی مشکلات میں مشکل کشائی فرماتے رہیں گے یہ خدا کا اور اس کے پیارے حبیب کا مولا علیؑ پر لاکھ احسان ہے کہ مشکل کشائی کا ڈنکا صرف آپ کے نام کے ساتھ ہمیشہ گونجتا رہے گا۔

دین اسلام کی ابتداء میں جن مشکلات اور جس مشکل حالات کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنا کرنا پڑا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں جب ہم تاریخ اسلام کے اولین اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی لمحات میں مشکل وقت میں مولا علیؑ نے جس طرح مشکل کشائی فرماتے ہوئے مشکلیں آسان فرمائی ہیں۔ اس سے تاریخ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا کے مطابق جب قریش مکہ کو اسلام کی طرف پہلی دعوت دی اس کی تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب علیؑ مولا میں پیش کی جا چکی ہیں اس وقت تو صرف مشکل کشائی کے اشارے کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس کی تفصیلات صرف تاریخ اسلام ہی نے نہیں بلکہ غیر مسلم مورخین نے بھی اپنی اپنی کتب میں درج کی ہیں۔ شاید ہی کوئی تاریخ ہے جس میں اس واقعہ کو درج نہ کیا گیا ہو۔ صرف ان کتب کے نام ہی درج کر دئے جائیں تو اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے مزید کسی کو اس سے اختلاف ہو تو وہ کوئی سی بھی کتاب اٹھا کر دیکھ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ کا سن مبارک چودہویں سال میں داخل ہو چکا تھا۔ آپ بچپن کی سرحد سے نکل کر جوانی میں قدم رکھ چکے تھے۔ رب کریم کو جن لمحات کا انتظار تھا وہ آپہنچے حکم خدا کے مطابق رسولؐ خدا نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں چالیس کے قریب لوگوں نے شرکت کی آپ نے اعلان نبوت فرمایا مگر ابولہب کی مخالفانہ تقریر اور تمسخر سے یہ دعوت رائیگاں گئی مگر ابولہب کی اس مخالفت سے نہ ہی رسولؐ اللہ کی ہمتوں میں کمی آئی اور نہ ہی علیؑ کی ثابت قدمی میں فرق آیا۔

رسول خدا کے حکم کے مطابق دوبارہ دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں حاضرین کی تعداد چالیس ۴۰ کے قریب تھی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اے لوگوں میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں اور خدا نے حکم دیا ہے کہ تم لوگوں کو اس دین کی طرف بلاؤں۔ اب بتاؤ اب تم میں سے کون شخص اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے گا تاکہ وہ میرا بھائی۔

میرا وصی۔ میرا خلیفہ مقرر کر دیا جائے۔

آنحضرتؑ کے ارشادات ختم ہوئے حاضرین میں سناٹا چھایا ہوا تھا دین اسلام کی تبلیغ کا پہلا مرحلہ ہے اگر پہلے ہی مرحلے میں ناکامی ہوجاتی ہے تو اس دین کی بقا مشکل نظر آتی۔ حاضرین میں جواں۔ بوڑھے۔ اپنے پرائے سب شامل تھے مگر تاریخ کے صفحات گواہی دے رہے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو رسولؑ خدا کے الفاظوں پر لبیک کہتا آپ کے کلام کی گواہی دیتا ایسے حالات میں اور ایسے ماحول میں کس قدر مشکل و پریشانی ہورہی ہوگی اسلام کی ابتداء میں اتنی بڑی مشکل کہ پیغمبر اعظمؐ کے ارشاد کی تصدیق کرنے والا کوئی نہ تھا ایسے نازک لمحات۔ مشکل حالات کٹھن وقت میں اس سناٹے کے پردے کو چاک کرتی ہوئی ایک بلند ہمت، مستقل المزاج۔ کامل الایمان، ابھرتے ہوئے نوجوان کے جواز نے مشکل کو آسانی میں بدل کر رکھ دیا۔ اس نوجوان نے تاثیر اور گرجتے ہوئے انداز میں فرمایا۔ اے میرے آقا میں تمھارا ساتھ دوں گا۔ میں آپ کا حکم بجالاؤں گا۔ یارسول اللہ میں وصی بنوں گا۔ میں آپ کی ہر میدان میں مدد کروں گا۔ کبھی نہ ساتھ چھوڑوں گا میں آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ ان کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔

اس آواز نے مکہ کی وادیوں کو ہلا دیا یہ آواز ہر تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی جس کے بغیر تاریخ اسلام نامکمل ہے۔ پھر دوسری مرتبہ رسولؑ خدا نے ارشاد فرمایا پھر وہی آواز نے آپ کی اطاعت کی۔ آنحضرتؑ نے پھر فرمایا ٹھہر جاؤ۔ تیسری مرتبہ آنحضرتؑ نے پھر اپنے کلام کو دہرایا مگر حاضرین میں کسی نے بھی تصدیق نہ کی۔ سوائے علیؑ بن ابی طالب کے۔ ایسے

میں نبیؐ نے فرطِ مسرت سے اس ابھرتے ہوئے نوجوان کو اپنے سینے سے لگالیا اپنی زبان مبارک اس نوجوان کے منہ میں ڈالدی۔ رسولؐ خدا اس نوجوان سے کس قدر مسرور خوش ہوئے اس کا اندازہ تو صرف اللہ اور اللہ کے حبیبؐ ہی لگا سکتے ہیں اس نوجوان نے رسولؐ خدا کو مایوسی سے بچالیا۔ اس مشکل وقت میں کون کام آیا کس کی بدولت مشکل آسان ہوئی وہ جوان علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ ذرا سوچیں ایسے نازک لمحات میں ایسے مشکل حالات میں علیؑ بھی خاموش رہ جاتے تو اسلام کس طرح آگے بڑھتا بلکہ اسلام کو ابتدائی لمحات میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر مشکل کشا نے لاج رکھ لی۔ حاضرین تمسخر اڑاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے یہ کہتے جاتے کہ نیا دین کیسے کامیاب ہوگا مگر ان دونوں مقدس کرداروں نے اپنے کردار کے ذریعہ ثابت کردیا کہ دین اسلام ہی واحد دین ہے جو حق و نجات کے راستے کا ضامن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقعہ پر آنحضرتؐ نے اس جوان کے گلے میں اپنے ہاتھ ڈال کر ارشاد فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ میرا وصی ہے۔ میرا خلیفہ ہے۔ تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

یورپ کے مشہور مورخ گبن(GIBBON) لکھتے ہیں۔ علیؑ مرتضیٰ کی اس مردانہ ہمت اور دلیرانہ تقریر سے جس قدر جناب رسولؐ خدا مسرور تھے اس قدر مشرکین محزون تھے۔

یورپ کے مشہور زمانہ عالم و مورخ مسٹر کارلائل لکھتے ہیں کہ ایک ادھیڑ عمر کے وہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایک سولہ برس کے لڑکے علیؑ کا یہ فیصلہ کرنا کہ ہم دونوں مل کر دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کریں گے

مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی مگر آگے چل کر یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ بات ہنسی کے لائق نہیں۔ یہ نوجوان علیؑ ایسا ہے کہ جس کو ہر ایک شخص پسند کرے گا یہ صاحب اخلاق و محبت سے بھرپور ایسا بہادر شخص تھا کہ جن کی آگ کی ایسی تیزی کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ اس کے باوجود ان کے مزاج میں ایسی نرمی۔ رحم۔ سچائی۔ محبت تھی۔

اس واقعہ کی تفصیلات کم و بیش ان ہی الفاظوں سے تمام مورخین محدثین۔ اور مفسرین نے بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ یورپی مورخین کی تاریخ گبن۔ تاریخ اوکلی۔ تاریخ مسٹر کارلائل۔ تاریخ ایرونگ۔ تاریخ گلمن۔ تاریخ ڈیون پورٹ وغیرہ وغیرہ میں موجود ہے۔

حضرت علیؑ نے دین اسلام کے ابتدائی مشکل وقت، مشکل کشائی کرکے یہ ثابت کر دکھایا کہ خداوند کریم نے تو آپ کو پیدا ہی صرف اس لئے کیا ہے کہ آپ مشکل کشائی فرماتے رہیں اور یہ سلسلہ اس دور جدید میں بھی جاری ہے تا قیامت تک آپ حاجت مندوں کی مشکل حل فرماتے رہیں گے۔

ہجرت کی رات

تاریخ کا اہم ترین موڑ ہجرت کی رات جس کی تفصیلات مسلم و غیر مسلم تمام مورخین نے بیان کی ہے جس کی مکمل تفصیلات مجھ حقیر کی کتاب علیؑ مولا میں پیش کی جاچکی ہیں اس وقت صرف اس نازک لمحات کٹھن و مشکل کشا کی جانثاری بیان کرنی ہے۔۔ تیرہ ۱۳ سالہ مکی زندگی کا دور تمام ہوا۔ شمع نبوت کے گرد پروانوں کے ہجوم میں کافی اضافہ ہوچکا جس کی خوشبو دور دور تک پھیل چکی ہے مدینہ منورہ کی گلی گلی اسلام کی خوشبو سے مہک چکی ہے مکہ کے کفار کے

اذیتیں بھی انتہا کو پہنچ چکی تھیں بحکم پیغمبر اسلام مسلمان آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ اب صف مکہ میں پیغمبر خدا۔ حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکرؓ باقی رہ چکے تھے اب نہ حضرت بی بی خدیجہ ہیں نہ حضرت ابو طالب ہیں۔ کفار مکہ پیغمبر اسلام کے خون کے پیاسے ہر طرف آپ کے قتل کے چرچے ہیں۔ ایسے میں حکم الہیٰ ہوتا ہے کہ آج رات مدینہ کی طرف کوچ کر جاؤ۔ آپ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا۔ مگر کسی طرح کفار مکہ کو آپ کے مدینہ کوچ کرنے کی اطلاع مل گئی۔ کفار کے سرداروں نے مل کر یہ طے کیا کہ آج رات ہی محمدؐ کا کام تمام کر دیا جائے اس کام کے لئے ہر قبیلہ سے نامور بہادر کا انتخاب کیا گیا۔ خدا نے کفار مکہ کے اس ناپاک ارادے کی بشارت دی۔ ایسے نازک مشکل، کٹھن حالات میں کون ہے جو کام آئے۔ اس سے زیادہ مشکل وقت پیغمبر اعظمؐ پر نہ آیا تھا۔ ایسے نازک وقت میں ایک ایسے ہمراز، جری، جانثار کی تلاش تھی جو جان کا عوض دے سکے۔ آخر نظر انتخاب اسی نوجوان پر گئی جس نے پہلی دعوت میں لاج رکھی تھی آپ کی نگاہیں علیؑ بن ابی طالب کی متلاشی ہیں شام ہوئی علیؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا۔ مشرکین آج میرے قتل پر آمادہ ہیں کچھ دیر بعد ہی میرے مکان کا محاصرہ کر لیں گے۔ ہم مدینہ کو روانہ ہوتے ہیں آج تم میرے بستر پر ہماری سبز چادر اوڑھ کر سونا۔ آپ کا حکم سننا تھا کہ علیؑ مرتضیٰ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ میرے کیا سونے سے آپؐ کی جان بچ جائے گی۔ فرمایا ہاں۔ علیؑ مرتضیٰ۔ فرط مسرت سے کھل اٹھے۔ علیؑ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا آپ بڑے مسرور تھے کہ میں فدیہ بن رہا ہوں۔ آپ نے قریش مکہ کی تمام امانتیں علیؑ مرتضیٰ کے

سپرد کیں اور فرمایا یہ امانتیں ان سب کو دیکر تم بھی چلے آنا۔ پیغمبر اعظمؐ بخیریت مدینہ کی طرف روانہ ہوئے آپ بڑے آرام و سکون کے ساتھ آنحضرتؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور بڑی آرام کی نیند سوتے رہے جس کے لئے حضرت علیؑ کا فرمان ہے کہ شب ہجرت جس قدر سکون و آرام کی نیند سویا ہوں ویسی نیند کبھی نہ کی۔ امام غزالی تحریر فرماتے ہیں "علیؑ بسترِ رسولؐ پر رات سو رہے اس وقت خداوند عالم نے جبرائیل و میکائیل پر وحی فرمائی کہ میں نہ تم دونوں کو بھائی بھائی بنایا اور تم میں سے ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے زیادہ کی تم میں کون ایسا ہے جو اپنی فاضل عمر اپنے بھائی کو دے اس وقت خدا نے فرمایا تم دونوں علیؑ جیسے کیوں نہیں میں نے علیؑ اور رسولؐ کو بھائی بنایا۔ وہ رسولؐ کے بستر پر سو کر اپنی جان فدا کر رہا ہے تم دونوں ابھی زمین پر جاؤ اور علیؑ کو دشمنوں سے بچاؤ۔ جبرائیل پہنچے اور کہتے جاتے مبارک ہو مبارک اے فرزند ابوطالب تمہاری وجہ سے ملائکہ فخر کر رہے ہیں اس موقع پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ و من الناس من یشری الخ. لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں۔

کفار مکہ تمام رات گھر کو گھیرے رہے تاکہ صبح ہوتے ہی آپ کو قتل کر سکیں۔ ان لمحات میں تمام رات علیؑ مرتضیٰؑ بسترِ رسولؐ پر اپنے استقلال۔ ثابت قدمی۔ جاں نثاری اور سرفروشی کے جوہر دکھلاتے رہے نہ دل میں کافروں کا خوف نہ موت کا خوف تھا صبح ہوئی کفار مکہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بسترِ رسولؐ پر رسولؐ اعظم کے بجائے علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ کفار نے تلواریں نکال لیں اور کہا کہ محمدؐ کہاں ہیں مگر آپ کا جواب جو بلند ہمتی جوانمردی۔

شجاعت کا آئنیہ دار ہے ۔آپ نے فرمایا محمدؐ کو تم مجھے دے کر گئے تھے جو تم لینے آئے ہو۔آپ نے صبح تمام امانتیں لوگوں کے سپرد کیں کفار نے بہت کوشش کی کہ آپ پیغمبر اعظمؐ کا پتہ بتادیں مگر دنیا کی تاریخ ایسا واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہے کہ ان پر خطر حالات میں آپ نے اپنی مضبوطی، ثابت قدمی میں ذرا بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔آپ تمام احکامات پورے کرنے کے بعد چند خواتین کو لیکر بحکم پیغمبر اعظم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جس کے لئے یورپ کے مشہور مورخ کا سن ڈی پرسیوالی cousnide peruval کی تحقیق کے مطابق یہ جون کا مہینہ تھا۔گرمی کے دن ۔ ریگستان کا علاقہ جس کا ذرہ ذرہ تمازت میں آفتاب سے کم نہیں تھا۔پہاڑوں کے پتھروں پر ایک سو پچیس میل تک پیادہ سفر کرنا ۔اس قیامت کے سفر میں آپ کے پاس سواری تک بھی نہ تھی ان کی ثابت قدمی اور کامل الایمان نے ان مشکلوں کو بھی آسان کر دیا۔ چلتے چلتے آپ کے پاؤں سوجھ گئے۔یہاں تک کے خون بہنے لگا۔ جب رسولؐ خدا کو آپ کے آنے کی اطلاع ملی اپنے سرفروش جانثار کے دیدار کے لئے آپ کی آنکھیں بیتاب تھیں۔آنحضرتؐ نے جناب امیر کو اس حال میں دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے بیساختہ دوڑ کر علیؑ سے لپٹ گئے اپنے ہاتھوں سے ان کے گردوغبار صاف کرنے لگے آپ نے اپنا لعاب دہن زخموں پر لگایا۔ پھر کبھی آپ کے پیروں کو تکلیف نہ ہوئی۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس شدید گرمی اور دشمنوں میں تن تنہا اتنا سفر کرنا ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جس کی نظر امت اسلامیہ میں تو اور امتوں میں بھی کمتر ملے گی اس سے آپ کے ایمان صبر، توکل جرات، ہمت و شجاعت کا پتہ چلتا ہے۔

پر خطر کنواں

مکہ ہو یا مدینہ منورہ ہو، میدان جنگ ہو یا مشکل مقام ہو دین اسلام اور مسلمانوں پر جب بھی کٹھن وقت آیا جب بھی مشکل حالات سامنے آئے تو ہر مقام پر علیؑ ہی آگے بڑھتے اور دین اسلام اور مسلمانوں کو مشکلات سے نجات دلاتے ایسا ہی تاریخ اسلام کا اہم واقعہ آنحضرت کی حیات طیبہ میں پیش آیا جس کی روایت مستند تواریخ و دیگر تمام کتب میں موجود ہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب خاتم الانبیاؐ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور منزل جحفہ میں فروکش ہوئے وہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان شدت تشنگی سے بیتاب ہوئے اور اپنی بیتابی کا حال آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی آپ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ اے مسلمانوں تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو چند مسلمانوں کو ساتھ لے جا کر فلاں مقام سے پانی بھر لائے (رسولؐ خدا اسے ہم ہمیشہ بہشت میں رہنے کی ضمانت دیتا ہوں یہ سن کر آپ کے صحابی اٹھے اور چند مسلمانوں کو ساتھ لیکر پانی لینے کے لئے روانہ ہوئے اس جماعت کا کہنا ہے کہ جب ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچے تو وہاں کچھ درخت تھے جن کی شاخوں سے ہم نے عجیب و غریب آوازیں سنیں ۔ اور سب سے عجیب بات کے بغیر لکڑی کے ہر طرف آگ جل رہی تھی جب ہم نے ایسے خوفناک مناظر دیکھے تو ہم میں تاب نہ رہی آگے بڑھنے سے ہمت جواب دے گئی ۔ ہم واپس پلٹے اور آنحضرت کو تمام باتوں سے آگاہ کیا جو کچھ ہم نے دیکھا تھا۔ آنحضرتؐ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا یہ جنوں کی ایک جماعت تھی جو تم کو ڈرا رہی تھی اگر تم ان کے قریب جاتے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑتے ۔ جب آپؐ سے یہ

بشارت سنی تو ایک جماعت نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس خدمت کو انجام دیں گے۔ حضورؐ نے بدستور سابقہ سقے ان کے ساتھ روانہ کئے جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے تو انھیں بھی وہی خطرناک مناظر نظر آئے۔ آگے جانے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی ناکام واپس لوٹے اور تمام حال آنحضرتؐ کی خدمت میں سنایا۔ آفتاب غروب ہونے کو آیا۔ مسلمان پیاس سے مرنے کے قریب ہوگئے۔ ایسے میں حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور فرمایا اے بھائی اب تم جاؤ اور سابقہ سقے آپ کے ساتھ روانہ کئے۔ مسلمہ بن الاکوع بیان کرتا ہے کہ ہم نے مشکیں کندھوں پر رکھ لیں اور تلواریں حمائل کر کے حضرت امیرالمومنین کے ہمراہ باہر نکلے اور امیرالمومنینؑ خضر علیہ السلام کی طرح آگے آگے چلے جاتے تھے اور ہم پیاسوں کی جماعت اس ساقی کوثر کے پیچھے پیچھے جارہی تھی۔ یہاں تک کہ ہم اس مقام پر جاپہنچے جہاں سے آوازیں اور حرکتیں اس کثرت سے ظاہر ہوئیں کہ ہم پر خوف طاری ہوا۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ امیرالمومنین پہلے دو کی طرح ناکام ہی واپس آئیں گے۔ اس اثنا میں ہماری طرح مخاطب ہو کر حضرت علیؑ نے فرمایا تم لوگ قدم بقدم چلے آؤ۔ اور اس طلسمات سے جو تمہیں نظر آرہا ہے انشاء اللہ کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب ہم دونوں درختوں کے پاس پہنچے پہلے کی طرح آگ کے بڑے بڑے شعلے بھڑکنے لگے اور کٹے ہوئے سر نظر آتے تھے۔ اور ہولناک آوازیں کانوں میں سنائی دیتی تھیں کہ ہمارے ہوش وحواس جاتے رہے مولا علیؑ دلیرانہ ان سروں سے گزرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے تم بے دھڑک میرے پیچھے پیچھے آؤ اور دائیں بائیں نظر نہ کرو تم کو کسی قسم کا خطرہ نہیں یہاں تک کہ ہم اس کنوئیں کے قریب پہنچ گئے۔ ابن مالک کا ایک

ڈول تھا جو دو ڈولوں کے برابر تھا۔ جب ہم نے اس کو کنوئیں میں ڈالا تو رسی ٹوٹ گئی اور کنوئیں کے اندر سے قہقہہ مار کر ہنسنے کی آواز آئی۔

جناب امیرؑ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جاکر لشکر میں سے ڈول لے آئے اصحاب نے عرض کی آپ کی پیروی کی برکت سے تو ہم یہاں تک پہنچیں ہیں اب کس میں اتنی ہمت وطاقت ہے کہ تنہا لشکر سے جاکر ڈول لیکر آئے تب امیرؑ کمر سے رسی باندھ کر اس کنوئیں میں اترے جب پانی کے قریب پہنچے تو آپ کا پاؤں لغزش کھا گیا اور آپ گر پڑے جس سے کنوئیں میں اک شور عظیم برپا ہوا۔ امیرالمومنین نے باآواز بلند کہا (میں اللہ کا بندہ ہوں میں رسولؐ خدا کا بھائی ہوں) اور آپ نے مشکیں طلب فرمائیں اور ایک ایک کو بھر کر اوپر بھیجتے رہے۔ بعد ازاں کنوئیں سے نکلے آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور سب ایک ایک مشک اٹھائے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب ان درختوں کے قریب پہنچے جنھیں پہلے دیکھا اور جنھیں سنا تھا ان کا نام ونشان نہیں جب ہم آگے نکلے تو ایک ہاتف غیبی کی آواز سنی جو سیدالمرسلین کی نعت اور امیرالمومنین کی منقبت میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ امیرالمومنین بدستور ہماری رہبری کرتے ہوئے رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے یہاں تک کہ ہم جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ ہاتف عبداللہ نام کا ایک جن تھا جس نے شیطان حسنام شعر کو کوہ صبا میں قتل کیا تھا۔

جنگ بدر کی رات

احسن الکبار کے حوالے سے کوکب دری نے مشکل کشائی کے واقعہ کو درج کیا ہے جس کی روایت دیگر کتب میں بھی موجود ہے مشہور و معروف واقعہ ہے

جو آپ کی مشکل کشائی کی دلیل ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا تو آپ ہی نے مشکل سے نجات دلائی چونکہ آپ آنحضرتؐ کی حیات کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے۔ جب بھی رسولؐ خدا کو مشکلات کا سامنا ہوا رسولؐ خدا نے آپ ہی کو طلب فرمایا اور آپ ہی کے حق میں دعا فرمائی اور آپ ہی نے مشکل، کٹھن، سنگلاخ مراحل کو آسان کر کے مشکل کشائی کی سند پائی۔

اس طرح کا ایک واقعہ جنگ بدر کی رات پیش آیا جس کی تفصیلات یہ ہیں کہ جب بھی آنحضرتؐ اپنے اصحاب کو ہمراہ لے کر بدر میں فروکش ہوئے اور کفار قریش بھی حضرتؐ کے ساتھ لڑنے کے لئے اترے۔ جب رات ہوئی تو آنحضرتؐ کی لشکر گاہ میں پانی موجود نہ تھا۔ اصحاب کو پانی کی ضرورت ہوئی۔ آنحضرتؐ نے باآواز بلند فرمایا کوئی مرد ایسا ہے جو پانی لائے صرف حضرت علیؑ امیرالمومنین کے سوا کسی نے جواب نہ دیا اس طرح آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا مگر تینوں مرتبہ حضرت علیؑ نے جواب دیا آخر کار رسولؐ خدا کی اجازت کے بعد مشک اٹھائی اور اس نواح میں ایک کنواں تھا جو بہت دور اور سخت تاریکی میں تھا جب کہ دن میں بھی اس سے پانی لینا محال ہوتا تھا آپ اس کنوئیں میں اترے اور مشک بھر کر جب اوپر آئے تو ایک ٹھنڈی ہوا چلی اور سارا پانی گرا دیا۔ جب دوبارہ پانی بھر کر لائے تو بھی اس طرح ہوا نے گرا دیا اس طرح تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جب چوتھی مرتبہ پانی لیکر باہر آئے تو ہوا نہ تھی۔ آخر پانی لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے بھائی پہلی ہوا تو جبرئیلؑ تھے جو ایک ہزار

فرشتوں کے ہمراہ سلام کے لئے آئے دوسری مرتبہ میکائیلؑ تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ سلام کے لئے آئے تھے اور تیسری مرتبہ اسرافیلؑ نے ہزار فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا۔ اور پانی تمہارا اس لئے گرا دیا تھا کہ تمہاری ہمت اور شجاعت کو آزمائیں کہ کس درجہ کی ہے۔

یہودی کے سات سوال

حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ فاروق خلافت پر فائز ہوئے تو آپ کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور کہا کہ تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے میں اس سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ یہودی کے سوالات کافی کٹھن و مشکل تھے آپ کو مشکل پیش آئی تو آپ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے یہودی سے کہا کہ یہی اس مشکل کو حل کر سکتے ہیں۔ یہودی آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ میں آپ کی خدمت میں سات سوال کروں گا آپ نے فرمایا اگر میں تیرے ساتوں سوالات کے جوابات دے دوں تو کیا مسلمان ہو جائے گا۔ یہودی نے اس بات کو تسلیم کیا آپ نے فرمایا پوچھ جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے یہودی کے ساتوں سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) وہ کونسا خون کا قطرہ ہے جو اول زمین پر ٹپکا۔

(۲) وہ کونسا چشمہ ہے جو اول زمین پر جاری ہوا۔

(۳) وہ درخت کونسا ہے جو اول زمین پر پیدا ہوا۔

(۴) یہ کہ سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتنے امام ہیں۔

(۵) وہ کون سی بہشت میں رہیں گے۔

(۶) وہ پہلا پتھر کونسا ہے جو آسمان سے زمین پر اترا۔

(۷) خاتم الانبیاء کے وصی کی عمر کتنی ہوگی وہ مارا جائیگا یا اپنی موت مرے گا۔

حضرت علیؑ نے یہودی کے سوالات کے مندرجہ ذیل جوابات دیئے۔

(۱) وہ پہلا خون کا قطرہ حوا کے پیٹ کا ہے جو اس زمین پر گرا۔

(۲) پہلا چشمہ حیات ہے جس کو حضرت خضر نے ذوالقرنین کے عہد میں پایا۔

(۳) پہلا درخت عجوہ (کھجور کی قسم) کا ہے جو حضرت آدمؑ بہشت سے لائے۔

(۴) بارہ امام عادل ہوں گے۔

(۵) یہ امام سید کائنات کے ساتھ بہشت عدن میں ہوں گے۔

(۶) پہلا پتھر حجر اسود جو بیت الحرام میں ہے۔

(۷) وصی میں ہوں میری عمر تریسٹھ ۶۳ سال ہوگی میں تلوار کی ضرب سے مارا جاؤں گا۔

یہودی نے تمام جوابات سنکر اپنی آستین میں سے ایک تحریر نکالی اس میں آپ کے جوابات کو حسب منشا پاکر وہ یہودی فوراً ایمان لے آیا۔

(آپ کے علمی ارشادات پر مجھ حقیر کی کتاب علیؑ مولا کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے مزید تفصیلات کتاب میں دیکھیئے)

حاجت مند اور مشکل کشا

ایک اعرابی کے تین سوال

حضرت علیؑ امیرالمومنین خانہ کعبہ میں تھے ایک اعرابی کو دیکھا جو خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹا ہوا باآواز یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ یہ گھر تیرا ہے۔ میں

تیرا مہمان ہوں آج رات میری مہمانی اپنی جانب سے کر اور میری مغفرت قرار دے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے اعرابی اللہ بڑا کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔ دوسری رات ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ اے عزیز تو اپنی عزت کے ساتھ عزیز ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور تیرا ہی وسیلہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے اور تیرے حق کا جو آل محمدؑ پر واجب ہے سوال کرتا ہوں مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا کسی کی ملکیت میں نہیں ہے اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔

امیرالمومنین نے فرمایا اس اعرابی نے خدا سے جنت طلب کی ہے اور دوزخ سے دوری مانگی ہے خدا نے اس کو قبول کیا۔ تیسری رات پھر امیرالمومنین نے اس اعرابی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کو زینت دینے والے مجھے چار ہزار درہم عطا فرما۔ امیرالمومنین اس اعرابی کے قریب آئے اور فرمایا اے عرابی جو کچھ تو نے سوال کئے وہ میں نے سنے خدا نے اسے پورا کیا۔ آج رات تو چار ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ ان چار ہزار درہم کا کیا کرے گا۔ اعرابی نے جواب دیا۔ ایک ہزار سے عورت کا مہر ادا کروں گا۔ ایک ہزار سے مکان بناؤں گا۔ ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔ اعرابی نے پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ علیؑ نے فرمایا۔ اے اعرابی تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ آؤ تو حضرت علیؑ بن ابی طالب کا نام پوچھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ پہنچا تو اتفاق سے اس کی ملاقات امام حسنؑ سے ہوئی اعرابی نے عرض کی کہ میں علیؑ بن ابی طالب سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے اپنے گھر لے گئے۔ حضرت علیؑ سے ملاقات

کی آپ نے اس اعرابی کی خدمت کی پھر سلمان سے فرمایا کہ تاجروں کو طلب کیا جائے تاکہ ان کے ہاتھ باغ فروخت کے لئے کہا جو حضرت مصطفیٰ نے میرے لئے لگایا تھا۔ تاجروں نے بارہ ہزار دینار کے عوض آپ سے یہ باغ خرید کیا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دئے اور فرمایا تمہارے آنے جانے کا کتنا خرچ آیا ہے۔ عرض کی چھبیس درہم آپ نے اسے مزید چھبیس درہم عطا کئے۔ بقایا تمام رقم فقراء، مساکین میں تقسیم کر کے آپ خالی ہاتھ گھر تشریف لے گئے۔ جناب سیدہؑ سے باغ کے فروخت کا ذکر کیا تو آپ نے پوچھا۔ اس کی رقم کہاں ہے۔ کیوں کہ گھر میں فاقہ ہے کچھ کھانا منگوالیں۔ آپ نے فرمایا وہ تمام رقم ان لوگوں میں تقسیم کر دی جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ مجھ سے سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں میں نے سوال کرنے سے پہلے ہی انھیں رقم دیدی۔ آپ دونوں حضرات نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس فاقہ میں بھی اتنی رقم آنے کے باوجود حاجت مندوں کی حاجت پوری کی اور خود فاقہ کے عالم میں شکرانے کے سجدے ادا کئے۔

حالت رکوع میں

ہر جماعت نے اس کی روایت کی ہے عام و خاص کتب میں موجود ہے۔ ابو ذر غفاریؓ و انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا۔ ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا۔ سب حالت نماز میں تھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے پروردگار گواہ رہو میں نے تیرے نبی کی مسجد میں سوال کیا ہے اور مجھے کسی نے کچھ نہ دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نماز میں حالت رکوع میں تھے آپ نے اپنے

داہنے ہاتھ کی چھنگلی سے اشارہ کیا اور انگوٹھی اس کو عطا فرمائی۔ پس خدا نے یہ آیت آپ کے لئے نازل فرمائی۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں۔

ایک کافر کا سوال

بہت ہی مشہور واہم واقعہ ہے۔ ہر عام وخاص کتب میں موجود ہے۔ میدان جنگ میں آپ عرب کے مشہور پہلوان سے مقابلہ کر رہے تھے گو کہ کافروں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی۔ مگر حضرت علیؑ کا میدان جنگ میں ہونا ہی فتح ونصرت کی علامت ہے۔ آپ اپنے مقابلے کے کافر کو زیر کر چکے تھے۔ چاہتے تھے اس کے ذوالفقار سے ٹکڑے کر دیں۔ اتنے میں نہایت عاجزی سے اس کافر نے سوال کیا کہ یا علیؑ اپنی تلوار تو مجھے ذرا دکھائیں۔ آپ نے اپنی تلوار اس کافر کو دے دی۔ کافر نے تلوار ہاتھ میں لیکر کہا کہ آپ اب مجھے تلوار تو دے چکے ہیں آپ خالی ہاتھ ہیں اب آپ میرے سے کیوں کر بچ سکیں گے۔ امیرالمومنین نے فرمایا مجھے میرا خدا بچائے گا۔ کافر نے دوسرا سوال کیا آپ یہ تو جانتے ہیں کہ آپ کا پکا دشمن ہوں اور اس حالت میں بھی آپ نے مجھے تلوار دے دی آخر کیوں۔ امیرالمومنین نے فرمایا تو نے بھیک مانگنے والوں کی طرح میرے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ مروت نے تقاضا کیا تھا کہ ہاتھ پھیلانے والے کا سوال رد نہ کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ علیؑ کسی کا سوال رد نہیں کرتا۔ کافر نے جب اس حالت میں بھی آپ کے اطمینان اور کلام کی یہ حالت دیکھی تو فوراً مسلمان ہو گیا۔

ایک بڑھیا کی صدا

حضور غم۔ علامہ راشدالخیری۔ اپنی کتاب سیدہ کا لال، میں آپ کی دریادلی کا ایک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو کہ عام و خاص کتب میں موجود ہے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ مشکل کشا جناب سیدہؑ اور بچوں پر ایک رات فاقہ سے گزری۔ نماز فجر سے فراغت پا کر۔ خدا کا شیر تلاش معاش میں گھر سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی ذریعہ یا جگہ میسر نہ آئی دن کا بڑا حصہ ڈھلنے کو آگیا۔ اپنا خیال نہ تھا فکر تھی سیدہ اور بچوں کے فاقے کی بازار کے متواتر پھیرے کئے مگر کوئی کام نہ ملا۔ آفتاب کی روشنی جھلملانی شروع ہوئی شیر خدا۔ سیدہ عالم خاتون جنت، سردار جنت فاقے سے ہیں نماز مغرب کے بعد شام کی تاریکی پردہ دنیا پر چھا رہی تھی۔ ایک تاجر اپنا سامان لیکر پہنچا جن مبارک ہاتھوں نے خیبر کا دروازہ چشم زدن میں اکھاڑ کر پھینک دیا تھا جن کو بوسہ دینا کائنات فلکی کا فخر تھا۔ وہ ہاتھ سے اسباب ڈھونے میں مصروف ہوگئے۔ دنیا کی آنکھیں اس سے زیادہ اور کیا دیکھ سکیں گی کہ علیؑ بن ابی طالب رسول اللہ کے داماد خاتون جنت کے سر

کے تاج حسنؑ حسینؑ کا باپ خدا کا شیر بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے واسطے ان کندھوں پر جو حسنؑ و حسینؑ کا جھولا ہیں بھاری اسباب ڈھو رہا ہے۔ چہرہ خاک آلودہ ہے۔ لباس گرد میں اٹ رہا ہے اور انسانیت کی اس مجسم و مکمل تصویر نے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر میں جلدی جلدی قدم بڑھائے۔ مدینہ کی گلیاں ان کی مبارک قدموں کو ذوق و شوق میں بوسے دے رہی تھیں۔ مدینہ کی گلیاں اپنے سینہ پر علیؑ کے قدم پا کر فخر سے سینہ تان رہی تھیں ایسے میں ایک بڑھیا لکڑی ٹیکتی ہوئی سامنے آئی اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر فرمانے لگی۔ علیؑ

میں اور میرا بوڑھا شوہر تین وقت سے بھوکے ہیں خدا کے واسطے ہمارا پیٹ بھر دے۔ بڑھیا کے الفاظ زنجیر بن کر جناب امیرؑ کے پاؤں میں پڑے۔ مقابلہ برابر کا تھا۔ تین ہی وقت کا فاقہ جناب سیدہؑ اور ان کے بچوں پر تھا۔ فطرت انسانی کا تقاضا کچھ اور تھا مگر شیر خدا جس کا دل ہنیں نور الہیٰ کا ٹکڑا ہے۔ یہ ممکن ہی ہنیں کہ شیر خدا کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔ اور سائل نامراد پلٹے۔ دو درہم اس بڑھیا کے حوالے کیا اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ صبر و شکر کے ساتھ خالی ہاتھ گھر کی طرف پلٹے۔ باب خیبر کو اکھاڑنے والے ہاتھوں کو جب شہزادی کونین خاتون جنت نے دیکھا تو چھالے پڑے ہوئے تھے ہاتھوں کو بوسے دیئے اور فرمایا یا علیؑ مجھے فخر ہے کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان | قبرِ مبارک سے

مروہ بن قیس نامی ایک کافر بہت مالدار اور دبدبہ والا تھا بہت سے کافر بہادر اس کے غلام بھی تھے۔ ایک روز اس نے اپنے آباؤ اجداد کا حال دریافت کیا بعض تاریخ دانوں نے اس سے بیان کیا کہ علیؑ بن ابی طالب نے ہمارے ہزارہا بزرگوں کو قتل کیا ہے۔ مالدار کافر طیش میں آیا اور کہنے لگا کہ وہ اب کہاں مدفن ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا مزار مبارک نجف اشرف میں ہے یہ کافر آپ کے قبر مبارک کی بے حرمتی کی غرض سے دو ہزار سواروں پانچ ہزار پیادوں کو ساتھ لیکر نجف کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے آباؤ اجداد کا انتقام لے سکے جب یہ لشکر اس منزل کے قریب پہنچا تو مجاور و سادات جو اس مقبرے پر منمور تھے اس کے بد ارادے سے آگاہ ہوئے اس کے مقابلے کے لئے سینہ سپر ہوئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی مگر لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی

آخر کار یہ سب روضہ مبارک جاکر پناہ گزین ہوئے انہوں نے اندر سے روضہ کی فصیل کادروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر لیا بدبخت کا لشکر آپ کے روضہ مبارک پر حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں نے روضہ کے اندر سے پتھروں، تیروں کی مدد سے چھ دن تک اس لشکر کا مقابلہ کیا آخر بدبختوں کا لشکر روضہ مبارک کی دیوار توڑ کر اندر گھس آیا اور مسلمان جام شہادت نوش کرتے رہے کچھ ادھر ادھر نکل گئے۔ کافر مالدار روضہ مبارک کے قریب پہنچا اور اپنی نجس زبان سے یہ کلمات ادا کئے اے علیؑ تو نے ہمارے آباؤ اجداد کو قتل کیا ہے میں فلاں بن فلاں کا بیٹا ہوں آج میں تجھ سے انتقام لوں گا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ ہم نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے یہ بدبخت چاہتا ہی تھا کہ قبر مبارک کو اکھاڑ ڈالے اس اثناء میں روضہ مبارک سے حیدر کرار کی دو انگلیاں ذوالفقار کی طرح قبر سے نکلیں کہ اس طرح اس ملعون کی کمر میں آلگیں کہ وہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر فوراً دو سیاہ پتھر کا بن گیا اب تک وہ بت سیاہ اس طرح فصیل کے دروازے پر پڑا ہے جو کوئی بھی جاتا ہے اس کو ٹھوکر مارتا ہوا روضہ میں داخل ہوتا ہے۔

خلفائے بنی عباس

فوحات القدس میں مرقوم ہے کہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں ایک شخص جو کہ مصری تھا وہ برابر اہل بیت رسولؐ کی مدح کہتا تھا۔ صبح و شام حمد و ثناء میں مشغول رہتا۔ ایک روز مسجد میں جہاں عام و خاص کا مجمع تھا سب عبادت الہیٰ میں مشغول تھے یہ شخص بھی عبادت الہیٰ میں مشغول تھا بعدازاں اس شخص نے شاہ ولایت نور ہدایت علیؑ بن ابو طالب کی مدح پڑھنی شروع کی جس سے دوستان علیؑ کے دل میں ٹھنڈک اور دشمنان علیؑ کے سینہ

کباب کی طرح جل اٹھے۔ اس شخص نے اس جماعت سے ایک من حلوہ طلب کیا۔ اس آواز کو سنتے ہی مجمع سے ایک خارجی اٹھ کر کہنے لگا کہ میں تیری حاجت پوری کرتا ہوں خارجی اس شخص کو اپنے گھر لے گیا۔ گھر پہنچنے کے بعد اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اندر سے دروازہ بند کر لے اور جو کچھ میں کہوں اس کو مان لے اور یہ بات کسی کو نہ بتانا اس کے عوض میں تجھے آزاد کر دوں گا اور ساتھ میں اشرفیوں کی تھیلی بھی دوں گا غلام نے اپنے آقا کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس خارجی نے اپنے غلام سے کہا کہ اس رافضی کے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش کر غلام نے اس مرد مومن کے ہاتھ پاؤں اور زبان آقا کے کہنے پر کاٹ دی پھر کہا کہ اب سے اسی حالت میں قبرستان ڈال آتا کہ یہ رافضی ذلت و خواری کے ساتھ اپنی جان دے غلام نے ایسا ہی کیا۔ اتفاقاً حضرت خضر علیہ السلام حضرت علیؑ کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور آپ کی قبر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکایک قبر سے آواز آئی اے میرے بھائی مصر کی طرف جاؤ اور فلاں قبرستان میں میرے اس مداح کی خبر لو جو بے حال پڑا ہے۔ بعد ازاں حضرت خضرؑ کو تلقین فرمائی۔ اسم اعظم کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اسم اعظم کو کٹے ہوئے اعضاء پر پڑھو بحکم خدا اس اسماء کی برکت سے اعضاء صحیح و سالم ہو جائیں گے اور اس شخص سے کہو کہ علیؑ فرماتے ہیں اسی مسجد میں جا کر اس طرح ہماری مدح و ثناء کرو پہلے کی طرح حلوا و نان کی حاجت کرو۔ ایک شخص تمہیں اپنے گھر لے جائے گا۔ تمہارے لئے دستر خوان بچھائے گا اور تمہارے لئے حلوا و نان لائے گا جب تو ان کے گھر جا کر بیٹھے گا تو ایک عجیب بات دیکھے گا۔ حضرت خضرؑ تمام ہدایت کے بعد ایک پل میں مصر کے

قبرستان پہنچے اس مظلوم کے لئے جو کچھ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا اور آپ اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہوئے اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں، زبان، اسم اعظم کی برکت اور حکم خدا سے فوراً ٹھیک ہو گیا تو اسے آپ نے حضرت علیؑ کا پیام سنایا۔ حسب پیغام یہ شخص پڑھنے لگا۔ پہلے کی طرح نان و حلوا طلب کرنے لگا۔ یہ آواز سن کر ایک جوان اٹھا اور کہا کہ میں تیری حاجت پوری کروں گا۔ میں تجھے حلوا و نان دوں گا یہ شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا جب گھر پہنچا تو اس شخص نے دیکھا کہ یہ تو وہی گھر ہے۔ جہاں ایک خارجی نے اس کے ہاتھ پاؤں جدا کئے تھے اس سے وہ کچھ خوفزدہ ہوا۔ مگر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ حکم تو حضرت علیؑ کا ہے اس کی خلاف ورزی مناسب نہیں وہی بہتر کرے گا۔ غرض کے اس جوان نے دستر خوان بچھایا اور اس شخص کی خدمت میں نان و حلوا پیش کیا۔ اس شخص نے جب یہ حال دیکھا تو اس نے جوان سے دریافت کیا کہ کل اسی گھر میں ایک ظالم نے میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے قبرستان پہنچا دیا تھا جہاں میں مرنے کے قریب تھا اور آج تو مجھ سے اسی گھر میں اس قدر مہربانی و لطف سے پیش آرہا ہے آخر ماجرا کیا ہے۔ اس راز کو مجھ پر عیاں کرتا کہ مجھے اطمینان ہو اور میرا تجسس ختم ہو۔ جوان نے اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ کل جس شخص نے تجھ پر ظلم کیا تھا وہ میرا باپ تھا۔ جس طرح میرے باپ نے تجھ پر ظلم و جفا روا رکھا وہ مجھے بہت ناگوار گزری اور مجھے بہت برا معلوم ہوا۔ اپنے باپ کے کئے گئے ظلم پر روتا رہا اس طرح رات ہو گئی۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا حضرت علیؑ امیر المومنین غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خرس سیاہ (کالے ریچھ) جو

کچھ تو نے میرے مداح پر ظلم کیا اس کی سزا دیکھی کہ تو اس دہشت سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا باپ سیاہ ریچھ کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔ میں نے اس وقت اس کے گلے میں زنجیر ڈال دی۔ اس وقت وہ ریچھ گھر میں موجود ہے۔ اٹھ کر دیکھ لو شاہ ولایت کی محبت کے نتیجہ سے اپنے دل کو خوش کرو۔ مداح نے گھر میں اس کالے ریچھ کو دیکھا تو شکر خدا میں بہنایت عاجزی سے سجدہ کیا اور اہل بیت کی مدح و ثنا کرنے لگے اس وقت غضب الہیٰ سے بجلی چمکی اور کالے ریچھ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب جوان نے اپنے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدہ سے بیزار ہو کر اہل بیت کی طرف متوجہ ہوا اور تمام زندگی آل رسولؑ کی مدح و ثنا میں گزار دی۔

شہر اجمیر میں

نام علیؑ کی کرامت جو کہ ہندوستان کے تاریخی شہر اجمیر شریف میں جس کا ظہور ہوا۔ جس کو ہم یہاں۔ کوکب دری صفحہ ۳۵۸ کے حوالے سے درج کرتے ہیں۔ ۱۰۲۴ھ میں حضرت علیؑ امیرالمومنین کے نام سے شہر اجمیر میں ایک کرامت ظاہر ہوئی۔ واقعہ یہ ہے سعید نامی شقی کا ایک دوست تھا۔ جس کے خادم کا نام عثمان تھا۔ جب اس سے بوجہ بشریت کوئی قصور ہو جاتا تو اس کا مالک اسے سزا دینا چاہتا تو کہتا کہ تیرا نام حضرت عثمانؓ پر ہے اس وجہ سے میں تجھے سزا دینے سے قاصر ہوں۔ ایک روز اس شقی نابکار نے ازروئے جہل و نادانی بکواس کرتے ہوئے اپنے دوست سے کہا۔ میں تمہاری مشکل آسان کر دینا چاہتا ہوں۔ تم اس کا نام علیؑ رکھ دو۔ پھر اس کی روز گردن توڑا کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اتفاقاً وہ بے ایمان شقی تین روز بعد اپنے دوستوں کے ساتھ

شہر سے باہر شکار کے لئے گیا۔ میدان میں گھوڑا دوڑایا۔ اتفاقاً ایک سید نجفی کے گھوڑے کے مقابل آکر ایسی ضرب کھائی کہ سر کے بل زمین پر گر پڑا۔ جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور سینہ پھٹ گیا۔ ناک اور آنکھوں سے خون بہنے لگا۔ اسی وقت روح بدن سے مفارقت کر گئی۔ چونکہ یہ مردود شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اس کے رشتہ داروں نے اسے خواجہ معین الدینؒ کے روضہ مبارک میں دفن کیا۔ اس کے دفن ہونے کے بعد تاجدار ہند نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ وقت دربار حاضری کے لئے آئے تو انہوں نے ایک تازہ قبر کو دیکھ کر اس کے لئے دریافت کیا تو لوگوں نے وہ تمام حالات بیان کئے تمام حالات سننے کے بعد شہنشاہ ہند غضب میں آئے اور فرمایا جب اس شقی کا یہ عقیدہ ہے تو اس پاک دربار میں کس طرح دفن کیا جاسکتا ہے فوراً اس کی میت یہاں سے کسی اور جگہ منتقل کی جائے۔ شہنشاہ ہند کے حکم کے مطابق اس کا جسد قبر سے نکال کر ایک گندی جگہ ڈال دیا گیا۔ اور کتوں نے اس نجس جسد کو کاٹ کاٹ کر کھایا۔ اس طرح یہ بدبخت اپنے انجام کو پہنچا۔ جس کی سزا روز حشر نہ جانے کس قدر سخت ترین ہوگی۔ اجمیر کے مکینوں نے آپ کی کرامت کو دیکھا۔

بے حرمتی کا انجام

(۱۱۳۳) جب داؤد عباسی نے جو اس وقت کوفہ کا حاکم تھا۔ لوگوں کا ہجوم قبر مبارک پر دیکھا تو اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ معمار لائیں۔ پھر ان معماروں کو اپنے ایک حبشی غلام کے ہمراہ جس کا نام جمل تھا جو قوت دتیاری میں بہت زائد تھا نجف روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں قبر ہے اس کو کھود و۔ اس کی

تہہ سے جو کچھ برآمد ہو میرے پاس لے آؤ کیوں کہ یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اسمعیل بن عیسیٰ عباس کا بیان ہے کہ میں بھی ان لوگوں کے ہمراہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مقام مذکور پر پہنچے تو میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ لوگ کھدائی میں مصروف ہوئے اور وہ لوگ لاحول پڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ جب پانچ ہاتھ کی گہرائی تک پہنچے تو انھوں نے کہا کہ اب ہم ایک ایسی سخت چٹان تک پہنچے کہ جس کو ہم کھودنے پر قادر نہیں۔ پھر ان لوگوں نے اس گڑھے میں اس طاقت ور حبشی کو اتارا۔ حبشی نے کھدال ہاتھ میں لیکر پوری قوت سے کھدال چٹان پر ماری جس کی آواز پورے جنگل میں گونج اٹھی۔ اس کے بعد اس نے دوسری چوٹ لگائی۔ اب کے پہلی مرتبہ سے زیادہ آواز آئی۔ پھر تیسری مرتبہ کھدال ماری اس مرتبہ پوری شدت سے آواز آئی ساتھ ہی غلام نے ایک زوردار چیخ ماری۔ اس کی چیخ سن کر ہم سب لوگ گڑھے میں جھانکنے لگے۔ میں نے اس کے ساتھیوں سے کہا پوچھو تو اس پر کیا گزری۔ اس کے ساتھیوں نے حبشی سے پوچھا مگر اس کی حالت جواب دینے جیسی نہ تھی وہ برابر چیخ رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا ہم نے اس کو نکال کر خچر پر لادا۔ اور کوفہ کی طرف واپس چلے کہ اتنے میں غلام کا گوشت اس کے بازو سے اور داہنی جانب سے پھٹ پھٹ کر گرنے لگا کچھ دیر بعد اس کے جسم کی ساری حالت یہی ہوگئی اور تمام گوشت گرنے لگا یہاں تک کہ ہم لوگ داؤد کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا ہوا۔ ہم نے غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ خود دیکھ لے پھر ہم نے سارا ماجرا بیان کیا۔

خواب میں دیکھا

ابوالحسن بن علیؑ ہارون منجم سے روایت ہے خلفائے بنی عباس میں سے ایک خلیفہ تھا ہنایت پر زور اور مباحثے کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ علیؑ بن ابی طالب نے معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے میں خطا کی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں ہر چند دلائل کے ساتھ امیرالمومنین کا حق پر ہونا ثابت کرتا تھا۔ مگر وہ اسے قبول نہ کرتا تھا۔ بلکہ اس بادشاہ کا عنار اور بڑھتا جاتا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ یہ اپنے عقیدے پر اصرار کرتا ہے تو اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ چند روز گذرے تھے مجھے بلا کر کہا کہ مجھ پر ظاہر ہو گیا ہے امیر معاویہ حق پر نہ تھا اس لئے کہ آج کی رات میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا سر کتے جیسا ہے میں نے اس سے اس کی شکل کی تبدیلی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ علیؑ ابن طالب کو خطا پر کھتا تھا اور امیر معاویہ کو ان سے زیادہ حقدار مانتا تھا اس سبب سے میری صورت بدل گئی چونکہ یہ خدا کے غضب کا نشان ہے۔ اس لئے میں اس خواب کو دیکھ کر متنبہ ہو گیا ہوں اب میں علیؑ بن ابی طالب امیرالمومنین کے حق میں کبھی بے ادبی نہ کروں گا۔

تازہ خون نظر آیا

حضرت علیؑ امیرالمومنین کی شہادت کے بعد جو قدرتی آثار زندہ معجزات نظر آئے ان میں ایک یہ بھی ہے جو ہر عام و خاص کتب میں متعدد طریقوں سے روایت کیا گیا ہے یہاں ہم ارجح المطابت صفہ ۸۱۱ کے حوالے سے بیان کر رہے ہیں ابن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں دمشق میں گیا اور میرا عراق کی طرف جانے کو ارادہ تھا پس میں عبدالملک بن مروان کے پاس سلام کرنے کو

گیا وہ ایک خیمہ میں تھا۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا عبدالملک مجھ سے کہنے لگا اے ابن شہاب تجھے معلوم ہے کہ جس روز جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے تھے اس روز بیت المقدس میں کیا ہوا تھا میں نے کہا مجھے معلوم ہے عبدالملک کہنے لگا میرے پاس چلا آ۔ میں لوگوں کے پس پشت ہو کر خیمہ کی پشت کی طرف اس کے پاس گیا اور اس نے میری طرف منہ پھیر لیا اور کہنے لگا کیا بات ہے میں نے کہا اس روز بیت المقدس کو کوئی پتھر اٹھایا گیا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون نظر آتا تھا۔

عبدالملک کہنے لگا کہ میرے اور تیرے سوا کوئی اس راز سے خبردار نہیں ہونا چاہیئے اور تجھ سے کوئی اس بات کو نہ سنے ابن شہاب کہتا ہے کہ عبدالملک کے مرنے تک میں نے اس کا تذکرہ کسی سے نہیں کیا۔

شیر کا زخمی ہاتھ

موسیٰ بن محمد العابد سے منقول ہے کہ ایک روز بچپن کے زمانے میں میرا باپ مجھ کو اپنے کندھے پر اٹھائے امیرالمومنین حضرت علیؑ کے مرقد منور کے طواف کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں میں نے ایک شیر کو دیکھا جس کا ہاتھ زخمی تھا وہ بھی اس مقام شریف کی طرف جا رہا تھا۔ ظاہر معلوم ہوا کہ اس کو الہام ہوا ہے کہ اپنا ہاتھ امیر کی تربت منور سے مس کرے۔ پس شیر نے اپنے زخمی ہاتھ کو مرقد منور سے ملا اور شفایاب ہو کر واپس چلا گیا۔

علیؑ علیؑ کی صدا

کائنات کا ذرہ ذرہ خالق کی گواہی دے رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے میں ہر ذرے میں خدا کا حسن، خدا کا نور جلوہ فرما ہے۔ ہر شے پر نظر ڈال لیں انسانی

ذہین، فکر، سوچ بے بس ہے اور اس مقام پر اس حقیقت کے سامنے سرخم کرنا پڑتا ہے کہ کائنات کو رواں دواں رکھنے والی کوئی ہستی موجود ہے۔ وہ ہستی خدائے بزرگ و برتر کی ہے۔ یہ سب کچھ سمجھنے کے بعد بھی آج بھی اس دنیا کی آبادی کا صرف چھوتھا حصہ خدا کی وحدانیت اور خالق کا گواہ ہے۔ تین حصہ اب تک گمراہی و اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ لکھنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ مشکل کشا، حیدر کرار کے کشف و کرامات، معجزات اور مشکل کشائی کا سلسلہ نہ صرف حیات کاروں کے ساتھ ساتھ جاری ہے بلکہ روز محشر بھی ان ہی کے طفیل مشکلات و مصائب میں گھرے ہوئے مسلمان نجات پائیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت سنی، شیعہ دونوں بھائی مشکل وقت میں آپ ہی کا دامن تھامتے ہیں۔ آپ کے در پر جھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سیاہ دلوں کے قفل کھولنے کے لئے مشکل کشائی ہمیں ہر دور میں ملتی ہے پھر بھی حقیقت کے سامنے کوئی سرخم نہ کرے تو اس کی مرضی ہے کیوں کہ دنیا کی آبادی کے تین حصہ خدا کی وحدانیت سے انکار کرتے ہیں تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے اس طرح مسلمان ہو کر مشکل کشا کا دامن نہ پکڑے تو پھر اس کا کیا علاج ہے۔ ان ہی روشن کرامات میں سے آپ کے نام لینے سے سندھ کی سرزمین سہون شریف سے تقریباً ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک کنویں سے یہ کرامت عیاں ہوتی ہے۔

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کے واعظ مولانا سید محمد عارف صاحب قبلہ نے مارچ ۱۹۲۳ء میں اپنے تبلیغی دورہ کے دوران بچشم خود اس قصہ کے حالات حسب ذیل الفاظ میں تحریر کئے ہیں جس کو مولانا آغا مہدی قبلہ صاحب نے بھی

کتاب لال شہباز قلندر میں تحریر کیا ہے قصہ مینگ کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں امیرالمومنین حضرت علیؑ یہاں خود تشریف لائے تھے۔ ایک کافر ہنک نامی ظالم و جابر حکمراں تھا۔ اس کی زمین میں ایک کنواں تھا۔ جس سے وہ اپنی زمینوں کی کاشت کرتا تھا اس کنوئیں سے جو پانی نکالنے کا ڈول تھا اس کو ۱۰۰ آدمی مل کر کھینچتے تھے۔ کوئی آدمی ذرا سی بھی اپنے کام میں غفلت کرتا تو اس کو یہ بڑی بے رحمی سے مارتا۔ مظلوموں کی فریاد سنکر خود امیرالمومنین تشریف لائے اور آپ نے اس ڈول کو جو ۱۰۰ آدمی مل کر کھینچتے تھے خود تنہا کھینچا۔ اس ظالم کو تنبیہ کی مگر وہ نہ مانا آخر وہ کافر کے مکان کی چھت میں دب کر مر گیا۔ اور کنوئیں کا پانی کنارے تک پہنچ گیا۔ اب تک یہ کنواں باقی ہے اس کنویں کی خاص بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کنارے پر کھڑا ہو کر علیؑ علیؑ کی صدا بلند کرتا ہے تو پانی جوش مارنے لگتا ہے۔ مولانا سید عارف صاحب لکھتے ہیں کہ میں چند مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر اس مقام کے قریب پہنچا تو کنارے کھڑے ہو کر علیؑ علیؑ کا نعرہ بلند کیا تو پانی میں تموج پیدا ہو گیا۔ جب ہم خاموش ہوئے تو پانی اپنی جگہ تھم گیا۔ یہ پانی جاڑے میں اتنا گرم ہوتا ہے جتنا غسل کے لئے درکار ہوتا ہے اور گرمیوں میں پانی نہایت ٹھنڈا ہوتا ہے اس کنوئیں کا پانی ہمیشہ ایک حال میں رہتا ہے نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ ہوتا ہے یہ جگہ علیؑ باغ کے نام سے مشہور ہے۔

ڈاکو سے نجات

علامہ مجلسی بحارالانوار میں تحریر کرتے ہیں جس کے راوی زید نساج ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص رہتا تھا۔ یہ شخص کپڑے

اتار کر غسل کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اس کی پشت پر ایک لمبا زخم نظر آیا جس سے پیپ بہہ رہی تھی اس شخص نے مجھ سے کہا کہ زخم کی وجہ سے غسل کرنے سے قاصر ہوں۔ تم میری مدد کرو تاکہ میں غسل کر کے نماز جمعہ ادا کرسکوں میں نے کہا کہ میں تجھے غسل میں مدد دینے کو تیار ہوں مگر میری یہ شرط ہے کہ تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد مجھے اس زخم کے بارے میں ضرور بتائے گا یہ کیسے لگا اور کب کا زخم ہے کیونکہ زخم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زخم ابھی ابھی لگا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا میں نے غسل میں مدد کی جب یہ شخص غسل سے فارغ ہوگیا تو میں اس کے قریب گیا وہ اس زخم کا احوال بتاتے ہوئے کہنے لگا۔

ہم دس دستوں کا ٹولہ تھا ہمارا مسکن کوفہ تھا۔ لوٹ، مار، چوری مسافروں کو لوٹنا ہمارا پیشہ تھا اسی پر ہماری گذر تھی ہر رات ایک دوست کے ذمہ ہوتی کہ وہ تمام کھانے کا انتظام کرنے میں گھر جا کر سویا تو میری بیوی نے کہا کہ کل طعام پیش کرنے کی تمہاری باری ہے جب کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں جمعہ کی رات ہے لوگ نجف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ موقعہ بھی اچھا ہے اور مال بھی بہت مل جائے گا کیونکہ زیارت پر لوگ منتوں کا روپیہ اور سونا چڑھانے جاتے ہیں۔ میں اٹھا اپنے ہتھیار سجا کر راستے مین ایک خندق میں اپنے شکار کے لئے چھپ گیا۔ کافی اندھیری رات تھی لوٹ مار کرنے کے لئے اس سے بہتر رات اور کیا ہو سکتی تھی اتنے میں مجھے دور سے دو قدموں کے چلنے کی آواز سنائی دی میں ہوشیار ہوا وہ دونوں بہت قریب آگئے۔ میں خندق سے باہر نکلا اور ان کے سامنے کھڑا ہوگیا دیکھا تو یہ دونوں عورتوں تھیں۔ ایک کافی عمر رسیدہ تھی دوسری جوان تھی میں نے انھیں خنجر دکھایا اور زیوار اور نقدی

نکلنے پر مجبور کر دیا۔ یہ دونوں عورتیں بے بس ہو گئیں انہوں نے چپ چاپ تمام نقدی اور اپنی جسم کا زیور اتار کر ہمارے حوالے کر دیا۔ مگر میرے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا میں اس جوان لڑکی کی عزت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا تھا۔ اس پر بوڑھی عورت نے کہا تو نے تمام نقدی اور زیور تو ہم سے لے لیا ہے اب میری بچی کو داغ دار نہ کر۔ چند دنوں میں اس کی شادی ہونے والی ہے ہمارا سارا خاندان رسوا ہو جائے گا۔ خدا کے لئے کچھ خوف کر اور ہمیں اب چھوڑ دے مگر میرے دل میں اس قدر خلل آچکا تھا کہ میں نے اس بڑھیا کی ایک بات نہ سنی اور ان کو دھکیلتا ہوا خندق میں لے گیا۔ اس بڑھیا کو دھکا دیکر گرا دیا اور میں نے خوف دلانے کے لئے کہا اگر تو آئی تو میں تجھے اور آپ کی لڑکی کو جان سے ختم کر ڈالوں گا نہ عزت رہے گی نہ جان رہے گی میں اپنی قوت سے اس لڑکی پر حملہ آور ہوا لڑکی بے بس پرندے کی طرح زمین پر پڑی تھی۔ میں اس کی دوشیزگی کو چاک چاک کرنا چاہتا تھا کہ لڑکی نے بے اختیار چلانا شروع کر دیا۔ مولا علیؑ ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں اور ہمارا یہ حال یا الہیٰ مدد۔ مولا علیؑ مدد۔ مشکل کشا مدد، یہ کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس اثنا میں ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید جس نے عمامہ سے اپنا چہرے پر پردہ کیا ہوا تھا۔ اس سوار نے کہا اس لڑکی کو چھوڑ دے میں نے سوار سے کہا جا اپنا راستہ لے ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ تو بھی مارا جائے۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص جلال میں آیا اور تلوار کی نوک میری کمر پر اس زور سے ماری کہ میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ نامعلوم میں کب تک اس بیہوشی میں پڑا رہا البتہ اس غشی کے عالم میں میں نے سوار سے عورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا اپنے کپڑے پہنو۔ رقم اور زیور

اٹھاؤ اور واپس چلی جاؤ۔ عورتوں نے عرض کی ہم مولا علیؑ کی زیارت کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ سوار نے کہا تم واپس چلی جاؤ تمہاری زیارت قبول ہوئی۔

بھارتی اداکارہ ہیلن

مشہور و معروف بھارتی اداکارہ ہیلن کا ایک انٹرویو اخبار جہاں مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ گوکہ ہیلن غیر مسلم ہے مگر اس کے باوجود مشکل حالات میں مشکل کشا سے اپنی حاجت طلب کرتی ہے یہ زندہ جاوید معجزوں میں ایک معجزہ ہے کہ غیر مسلم بھی مولا علیؑ کے منت دھاگہ گلے میں ڈال کر خوش حال نظر آتا ہے اخباری رپورٹر کے سوال کا جواب ہم علیؑ علیؑ سے نقل کرتے ہیں۔

اخباری رپورٹر کا سوال۔ ایک خبر اور بھی آپ کے لئے بہت مشہور ہے کہ آپ مسلمان ہو گئی ہیں کیا یہ سچ ہے؟

ہیلن کا جواب: ۔ یہ جھوٹ ہے کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علیؑ کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے منت حضرت علیؑ سے مانگی تھی وہ پوری ہو گئی کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں۔ ہاں ایک خاص بات یہ کہ جب سے میں نے یہ دھاگا پہنا ہے تب سے میری آنکھیں کھلی ہیں اور مجھے بے انتہا فائدے حاصل ہوئے ہیں میں یہاں پر ایک مثال دیتی ہوں کہ ڈی۔ ایف۔ کراکا کی زندگی پر حضرت علیؑ کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں ہیلن نے مزید کہا۔ علیؑ ہمارے ہی مولا نہیں ہر انسان کے مولا ہیں۔ جو ان کو دل سے یاد کرتا ہے آپ اس کی مشکل کشائی کرتے ہیں۔

یہ تھے غیر مسلم فلمسٹار ہیلن کے خیالات۔ اس پر اگر کوئی مسلمان ہوتے ہوئے بغض علیؑ میں آپ کے کشف کرامات اور معجزات سے انکار کرے اور یہ سمجھے کہ مشکل کشائی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے تو اس قدر افسوس کا مقام ہوگا۔ مگر خدا کا لاکھ احسان ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے عظیم فرقے سنی، شیعہ بھائی نہ صرف آپ سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں بلکہ ہر مشکل وقت پر آپ کا نام زبان لاتے ہیں۔

یا علیؑ کے نعرے

جنگ کراچی مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔ لاہور، دسمبر شہر لاہور میں ایک مرتبہ پھر جوش و خروش کی وہی لہر آگئی ہے جس کا مظاہرہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران ہوا تھا۔ جنگ کے پہلے روز صوبائی دارالحکومت سے تقریباً دس میل دور توپوں کی گھن گرج اور توپوں کے شعلوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ہمارے صف شکن دشمنوں کی پٹائی میں مصروف ہیں۔ نصف شب گذرنے کے باوجود لاہور، جی ٹی روڈ پر انجینئرنگ یونیورسٹی سے شالامار باغ تک بے حد چہل پہل تھی۔ انجینئرنگ یونیورسٹی کے طلباء ہوسٹل کے باہر کھڑے ہوئے اپنی بہادر فوج کو نعرہ حیدری یا علیؑ یا علیؑ کی گونج میں رخصت کر رہے تھے۔ ہر طرف علیؑ علیؑ کی صدا تھی جس سے ایک عجیب جوش تھا۔

چین کا ایک درخت

مستند روایت کے ساتھ مختلف طریقوں سے کتابوں میں درج ہے۔ اس معجزے کی روایت محمد بن سنا کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی

خدمت میں حاضر ہوا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ چین کا ایک آدمی دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی...... حضرت نے فرمایا کہ تجھے اجازت ہے۔ وہ شخص اندر داخل ہوا آپ نے اس سے دریافت کیا تو کہاں سے آیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ملک چین کا رہنے والا ہوں آپ نے فرمایا تیرے شہر کے لوگ کیا ہمیں جانتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تو نے ہمیں کیونکر پہچانا اور کہاں سے ہمارے حالات کی خبر لگی۔ اس شخص نے جواب دیا۔ اے فرزند رسولؐ۔ ہمارے شہر میں ایک درخت ہے جو سال میں دو بار پھول لاتا ہے اول روز جو اس پر پھول کھلتا ہے اس پر لاالہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔ آخر روز جو پھول کھلتا ہے اس پر علیؑ ولی اللہ لکھا ہوتا ہے ہمیں اسی درخت سے رسولؐ خدا اور اس کے وصی اور اس کے فرزندوں کا علم ہوا۔ وہاں بھی آپ کے دوست بے شمار ہیں۔ میں بھی آپ کی زیارت کے لئے یہاں آیا ہوں۔

ایک بیمار لڑکی

موجودہ دور کے مشہور عالم سید ذکی الاجہتادی الرشتی۔ کراچی۔ کتاب علیؑ علیؑ حصہ سوئم کے تعاوف میں لکھتے ہیں کہ نجف اشرف میں دوران تعلیم مجھ کو جو معجزات دربار علیؑ میں دیکھنا نصیب ہوئے ان میں دو معجزات یہ ہیں۔

مولانا لکھتے ہیں حسب عادت تعلیم سے فراغت کے بعد میں حرم مولائے کائنات میں نماز مغرب کے لئے حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایک لڑکی کو صحن میں لیکر آرہے ہیں۔ یہ لڑکی ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہورہی تھی۔ پیٹ بالکل اندر دھنسا ہوا تھا صرف سانس چلتی ہوئی معلوم دے رہی تھی۔

اس کے وارث اس کو صحن میں چھوڑ کر جانے لگے تو اس پر خدام نے کہا اب اس لڑکی میں کیا رکھا ہے چند گھنٹوں کی مہمان ہے یہاں سے لے جاؤ لیکن یہ لوگ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ لڑکی دو دن تک اسی حالت میں صحن حرم میں پڑی رہی۔ تیسرے دن اس لڑکی نے ایک زائر سے پانی مانگا اور پھر کھانا۔ زائر نے اس لڑکی کو پانی دیا کھانا دیا اس لڑکی نے بڑے آرام سے کھانا کھایا اور اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس طرح ہو گئی کہ جیسے یہ کبھی بیمار ہی نہیں تھی لوگ اس کے وارثوں کو بلا کر لائے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ ایک بہت بڑے تاجر کی لڑکی ہے۔ جس کے والدین نے دنیا بھر میں اس کا علاج کرایا اور پھر مایوس ہو کر اس بارگاہ کا رخ کیا جہاں ہر فریادرس کی شنوائی ہوتی ہے۔

چور کی جھوٹی قسم

مولانا صاحب اپنی تعلیم کے دوران نجف اشرف دربار علیؑ کا دوسرا معجزہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ایک دن مغرب کے وقت سپاہی ایک شخص کو ہتکڑیاں پہنائے ہوئے دروازے سے صحن میں لائے ان لوگوں کے پیچھے کافی مجمع تھا یہ سب کے سب صحن حرم میں اس مقام پر کھڑے ہو گئے۔ جہاں آقائے حکیم طباطبائی اعلی اللہ مقامہ نماز پڑھاتے تھے۔ پھر سپاہوں نے ہتھکڑی پہنے ہوئے شخص سے کہا کہ تم حضرت علیؑ کی قسم کھاؤ کہ تم نے چوری نہیں کی ہے۔ اس شخص نے قسم کھائی کہ میں نے چوری نہیں کی ہے بس قسم کھانا تھی کہ ایک زوردار طمانچہ کی آواز آئی فوراً سارے حرم کی بجلی بند ہو گئی اور یہ شخص فرش زمین پر گر گیا۔ تھوڑی دیر بعد بجلی آ گئی ہم سب نے دیکھا کہ یہ شخص زمین پر تڑپ رہا ہے اور اس کے منہ سے خون جاری ہے اور اس طرح کے سینکڑوں

معجزات دن رات دربار علیؑ میں ہوتے رہتے ہیں۔

یہ ضرب حیدری ہے (محمد علی کلے)

کوہستان ۲۴ نومبر ۱۹۶۵ء لاس ویلگاس ۲۳ نومبر۔ مقابلہ ختم ہونے کے بعد اخبار نویسوں نے دنیا کے عظیم باکسر محمد علی کلے کو گھیر لیا۔ محمد علی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تم جس شخص کو چاہو لے آؤ میں اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں تم اپنے تمام آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دو میں ایک ایک کے ساتھ نمٹوں گا۔ محمد علی کلے نے اعلان کیا میں اپنا اعزاز برقرار رکھنے کے لئے ہر تین ماہ بعد میدان میں آنے کو تیار ہوں۔ محمد علی کلے نے اخبار نویسوں سے کہا مجھے تائید غیبی حاصل ہے۔ میرا نبیؐ مجھ پر سایہ فگن ہوتا ہے۔ میری ضرب ضرب حیدری ہے اس لئے کہ میرے نام کا ایک لفظ محمدؐ اور دوسرا علیؑ ہے۔

بھولو پہلوان نے (ضرب حیدری)

ضرب حیدری کا کمال باکسنگ کے میدان میں یہ عجیب منظر نظر آتا ہے جس کو فہیم الدین فہمی نے اپنی کتاب بھولو اور عالمی اعزاز۔ ناشر شیخ شوکت علی اینڈ سنز نے شائع کیا ہے۔ مولف کتاب لکھتے ہیں کہ جب بھولو پہلوان عالمی اعزاز کے لئے کشتی لڑنے کے لئے لندن تشریف لے گئے۔ وہاں ان کا مقابلہ دنیا کے مشہور برطانوی پہلوان ہنری پیری سے ہوا۔ مقابلہ لندن میں ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر شروع ہوا۔ بھولو پہلوان حسب روایت یا علیؑ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ پے در پے بھولو پہلوان نے بلند آواز سے یا علیؑ۔ یا علیؑ کا نعرہ بلند کیا۔ یہ نعرہ سنتے ہی پاکستانی شائقین پر اس قدر اثر ہوا کہ تمام میدان اسلام زندہ باد۔ نعرۂ حیدری یا علیؑ بھولو پہلوان زندہ باد کے نعروں سے گونج

اٹھا۔ بھولو کے یا علیؑ کے نعروں سے یہ اثر ہوا کہ ہنری پیری جو اپنے کارنر سے دو قدم آگے بڑھ چکا تھا بوکھلا کر چند سیکنڈ کے لئے پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی شور بلند ہوا۔ جس سے حریف پہلوان کے حواس خراب ہوگئے۔ یہ تھا نعرہ تکبیر اور نعرہ حیدری کا معجزہ کہ غیروں کے ملک میں بھی جب بھی نعرہ لگا تو یہی نعرہ بلند ہوا جو بذات خود ایک معجزہ ہے۔ بھولو پہلوان نے نعرہ یا علیؑ سے دشمن کو حواس باختہ کر دیا۔

بھارتی ٹیم کی عقیدت

روزنامہ مشرق مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۸ء بیونس ۲۵ مارچ (ایس ایم نقی نمائندہ خصوصی) بھارتی ہاکی ٹیم نے عقیدے کی قوت سے آسٹریلیا کے خلاف ورلڈ کپ کے پول میچ میں کامیابی حاصل کی ہے۔ بھارتی ہاکی ٹیم جو اپنے سے کمزور کنیڈا کی ٹیم سے ہارنے کے بعد کافی دل شکستہ ہو چکے تھے۔ آسٹریلیا کے خلاف میچ کے دوران نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ اترے۔ بھارتیوں کو نیا عزم اور حوصلہ اس کڑے سے حاصل ہوا جس پر یا اللہ۔ یا محمدؐ۔ یا محمدؐ یا علیؑ کے الفاظ کندہ تھے۔ یہ کڑا بھارتی ٹیم کے ایک عہدیدار نے گزشتہ ماہ پاکستان دورے کے دوران لاہور میں داتا دربار سے خریدا تھا۔ جب بھارتی ٹیم آسٹریلیا کے خلاف میچ کے لئے اترنے لگی تو اس کے مینجر کرتار سنگھ نے اس مقدس کڑے کے نیچے سے ساری ٹیم کو گزارا۔ ہر کھلاڑی نے اسے بوسہ دیا۔ اس کڑے کی برکت سے بھارت نے یہ میچ جیت لیا۔ اس معجزہ کے بعد اب بھارتی ٹیم کے زیادہ تر ارکان مینجر یہ کڑے پہنتے ہیں۔ یہ تھی ان پاک و معصوم ناموں کی کرامت کے غیر مسلم بھی اس قدر عقیدت و احترام سے اس حقیقت

کو تسلیم کرتے ہیں اور کوئی مسلمان ہو کر مشکل کشا کی مشکل کشائی سے انکار کرے تو اس پر افسوس ہے۔

مشکل حل فرمائیں

ملا محمد نقی خادم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ بغداد اور حلہ کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام مجادیل ہے وہاں ایک شخص رومی جو اپنے ابتدائی ایام میں علیؑ مولا کی مخالفت کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جامع مسجد کا خطیب جو کہ بہت ہی مشہور و معروف تھا۔ میرے گھر کے قریب رہتا تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو آخرت میں نجات چاہتا ہے اور تجھے بہشت مل جائے۔ تو فلاں فلاں حب علیؑ تجھے مل جائیں تو انھیں قتل کر دے رومی کہتا ہے کہ میں ایک دن اتفاقاً میں محاویل سے آرہا تھا۔ رقم کی تھیلی میرے پاس تھی میں گھوڑے پر سوار تھا۔ اچانک میری نگاہ ایک ایرانی پر پڑی جو اپنے گھوڑے سے اترے جو کہ بہت زیادہ بوڑھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے قافلہ سے بچھڑ گیا ہے میں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دوں تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس سے پہلے دریافت کر لوں۔ میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا تم ایرانی قافلہ کے آدمی ہو۔ اس نے کہا ہاں پھر میں نے پوچھا تم یقیناً حب علیؑ ہو گے اس نے کہا ہاں ہم حب علیؑ ہوں۔ ہم علیؑ کی محبت کا دم بھرتے رہیں گے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ پکا حب دار علیؑ ہے۔ میں نے اسے گریبان سے پکڑا تا کہ اسے میں قتل کر ڈالوں۔ بوڑھا تو بہت تھا۔ اتنی بے بسی پر دعا کرنے لگا۔ مشکل کشا میری مشکل حل فرمائیں۔ میری مدد فرمائیں مجھے تمہارے حب میں یہ ظالم مارنا چاہتا ہے امیرالمومنین میری فریاد کو پہنچیں۔ یہ دعا ابھی ختم بھی نہ ہونے پائی تھی

اچانک ایک آدمی نے زوردار طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ میں بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو میری صورت بدل چکی تھی میرا منہ ٹیڑھا ہوچکا تھا اور میرے بدن کا عضو عضو درد کر رہا تھا۔ میں اس طرح بیتاب ہوا کہ نہ وہ ایرانی آدمی نظر آیا اور نہ ہی میرا گھوڑا تھا اور نہ میرے رقم کی تھیلی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اس نے مجھے اٹھا کر میری بستی میں پہنچا دیا میں جتنا اپنے مرضی کا علاج کرتا اتنا ہی بڑھتا جاتا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس حالت میں سخت پریشان ہوا آخر کار ایک آدمی جو امیرالمومنین کا حب علیؑ تھا۔ اس نے مشورہ دیا تو نے بڑا گناہ کیا ہے اب تیرے مرضی کا علاج بس یہ ہے کہ تو نجف جا اور توبہ کر۔ چنانچہ میں نے نذر مانی کہ میں ہمیشہ کے لئے امیرالمومنین کا غلام ہوچکا ہوں۔ اس کے بعد میں نجف اشرف روانہ ہوا۔ جب میں نجف کی حدود میں داخل ہوا تو روضۂ اقدس پر نظر پڑی تو میرے درد میں کچھ افاقہ ہوا میں روضہ مبارک میں داخل ہوا اور انتہائی گریہ وزاری کے عالم میں دعا کی مولا مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ اس دعا کے بعد کچھ نیند سی آگئی کچھ دیر بعد میں اٹھا تو درد کا کچھ اثر باقی نہ رہا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرا گھوڑا وہاں موجود تھا اور میری رقم کی تھیلی بھی۔

اس رقم سے میں نے روضہ کی زیارت کی وہاں سے کربلا معلی پھر کاظمین میں پہنچ کر زیارت سے مشرف ہوا اور رقم کو ہر زیارت کے موقعہ پر خرچ کرتا رہا۔ بالآخر واپس گھر پہنچا۔ لوگوں کو میری آمد کی اطلاع ملی۔ وہ خطیب بھی آیا جس نے مجھے ایرانی حب علیؑ کو قتل کا مشورہ دیا تھا۔ اسے میں نے اپنے پاس ٹھہرایا۔ جب رات زیادہ گزر چکی تو میں نے اندر سے دروازہ بند کیا۔ اور اپنے

نوکروں سے کہا کہ اس کی خوب پٹائی کی جائے۔ پٹائی کے بعد جب وہ بیہوش ہوگیا تو میں نے اسے اپنے مکان سے اٹھوا کر گلی میں پھنکوا دیا اس طرح اسے دشمنی اہلبیتؑ کی سزا ملی۔ (ماخوذاز کشتی نجات علیؑ علیؑ)

ایک گونگا لڑکا

(۱۱ محرم ۱۹۸۲ء وزیر آباد پنجاب پاکستان) مشکل کشائی معجزات کا سلسلہ محشر تک جاری وساری رہے گا کیوں نہ ہو یہ ہستی آغوش رسالتؐ میں پروان چڑھی۔ سنی شیعہ دونوں بھائی آپ کی مشکل کشائی کا دم بھرتے ہیں۔ جب بھی مشکل وقت آیا جب مصائب وپریشانیوں میں گھرے اس وقت بے اختیار معصومینؑ کے طفیل حاجت پوری ہوئی ایسا ہی ایک واقعہ کچھ عرصہ قبل (۱۱ محرم ۱۹۸۲ء کو محلہ لکڑ منڈی۔ وزیرآباد۔ پنجاب پاکستان میں پیش آیا۔ صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ سنی بھی آل محمدؐ کے حب علیؑ ہیں ایسے ہی ایک گھرانے میں ایک جوان لڑکا جس کا نام اعجاز عرف پھالی ہے۔ اس کی زبان تشدد کی وجہ سے گونگی ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ صرف اشاروں میں بات چیت کر سکتا تھا۔ اس لڑکے کو اس کے گھر والے امام بارگاہ قاضی غالب علی شاہ (وزیر آباد) لے گئے وہاں جاکر منت مانگی کہ اس نوجوان کی زبان ٹھیک ہو جائے گی تو ہم اس امام بارگاہ کی حاضری کریں گے میرا ایمان ہے اور یقین ہے کہ کوئی سچے دل سے حب علیؑ رکھتے ہوئے مولا علیؑ مشکل کشا کو پکارے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ اس کی مشکل کشائی نہ فرمائیں ایسا ہی ہوا کہ مورخہ ۱۱ر محرم الحرام ۱۹۸۲ء کو اعجاز عرف پھالی کی زبان اچانک نعرہ حیدری یا علیؑ مارنے سے بالکل درست ہوگئی پھر کیا تھا کہ ان لوگوں نے اپنے پورے محلہ میں مٹھائیاں تقسیم

کیں اور اعجاز عرف پھالی ذکر معصومینؑ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگا۔

(بحوالہ پندرہ روزہ العمران لاہور۔ ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء حضرت عباس کے معجزات)

ڈوبتا ہوا جہاز

محمد صالح حنفی سنی مسلمان اپنی مشہور و معروف کتاب کوکب دری میں صفحہ ۱۰۱ پر مولا مشکل کشا کی۔ مشکل کشائی کا ایک واقعہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ قصہ میں نے ایک صادق القول اور راست گو بزرگ وار کی زبانی سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے معتبر کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک مومن اور ایک نصرانی عالم جہاز میں دریائی سفر کر رہے تھے۔ اتفاقاً جہاز بھنور میں آگیا اور بہت مدت تک چکراتا رہا اور کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی اس پریشانی و مصیبت کے عالم میں اس مومن نے چند بار نار علیہا مظہر العجائب کا ورد کیا۔ نصرانی عالم نے جب اس مومن کی زبان سے یہ نام سنا تو کہا کہ جس بزرگ کا تم نام لیتے ہو اس کا نام انجیل میں دیکھا ہے۔ اگر واقعاً برگزیدہ ہیں تو خدا تعالیٰ ہم کو مصیبت اور پریشانی اور اس ہلاکت سے ضرور نجات دلائے گا۔ قدرت خدا سے اسی وقت ایک برقعہ پوش سوار سطح سمندر پر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ اور اس ڈوبتے ہوئے جہاز کو بھنور سے نکال دیا اور فوراً نظروں سے غائب ہوگیا۔ چنانچہ یہ بات قوم نصاریٰ میں نہایت مشہور و معروف ہے اس وقت سے قوم بھی آپ کے مخلصین اور حلقہ بگوش میں شامل ہے لیکن جب تک معبود موجود کی جلالت اور احمد محمودؐ کی رسالت کو قلب سے تصدیق کر کے کلمہ مکرمہ کا قائل نہ ہو۔ کسی شخص کو دوستی مفید نہیں ہو سکتی۔

روضہ علیؑ پر

مولا علیؑ مشکل کشا کی مشکل کشائی ہر دور میں جاری و ساری ہے روز حساب بھی آپ ہی کی بدولت مشکلات کے بھنور میں گھرے ہوئے حب دار نجات پائیں گے بڑے ہی نافہم اور ناسمجھ ہیں وہ لوگ جو روشن حقیقت سے انکار کرتے ہیں اور مشکل کشا کے حب سے دور ہیں۔ ہر روز کا مشاہدہ ہے کہ مولا علیؑ مشکل کشا کے روضہ مبارک پر کتنے ہی لاچار بیمار جو دنیا بھر کے علاج کرا کے مایوس ہو چکے ہوتے ہیں وہ اس در کی خاک سے شفایاب ہو کر گھر روانہ ہوتے ہیں جسے یقین نہ آئے وہ جا کر خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لے۔ آپ کی نظروں سے سیاح حضرات کے سفرنامہ گزرے ہوں گے یہ سفرنامہ میں ہر سیاح نے آپ کے مزار مقدس کا یہ معجزہ بیان کیا ہے ہر سنی شیعہ کتب میں ایسے بے شمار معجزات ملتے ہیں۔

جوامع الکلم، ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ جو کہ حنفی سنی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے آپ نے اپنی ملفوظات میں فرمایا جسے نفیس اکیڈمی کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب میں صفحہ ۳۶۷ پر درج ہے اہل بیت کے چند بہت اہم اور معتبر ہیں ایک ان میں سے مشہد علیؑ اور دوسرا مشہد حسینؑ، تیسرا مشہد زین العابدینؑ اور چوتھا مشہد علیؑ موسیٰ رضا سلطان خراسان ہے۔ مشہور ہے کہ کوئی اندھا، بہرا، گونگا اور لنگڑا آدمی جوان کے مشہد پر معینہ طریقہ پر دعا مانگے اس کی آنکھ، کان، زبان، اور پیر اللہ کے حکم سے ضرور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کا مشاہدہ اور معائنہ کیا گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی معجزہ نمائی

مسلمانوں نام علیؑ خود ایک معجزہ ہے اپنی مشکلوں میں اس نام کا ورد کرو

تمھاری مشکلیں معجزاتی طور پر دور ہو جائیں گی۔

مادی دنیا روحانی طاقتوں کا انکار کرتی ہے تو کرے۔ ایٹمی دور کا انسان خدا کے برگزیدوں کا اعجاز و کرامات سے منکر ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ مگر خالق ارض و سماں جس نے اپنے معصوم دوستوں کے نظاروں کے لئے کائنات کا ایک ایک ذرہ پیدا کیا۔ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے محبوبوں کے معجزات دکھا کر یہ اعلان فرماتا رہتا ہے کہ دنیا مٹ سکتی ہے ارض و سما فنا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک تعالیٰ کا اٹل قانون نہیں مٹ سکتا اور وہ قانون یہی ہے کہ

یہ لوگ ذرات مقدسہ ہیں۔ زندگی اور موت میں برابر ہیں۔ ان کی موت کے بعد بھی ان سے حیات کی طرح عجیب و غریب معجزات ظاہر ہوتے ہیں یہ عالم الغیب ہیں اور مشرق و مغرب میں ہونے والے حوادث سے باخبر ہیں۔

خادم رسولؐ حضرت علی علیہ السلام مظہر العجائب ہیں اور مظہر صفات خداوندی ہیں اللہ کی اطاعت اور رسولؐ اکرم کی تعلیم اور رہنمائی کی وجہ سے آپ کے اندر اتنے صفات پیدا ہو گئے تھے کہ ان کو بیان کرنا عقل انسانی کا کام نہیں ہے۔ حیدر کرار مشکل کشا کی سیرت و کردار فضائل و شمائل معجزات و کرامات کو اٹھانے چھپانے اور جھٹلانے کی ناپاک سعی ہر دور اور ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے۔ مگر ضرغام حق۔ ضیغم اسداللہ الغالبؑ دنیا کے ہر دور میں مظہر العجائب ہی رہے ہیں۔

جناب امیر علیہ السلام کے چند معجزات پیش کر رہا ہوں جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میرے مولا نے کس کس کی اور کہاں کہاں کس کس حالت میں معجزاتی طور پر مدد فرمائی ہے۔

آج بھی علیؑ کا نام سن کر کافر کے زخم پھٹ جاتے ہیں

افغانستان میں دریائے گردیز کے کنارے ایک چوکی کو امیرالمومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ہر سال ۲۳ مارچ کو جشن نوروز منایا جاتا ہے۔ یہاں کے آزاد قبائل بھی بلا اجازت نوروز کے میلہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس مقام کی سب سے بڑی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر حضرت علیؑ خود تشریف لائے تھے اور یہاں پر ایک کافر دیو قامت تھا جس نے علاقے کے لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ لوگوں نے حلال مشکلات مظہر العجائب امیرالمومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے فریاد کی۔ مولائے کائنات نے اعجاز رہنمائی فرمائی اس ظالم دیو نما انسان کو زخمی کیا۔ یہ کافر آج بھی زندہ ہے۔ سال بھر میں دھیر دھیر اس کے زخم بھر جاتے ہیں اور پھر خود بخود بارش ہو جاتی ہے اس کے زخم پھر کھل جاتے ہیں۔

بعض معتبر روائیتوں میں یہ ہے کہ یہ سوال کرتا ہے کہ اب دنیا میں کس کی حکومت ہے تو لوگ باآواز بلند کہتے ہیں علیؑ کی یہ سنتے ہی وہ ایک دل سوز نعرہ لگاتا ہے جس سے اس جسم کے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کے شیعہ سال میں ایک دفعہ یہاں حاضری دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ یہ زندہ معجزہ جناب امیر علیہ السلام کا دنیا آج بھی دیکھ رہی ہے۔

ہر لاش پر صرف ایک ہی تلوار کے وار کا نشان تھا

علامہ جلیل شیخ جعفر بن محمد مجلی الانوار العلویہ ۳۰۶ طبع نجف اشرف میں رقمطراز ہیں کہ نجف اشرف کے اس مشہور واقعہ کو جس کو بچہ بچہ جانتا ہے ان

سے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ ایک دفعہ سعودیوں نے نجف اشرف پر حملہ کر دیا اور اہل نجف جس کی وجہ سے تین دن تک دیوار شہر میں قید رہے۔ تیسرے روز ایک شہسوار ظاہر ہوا۔ جو کہ بہترین گھوڑے پر سوار تھے۔ تلوار نیام سے باہر نکلی ہوئی تھی۔ نورانی چہرہ نقاب کے بادل میں پنہاں تھا۔ جس کو نور کی شعاعیں آسمان کی جانب اٹھ کر فضاء کو منور کر رہی تھیں۔ پس انھوں نے سعودیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا اور سوائے ایک کے سب کو گاجر، مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور ایک سے کہا کہ تم جاؤ اور اہل شہر کو بتلا دو۔ چنانچہ وہ شخص شہر میں آیا اور لوگوں سے کہا۔ اے لوگو! ہماری ساری فوج کو علیؑ ابن ابی طالبؑ نے قتل کر دیا۔ صرف مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ تم جا کر اہل شہر کو بتلا دو۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ اس شخص نے جواب دیا۔ مجھ سے حضرت علیؑ نے خود کہا۔

بعض ضعیف العقیدہ لوگوں نے نہ مانا تو کسی عالم دین نے کہا جا کر دیکھو اگر لاشوں پر ایک ہی وار کا نشان ہے تو وہ علیؑ کے قتل کئے ہیں جب لوگوں نے جا کر دیکھا واقعی ہر لاش پر صرف ایک ہی وار کا نشان تھا۔ پھر ایک عالم نے کہا جا کر یہ بھی دیکھو کہ ہر لاش کے دو ٹکڑے برابر ہیں۔ یا کم و بیش اگر برابر ہوں تو یقین کر لینا کہ وہ علیؑ کے قتل کئے ہوئے ہیں۔ جب لاش کے ٹکڑوں کو لایا گیا تو ہر لاش کے ٹکڑے برابر نکلے۔ پس لوگوں کو پورا پورا یقین ہو گیا۔

جناب سید محمد جواد ہمدانی صاحب کہتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ خود دیکھا تھا۔ (بحوالہ جاہر الاسرار تصنیف سید محمد جواد ہمدانی)

علیؑ کو دیکھ کر جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا

بحوالہ تفسیر برہان صفحہ ۹۲، آنحضرتؐ کے زمانہ میں ایک جن آپ کے پاس بیٹھا تھا جو آپ سے احکام دین کے مسائل دریافت کر رہا تھا۔ حضرت علیؑ وہاں آگئے۔ آپ کو دیکھتے ہی جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہو گیا۔ آنحضرتؐ سے فریاد کرنے لگا کہ سرکار مجھ کو اس نوجوان سے پناہ دلوایئے۔

حضورؐ نے دریافت کیا کہ تم اس نوجوان سے اتنے خوفزدہ کیوں ہو۔ اس جن نے کہا میں نے دوسرے جنوں کے ساتھ مل کر حضرت سلیمانؑ پیغمبر سے سرکشی کی تھی اور سمندر کی طرف بھاگ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے میں گرفتار نہ ہو سکا۔ یہ نوجوان اس سمندر کے علاقہ میں ظاہر ہوا۔ ہاتھ میں حربہ لئے ہوئے تھا۔ جس سے مجھ کو مارا آج تک وہ نشان زخم کی صورت میں پیٹھ پر موجود ہے۔ دیکھا یہ جناب امیر کی معجزہ نمائی تھی جو آپ نے حضرت سلیمانؑ پیغمبر کی مدد فرمائی۔ (بحوالہ جواہر الاسرار صفحہ ۱۵۲، از سید محمد جواد رضوی)

علیؑ کی نماز کے لئے دو دفعہ سورج پلٹ آیا

اللہ کے ولی جو ہوتے ہیں ان کے تصرف میں کائنات ہوتی ہے۔ شواہد النبوۃ میں مرقوم ہے کہ خدائے تعالیٰ نے امیر المومنین کی دعا سے دو دفعہ آفتاب عالمتاب کو غروب ہونے کے بعد پلٹا دیا۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ کی زندگی میں ۷ھ فتح خیبر کے بعد منزل صہبا میں اور دوسری دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔

ام سلمہ بنت عمیس، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ یہودیوں سے خیبر میں جنگ کرنے کے بعد اللہ کے رسولؐ واپس آرہے تھے کہ منزل صہبا کے پاس اللہ کے رسولؐ پر آثار وحی نمودار ہوئی۔

جناب امیر آپ کے پاس ہی تشریف رکھتے۔ وحی کی گرانی کے سبب سرور کائنات نے اپنا سر مبارک مولا علیؑ کے آغوش متبرک میں رکھ دیا کہ نزول وحی کا وقت اتنا طویل ہوا کہ آفتاب غروب ہوگیا اور امیرالمومنین نے نماز عصر بیٹھے ہوئے اشارے سے ادا فرمائی۔ جب وحی کا وقت گذر گیا تو سرور کائناتؐ نے پوچھا اے میرے بھائی علیؑ! نماز عصر تم سے فوت ہوگئی عرض کی یارسولؐ اللہ میں نے اشارے سے ادا کر دی ہے۔ فرمایا اے بھائی دعا کرو تاکہ تمھاری دعا کی برکت سے خدائے تعالیٰ آفتاب کو واپس کر دے اور تم نماز عصر کو اس وقت ادا کرو۔ امیرالمومنین نے حبیب خدا کے ارشاد کے مطابق اٹھ کر دعا کی چھپا ہوا سورج پھر واپس آگیا۔ شعاعیں پہاڑ اور جنگلوں میں چمکنے لگیں۔ تمام روئے زمین کے لوگوں نے اپنی آنکھ سے اس امر کا مشاہدہ کیا اور سخت متعجب ہوئے اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ غروب ہوتے وقت سورج سے ارہ کی سی ایک آواز نکلتی تھی۔ یہ معجزہ اہلسنت کی مشہور کتاب صواعق محرقہ میں بھی درج ہے۔

دوسری دفعہ یہ معجزہ رسولؐ خدا کی وفات کے بعد ظہور میں آیا۔ خلافت ظاہری کے زمانہ میں مولائے کائنات مظہر العجائب کوفہ کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں نہر فرات آگئی۔ عبور کرنا چاہا کہ نماز کا وقت آپہنچا۔ آپ کچھ اصحاب سمیت نماز عصر ادا کرنے کی غرض سے قیام کیا اور باقی صحابہ چونکہ چار پایوں کے گذارنے میں مشغول تھے۔ نماز عصر ان سے فوت ہوگئی۔ اور اس باب میں بعض پیرو امیرالمومنین نے باہم تذکرہ کیا۔ جب امیرالمومنین نے ان کی باتیں سنیں قادر مطلق سے درخواست کی کہ آفتاب کو واپس کر دے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے علیؑ کی دعا کو قبول کیا غروب آفتاب کو بلند کیا۔یہاں تک کہ باقی اصحابہ نے بھی نماز ادا کی اور سورج کے دوبارہ چھپتے وقت ایسی خوفناک آواز سننے میں آئی کہ لوگوں نے نہایت خوفزدہ ہو کر تسبیح و تحلیل کرنی شروع کی۔ہمارے بہت سے اکابرین نے اس معجزہ کو اشعار میں بھی کہا ہے۔

(۱): حکیم سنائیؒ

قوت مہر تش زبہر نماز
داشتہ چرخ راز گشتن باز
تادگر بار برنشاندبہ زمین
خسر و چرخ راہمتن دین

(۲): شیخ سعدی۔

آسمان ازراہ غرب بازگشت اے مومناں
تا بجاآور دامر خالق یکتا علیؑ

علیؑ مدد نہ کرتے تو شیر کھا جاتا

یہ واقعہ کلکتے کے مشہور زمانہ اخبار ڈیلی "ہیرالڈ" میں ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو شائع ہوا تھا۔ جس کو کتاب علیؑ مرتضیٰ شیر خدا نے اپنے صفحہ ۱۰۱ میں تحریر کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں راجپوتانہ کے ایک جنگل میں دو آدمیوں کو ایک شیر نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ شیر جھپٹ کر ان کو پھاڑ ڈالے۔ مگر ان دونوں نے دور سے علیؑ علیؑ کی صدا بلند کرنی شروع کر دی۔ پیشتر اس کے کہ شیر ان پر حملہ کرے انھوں نے معمولی ڈنڈے ہاتھوں میں لے کر شیر پر علیؑ کا نعرہ

لگاتے ہوئے حملہ کر دیا اور شیر کو ڈنڈوں سے مارتے ہوئے دور تک لے گئے اور اس شیر کو اس وقت تک مارتے رہے جب تک کہ اس کا دم نہیں نکل گیا۔ راجپوتانہ کے ہر شخص کی زبان پر اس واقعہ کا تذکرہ موجود ہے سب کی زبان پر یہی بات تھی کہ علیؑ نے مدد کی اور ان لوگوں کی جان بچائی۔ بڑی دور دور سے لوگ ان آدمیوں کو دیکھنے آتے ہیں۔ بھائیوں علیؑ کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جب بھی کوئی شخص دل اور عقیدت سے آپ کو مدد کے لئے بلاتا ہے۔ میرے مولا اس کی مدد ضرور کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ کا اپنے گھر کی چھت سے جبرئیل کے پروں کی آواز سننا

صاحب ارجح المطالب مولانا عبداللہ سمبل امرت سری نے کتاب ہذا میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن چند لوگ جناب عباسؓ کی صوبت میں بیٹھے تھے۔ باتوں باتوں میں حضرت علیؑ کا ذکر آگیا۔ ان لوگوں نے ذرا توجہ نہیں دی اور بات ٹھیک سے نہیں کی اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ علیؑ وہ ہیں جو حضرت جبرئیلؑ کے پیروں کی آواز اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتے تھے۔ جب وہ رسولؐ اکرم کی خدمت میں آتے تھے۔ اس طرح کا ایک واقعہ جنگ بدر کے روز پیش آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کو حکم دیا کہ رسول خداؐ اور ان کے گروہ کی مدد کو دوڑو۔ یہ دونوں صاحبان آسمان سے اترے۔ ان کے پروں کی آواز سے دوسرے لوگ خوفزدہ ہوگئے۔ لیکن جب یہ علیؑ کے پاس سے گذرے تو انھوں نے آپ کو سلام کیا۔

علیؑ نے جھولے کے اندر سانپ کا منہ چیر دیا

مناقب آل ابی طالب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ دوران طفلی جھولے میں لیٹے تھے کہ ناگاہ ایک بڑا سانپ کسی جگہ سے نکل آیا اور آپ کے جھولے کی طرف بڑھنے لگا۔ سانپ قریب آیا تو آپ نے لیٹے لیٹے جھولے سے ہاتھ نکال کر اس سانپ کی گردن پکڑ لی اور سخت جھٹکے کے ساتھ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال کر اس کا منہ چیر دیا۔ اتنی دیر میں آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تشریف لائیں تو جناب امیر کے ہاتھوں میں مرے ہوئے سانپ کے ٹکڑے دیکھے تو حیرت میں رہ گئیں اتنے میں دیگر لوگ بھی جمع ہوگئے۔ آپ نے فرمایا تم حیدر ہو۔ (یعنی غضبناک شیر) بھائیوں! یہی وجہ تھی کہ جب جنگ خیبر ہوئی اور مرحب آپ کے مقابلہ پر آیا تو آپ نے اپنا نام حیدر بتایا اور کہا میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔

جنوں سے یہودی کا مال واپس دلانا

کوکب دری صفحہ نمبر ۳۷۴ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن خلافت ظاہری کے زمانے میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کوفہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک یہودی کو دیکھا کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہا تھا کہ اے مسلمانوں تم جاہلیت کے طریقہ پر عمل کر رہے ہو۔ جناب امیر نے دریافت کیا تجھے کیا تکلیف ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں سوداگر ہوں میرے ساٹھ گدھے مال و اسباب کے ساتھ رہزنوں نے لوٹ لئے ہیں جس کی وجہ سے میں برباد ہوگیا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو یہ علیؑ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ تمھارا اسباب تمھیں ضرور واپس ملے گا۔ اس کے بعد آپ نے قنبر کو ساتھ لیا اور اس مقام پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر رہزنوں نے اس یہودی کو لوٹا تھا۔ آپؑ نے چابک سے ایک خط زمین پر کھینچا اور فرمایا سب اس کے اندر آجاؤ۔ سب اس کے اندر آگئے یہ سب جن تھے۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا جنوں خدا کی قسم اگر یہودی کا مال تم نے واپس نہ دیا تو جو عہد میرے اور تمھارے درمیان ہے ٹوٹ جائے گا اور ذوالفقار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ اس پر وہ تمام جو خط میں موجود تھے پکار اٹھے۔ وصی المرسلینؑ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں۔ فوری ہی تمام سامان کے ساتھ گدھے وہاں پہنچا دیئے۔ آپ نے یہودی سے کہا اپنے سامان کو اچھی طرح دیکھ لو کہ پورا ہے کہ نہیں۔ یہودی نے سامان دیکھ کر کہا اے مسلمانوں کے خلیفہ میرا سامان پورا ہے۔

جب یہ یہودی کوفہ میں واپس آیا تو آپ سے دریافت کرنے لگا کہ آپ کے رسولؐ کا نام آپ کا نام، آپ کے اولاد کا نام، توریت میں کیا ہے۔ مولا نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے رسولؐ کا نام طاب طاب میرا نام ایلیا اور میرے بیٹوں کا نام شبّر شبیر ہے۔ اس پر یہودیوں نے کہا بیشک آپ سچے ہیں۔

شیر کا حضرت علیؑ کو سجدہ کرنا

بحوالہ عیون المعجزات صفحہ ۱۲۹ امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام بابل کی سرزمین سے گذر رہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ ایک وادی سے ایک بہت بڑا شیر نکلا۔ جناب امیرؑ کے نزدیک آکر سجدہ کیا اور دم ہلانے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس شیر کے

سلام کا جواب دیا۔ اس پر شیر جلدی جلدی جس سمت سے آیا تھا واپس چلا گیا۔

علیؑ کے ہاتھوں میں کنکر موتی بن گئے

ایک دن امیرالمومنینؑ مسجد کوفہ میں اپنے اصحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص باہر سے آیا اور کہنے لگا اے علیؑ مجھ کو اس بات پر سخت تعجب ہے کہ دنیا دوسروں کے پاس تو ہے مگر آپ کے پاس نہیں۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تجھ کو گمان ہے کہ ہم دنیا کو چاہتے ہیں اور دنیا ہمیں نہیں ملتی۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے زمین سے چند کنکر اٹھائے جو آپ کے ہاتھ میں آتے ہی قیمتی موتی بن گئے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ دیکھ اگر میں چاہتا تو ایسا ہی ہوتا۔ دنیا میرے قدموں میں ہوتی یہ کہہ کر ہاتھ سے موتی پھینک دیئے جو کنکر بن گئے۔ (بحوالہ کتاب شان علیؑ صفحہ ۳۶۵)

علیؑ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوتے پورا پورا قرآن پڑھ لیتے تھے

شواہدالنبوۃ میں مرقوم ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام جس وقت رکاب میں پاؤں رکھتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا تو قرآن ختم کرتے تھے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ اونٹ کی سواری کے وقت اس کے رو کنے تک قرآن ختم کر لیتے تھے علیؑ کے اس معجزہ کو کوکب دری میں حضرت محمد صالح کشفی الترمذی اسنی الحنفی نے بھی تحریر کیا ہے۔ (معجزہ نمبر ۱۲)

عورتوں کی فریاد پر علیؑ نے مدد کی

علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۲۸۵ میں روایت کیا ہے کہ زید نساج راوی ہے کہ اس کے پڑوس میں ایک نیک سیرت اور عبادت گزار

شخص رہتا تھا۔ ایک روز میں امام زین العابدین علیہ السلام کی زیارت کے لئے گیا تو یہ شخص کپڑے اتار کر جمعہ کا غسل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر ایک بالشت سے زیادہ بڑا زخم دیکھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی۔ اس نے مجھ کو دیکھ کر کہا ذرا غسل میں میری مدد کرو۔ میں نے کہا نہیں جب تک تم مجھ کو اس زخم کی حقیقت سے آگاہ نہ کردو تب تک میں تمھاری مدد نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے وعدہ کیا اور کہا میری زندگی میں تم کسی کو اس واقعہ سے مطلع نہ کرنا۔

چنانچہ وہ غسل سے فارغ ہوا اور دھوپ میں بیٹھ کر اپنا قصہ بیان کرنے لگا۔ کہا سنو۔

یہ علیؑ کی مار کا نشان ہے

ہم دس دوست تھے جو ہمیشہ ساتھ رہا کرتے تھے۔ ہمارا مسکن کوفہ تھا مسافروں کو لوٹنا اور نقب زنی ہمارا مرغوب پیشہ تھا۔ رات کو ایک ایک دوست ہم سب کے لئے خورد و نوش کا بندوبست کرتا تھا۔ اسی طرح بڑے عیش سے زندگی گذر رہی تھی۔ ایک دن میں گھر میں سو رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ کو جگایا اور کہا کہ کل کھانا کھلانے کی باری تمھاری ہے اور گھر میں ایک دانہ تک نہیں۔ آج جمعہ کی رات ہے لوگ زیارت کے لئے نجف جا رہے ہیں جاکر نقب زنی یا ڈاکہ ڈالو بہت اچھا موقعہ ہے۔ میں اٹھا ہاتھ میں تلوار لی اور کوفہ سے باہر نجف کے راستہ پر ایک خندق میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اندھیری رات تھی آسمان پر گھٹاٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ بجلی چمکی تو دور سے دو شخص آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب وہ قریب آئے تو پھر بجلی کوندی اور میں

تلوار لے کر باہر نکلا۔ دیکھا تو عورتیں تھیں۔ ان میں ایک بوڑھی اور دوسری جوان میں نے ان کا راستہ روک لیا اور زیور اتارنے پر مجبور کر دیا۔ دونوں نے خاموشی سے زیور اتار دیئے۔ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور مجھ کو برائی پر مجبور کر دیا۔ میں نے جوان عورت سے بدی کا اظہار کیا۔ بوڑھی عورت کہنے لگی۔ اے بندہ خدا ہمارے کپڑے اور زیور لے لے ہم کو جانے دے یہ بچی یتیم ہے اور کل اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اس کو قوم میں رسوا نہ کر میں نے اس کو ڈانٹا اور ایک طرف ڈھکیل دیا اور لڑکی کو زمین پر گرا دیا اور اس لڑکی کے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ لڑکی نے چلانا شروع کیا۔ یاالہیٰ مدد یا علیؑ مدد یا علیؑ مدد اس یقین اور پر درد آواز میں یہ لڑکی مولا علیؑ کو پکار رہی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید تھا اور بدن سے خوشبو چھوٹ رہی تھی اور مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دے۔ میں نے کہا جا بابا شکر کر میں تجھ کو چھوڑ رہا ہوں ورنہ تو بھی بچ کر نہ جاتا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے تلوار کی نوک مجھ کو ماری اور میں غش کھا کر گر پڑا۔ نہ معلوم کب تک پڑا رہا۔ البتہ نیم بیہوشی میں یہ سنائی دیا کہ اس نے عورتوں سے کہا کپڑے پہنو اور زیور لے کر واپس چلی جاؤ۔ بوڑھی عورت نے کہا آپ کون ہیں؟ خدا آپ پر رحم کرے ذرا ہم کو نجف پہنچاتے جایئے۔ انھوں نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں علیؑ ابن ابی طالب" ہوں۔ جن کو فریاد کے لئے تم لوگوں نے یاد کیا تھا۔ تم واپس جاؤ میں نے تمھاری زیارت قبول کر لی۔ اللہ کا ولی رسول کا وصی اسی طرح مدد کرتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کی والدہ سے ایک مجذوب نے کہا اب جو بچہ پیدا ہو اس کو علیؑ کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی مشہور زمانہ کتاب "بہشتی زیور" میں اپنی سوانح حیات کے سلسلے میں حضرت علیؑ کے نام سے معجزہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ جس کو ماہنامہ "قومی ڈائجسٹ" شمارہ نمبر ۱ جلد ۱۔ جون ۱۹۷۸ء میں مقبول جہانگیر صاحب نے صفحہ ۱۳۴ بعنوان "کرم عظیم" بھی شائع کیا ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میری پیدائش کا بڑا عجیب و غریب واقعہ ہے جو میرے خاندان میں اس وقت سے مشہور چلا آرہا ہے۔ مولانا کے والد محترم جناب عبدالحق صاحب مرض فارشت میں ایسے مبتلا ہو گئے کہ کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ اس مرض کی ایک دوا اکسیر ہے مگر وہ قاطع النسل ہے۔ عبدالحق صاحب چونکہ بیماری سے تنگ آگئے تھے اس لئے انھوں نے دوا یہ کہہ کر استعمال کر لی کہ بلا سے اولاد نہ ہو بقائے نوعی سے بقائے شخصی مقدم ہے۔ عبدالحق صاحب کی بیوی کو جب یہ معلوم ہوا تو بہت پریشان ہوئیں کہ اس وقت تک کوئی اولاد نرینہ زندہ نہ رہتی تھی۔ شدہ شدہ یہ خبر عبدالحق صاحب کی خوش دامن تک پہنچ گئی۔ انھوں نے اس زمانہ کے مشہور مجذوب اور بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضےٰ پانی پتی سے عرض کیا کہ حضرت میری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا عمرؓ اور علیؑ کی کشاکش میں مرجاتے تھے اب کی علیؑ کے سپرد کر دینا۔ زندہ رہے گا۔ اس مجذوبانہ معمے کو کوئی نہ سمجھا۔ آخر عبدالحق صاحب کی بیوی نے اپنی فہم خداداد سے اسے حل کیا۔ اور فرمایا حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی اور ماں علوی ہیں۔ اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے۔ اب کی بار جو لڑکا ہو اس کا نام ننھیال کے مطابق رکھے

جائے۔ جس کے آخر میں "علیؑ" ہو۔

حافظ صاحب یہ سن کر ہنسے اور فرمایا واقعی میرا مطلب بھی تھا یہ لڑکی بڑی عقل مند معلوم ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اس کے دو لڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا۔ دونوں صاحب نصیب ہوں گے۔ ایک میرا ہوگا سو دوسرا دنیا دار ہوگا وہ مولوی اور حافظ قرآن ہوگا۔ چنانچہ یہ سب پیشین گوئیاں حرف بحرف درست ثابت ہوئیں۔ یہ تھی حضرت علیؑ علیہ السلام کے نام کی معجزنمائی جس کا زندہ ثبوت خود اشرف علی تھانوی کی زندگی ہے۔ دنیا کو میرا چیلنج ہے کہ روحانی عطا صرف اور صرف محمدؐ اور ان کی آل پاکؑ کے سوا اس دنیا میں کسی کو نہیں ہے۔

فرات کی طغیانی سے اہل شہر کو بچالیا

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ اہل کوفہ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ اب کی سال دریائے فرات طغیانی پر ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کھیتیاں ضائع نہ ہو جائیں۔ شہر ڈوب نہ جائے اور اس طرح ہم لوگ کہیں مصیبت میں نہ پڑ جائیں۔ آپ اس آفت سے ہم لوگوں کو نجات دلایئے۔ یہ سن کر جناب امیر علیہ السلام گھر کے اندر تشریف لے گئے کچھ دیر بعد تشریف لائے تو خرقہ رسول خدا پہنے ہوئے تھے چہرہ مبارک ماہ تاباں کی طرح چمک رہا تھا۔ گھوڑا منگوا کر سوار ہوئے ساتھ اپنے حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو لیا اہل کوفہ بھی ساتھ ہوگئے۔ فرات کے کنارے پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز بجا لائے۔ پھر اٹھے اور ہاتھ میں عصا لے کر پانی کی طرف اشارہ کیا فوراً ایک گز پانی کم ہوگیا۔ فرمایا کیا کافی ہے فریادیوں نے کہا مولا اور کم ہو جائے تو

بہتر ہے۔ آپ نے پھر اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہوگیا۔ ان لوگوں نے پھر درخواست کی کہ مولا اور آپ نے پھر اشارہ کیا پانی ایک گز اور کم ہوگیا۔ اب لوگوں نے کہا مولا بس اتنا کافی ہے۔ (بحوالہ کوکب دری صفحہ ۳۵۶)

علیؑ کے لعاب دہن کا معجزہ

پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے منہ میں آتے ہی ان پر سخن کے دروازے کھل گئے۔!

شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر بڑے پائے کے صوفی بزرگ ہیں آپ صوفیائے کرام میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مجھ میں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ رسولؐ اکرم اور علیؑ کرم اللہ وجہ کے لعاب دہن کا معجزہ اور نتیجہ ہے۔ اس معجزہ کو میں سوانح و تعلیمات حضرت غوث الاعظم از میکش اکبرآبادی مکتبہ دارالعلوم گلشن بغداد رام پور۔ یو۔ پی صفحہ نمبر ۶۴ سے نقل کر رہا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو عربی نہیں آتی تھی۔ ایک دن خواب میں رسول خداؐ کو دیکھا۔ انھوں نے کہا اے عبدالقادر منہ کھولو میں نے منہ کھول دیا آپ نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ دوسرے دن پھر یہی خواب دیکھا۔ لیکن آج حضرت علیؑ علیہ السلام خواب میں نظر آئے اسی طرح کیا جس طرح رسول خداؐ نے کیا تھا۔ آپ نے بھی میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ اب صبح جب میری آنکھ کھلی تو مجھ کو عربی اس طرح آگئی جیسے ماں کے پیٹ سے بولتا ہوا بچہ پیدا ہوا ہے۔ عربی کی بڑی سی بڑی کتاب اور تفسیر میرے سامنے ہیچ تھی۔ بھائیوں دیکھا آپ نے حضرت علیؑ کے لعاب دہن کا نتیجہ صرف خواب میں عبدالقادر جیلانی کے منہ

پر آیا تو ان کو غشی آگئی۔

حضرت علی علیہ السلام کا ملک عظیم کی سیر کرانا

بحوالہ کتاب مدینۃ المعاجز صفحہ ۳۷، حقائق العقائد صفحہ ۶۲ اور نعیم الابرار جلد سوم صفحہ ۲۱۲ میں روایت نقل ہے کہ خلیفہ دوم کی بیعت ہو رہی تھی تو اس وقت حضرت سلمان فارسی، مقداد، عمار یا سر چند اصحاب امیرالمومنینؑ کے ساتھ دولت سرائے امیرالمومنینؑ میں حاضر ہوئے۔ دوران گفتگو امام حسنؑ نے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ خداوند عالم نے حضرت سلیمانؑ کو اتنا بڑا ملک عطا کیا کہ ایسا اور کسی کو نہیں اور انھیں وہ انگشتری عطا فرمائی۔ جس کی تاثیران کی سلطنت تھی۔ آپ سردار انبیا کے خلیفہ ہیں۔ آپ کو خدا نے کون سا ملک عطا فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا بیٹا سلیمان علیہ السلام نے جو ملک خدا سے مانگا تھا وہ خدا نے عطا کر دیا۔ لیکن ہمارا ملک اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ رہی انگشتری سلیمانؑ تو (جیب سے نکال کر فرمایا یہ وہ ہے۔) اس پر نقش کندہ تھا "محمد و علیؑ" آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے اور تم لوگ میرے ملک کی سیر کرنا چاہتے ہو جس کا میں بادشاہ ہوں۔ تمام حاضرین نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔ ہاں میرے مولا و آقا۔ اس پر آپ نے ایک جانب رخ کر کے کلام کیا تو ابر کا ایک ٹکڑا آگیا۔ آپ نے حکم دیا کہ بچھ جا۔ وہ فرش کی طرح بچھ گیا۔ آپ نے ہم سب سے فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ پھر کلام کیا اور دوسرا ٹکڑا آگیا۔ اس پر آپ خود تشریف فرما ہوئے۔ ہوا نے ان دونوں ٹکڑوں کو فضاء میں بلند کیا۔ دوران سیر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کیا تم حضرت سلیمانؑ کو دیکھنا چاہتے ہو۔ سب نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ پھر ایک نہایت سرسبز

وشاداب باغ میں اترے سلیمانؑ فارسی کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے قبل ایسا باغ کبھی نہیں دیکھا۔ پھر باغ کے وسط میں ایک تخت پر ایک نوجوان کو سوتے دیکھا۔ آپ نے وہ انگشتری ان کی انگلی میں پہنادی وہ جوان کھڑا ہوگیا اور اٹھتے ہی کہا سلام علیکم یا امیرالمومنینؑ اور پھر آپ نے وہ انگشتری ان کی انگلی سے اتارلی وہ پھر حسب سابق تخت پر سوگئے۔ فرمایا سلیمانؑ یہی ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ روانہ ہو کر دامن کوہ میں پہنچے اور اسی طرح سیر ملک عظیم کی کراتے ہوئے واپس مدینہ تشریف لائے۔ فرمایا یہ ہمارے ملک کا ایک حصہ تھا۔

ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے جس کا نام علیؑ ہے

چونگ شی تبت کے کسی گاؤں کا رہنے والا ایک چرواہا تھا وہ جنگل میں بھیڑ بکریوں ریوڑ چرا رہا تھا۔ اس نے پیڑ سے پتے توڑ کر جانوروں کے آگے یہ کہہ کر ڈال دیئے کہ تم یہ کھاؤ۔ میں چشمہ سے پانی پی کر آتا ہوں۔ ایک سہانا گیت گاتے ہوئے کوئی ایک فرلانگ کا فاصلہ طے کیا۔ گیت کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

اگرچہ ان پہاڑوں میں شیر بستے ہیں جو بہت ہی ظالم ہیں لیکن ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ خدا کا ایک شیر ہے جس کا نام علیؑ ہے۔ اس کی گرج سے تمام موذی جانور بھاگ جاتے ہیں۔ اس نے گھٹنے ٹیک کر چشمہ پر منہ رکھا اور بہت سرد وشیریں پانی پی کر اپنا پیٹ بھرا واپس جارہا تھا۔ کہ راستہ میں اس کو بستی کے تین آدمی ملے وہ اس کو دیکھتے ہی بول اٹھے ارے چونگ تو نہیں ہے۔ احمق، جا ریوڑ کو ہنکا کر گاؤں لے جا تجھے خبر نہیں لڑکے کہ آج کل شیروں کے حملے ہورہے ہیں۔ اب تو شام بھی ہونے کو ہے۔ یہ تین

کوس کا فاصلہ سورج ڈوبنے سے پہلے مشکل ہی سے کاٹ سکے گا۔ چچا تم فکر نہ کرو میں شیروں کو بھگانا جانتا ہوں۔ چونگ نے جواب دیا۔ ارے ارے خدا جوانی سلامت رکھے تیری۔ کیا کوئی منتر جانتا ہے تو نہیں چچا! میرے ساتھ خدا کا شیر۔ وہ کون ہے چچا میرے دادا جان سے سنی نہیں۔ تم نے اشونگ کی کتاب" چونگ ہاں کچھ سنی تو ہے۔ کیا تم بھی اسے پڑھ لیتے ہو۔ جی نہیں۔ میں تو سنا ہی کرتا ہوں اس کا ایک ایک گیت مجھے خوب یاد ہے چونگ نے کہا چچا مونگ چن کی بہادری والا ہے۔ نہیں چچا خدا کے شیر والا سنو۔ چونگ۔

اگرچہ ان پہاڑوں میں شیر بستے ہیں جو بہت ہی ظالم ہیں۔ لیکن ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ خدا کا شیر ہے۔ جس کا نام علیؑ ہے۔ اس کی گرج سے تمام موذی جانور بھاگ جاتے ہیں۔ نوجوان چرواہے کی زبان سے عجیب و غریب گیت سن کر تینوں آدمی حیرت سے انگلیاں چبانے لگے۔ اس کے بعد انھوں نے نوجوان پر گہری اور استعجابی نگاہ لمحہ بھر کے لئے ڈالی۔ پھر کچھ سوچا اور اپنا راستہ لیا۔

نوجوان چونگ اپنے ریوڑ کے پاس پہنچا۔ چرواہوں کی مخصوص بولی میں اس نے کچھ کہا جسے سنتے ہی تمام بھیڑیں اور بکریاں اس کے گرد جمع ہو گئیں خوب پیٹ بھر لیا تم نے چلو اب تمھیں گاؤں لے چلوں۔ سورج ڈوبنے کو ہے۔ جانور سر جھکائے دھیرے دھیرے قدم اٹھائے ہری ہری گھاس پر منہ مارتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ دھوپ پھیکی پڑ چکی آفتاب سفید لباس اتارنے اور شب کو سیاہ پوشاک پہننے کی تیاری کر رہا تھا۔

ایک مقام سے ہلکی ہلکی سی گونج اٹھی۔ جانوروں نے گردنیں اٹھائیں کان

کھڑے کئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔

"کیا ہے۔" نوجوان بولا۔ ڈرو نہیں ہمارے ساتھ وہ ہے جس کا نام سنتے ہی درندوں کا لہو سوکھ جاتا ہے۔ ٹھہرو نہیں چلو۔ گھر چلیں۔ جانوروں نے دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ خوفناک گونج نے پہاڑوں کے دل ہلا دیئے۔ "شیر شیر" نوجوان زور سے چلایا اور شیر کا نام سنتے ہی تمام بھیڑ بکریاں دم قدم پیچھے ہٹ گئیں (اپنی زبان میں چرواہے نے کہا) سچ کہتے تھے میرے چچا۔ لیکن کوئی فکر نہیں۔ والدین نے میرا نام "چونگ شی سی" یونہی رکھ دیا۔ میں شیروں کا شکار کرنے والا ہوں۔ رکھوالا میرے ساتھ ہے وہ ضرور میری مدد کو پہنچے گا۔ دنیا بدل سکتی ہے۔ ارشونگ کی پیشگوئیاں غلط نہیں ہو سکتیں۔ نوجوان چرواہا کے یہ الفاظ ابھی فضا میں بکھرنے نہیں پائے تھے کہ قریب سے ایک زبردست گرج نے کوہ دامن کو لرزا دیا وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک خونخوار شیر ڈکارتا اور دھاڑتا ریوڑ کی طرف آرہا ہے نوجوان نے اپنا شاخ تراش درخت سے لٹکایا۔ شیر پر ایک طائرانہ نظر ڈالی پھر آسمان کی طرف دیکھا اور فریاد بھری نگاہوں سے دیکھا اور منہ میں کچھ پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں کہا۔ خدا کے شیر ہماری مذہبی کتابوں میں لکھا ہے تو خدائی طاقت رکھتا ہے اور قدرت الہیہ کا مظہر ہے۔ اس سے بڑھ کر مصیبت اور کون سی ہوگی کہ میں اپنے گلے سمیت ظالم شیر کی زد میں ہوں۔ خدا کے شیر یہی امداد کا وقت ہے میری دستگیری فرما۔

تبت کا مذہبی نامہ نگار "کان چو" جو لامہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی تاریخی کتاب میں لکھتا ہے کہ چرواہے کے یہ دعائیہ فقرے ہنوز آسمان کی طرف مائل بہ پرواز تھے کہ شیر پہاڑ سے چکرا کر گرا اور ایک چٹان سے ٹکرا کر اس کی ہڈیاں

چور چور ہو گئیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی غیبی ہاتھ نے پکڑ کر نیچے پھینک دیا ہو۔ (حکیم سید محمود گیلانی کتاب علی مرتضیٰ حیدر شیر خدا)۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف

ابن بطوطہ

جب تک قبر اطہر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام دشمنوں کے شر سے پوشیدہ رہی اس وقت تک شمع امامت کے چند خاص پروانوں کے سوا کسی کو اس کا پتہ نہ چلا مگر جب یہ پردہ اٹھا دیا گیا اور اہل بیتؑ طاہرین جو اس کے حامل تھے وہ اس کا اعلان کرنے لگے۔ دوسری طرف معجزات و کرامات نے ظاہر ہونا شروع کیا۔ جس سے اپنے اور غیر دونوں فیضیاب ہونے لگے۔ حتیٰ کہ داؤد اور ہارون رشید کو خود قبر اقدس پر عمارت بنانا پڑی ابن بطوطہ اپنی شیعہ دشمنی کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ نجف اشرف میں تمام باشندے رافضی ہیں۔ ۲۷ رجب میں یہاں پر عراق، فارس، روم وغیرہ سے کافی لوگ آتے ہیں اور اپنے مریضوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مریض سارے کے سارے زمین پر پڑے رہتے ہیں۔ اور پھر آخری شب کو یہ لوگ یک بیک صحیح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر ان مریضوں میں کسی قسم کے مرض کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہتا۔ یہ واقعہ ابن بطوطہ نے اپنی کتاب "رحلہ" میں تحریر فرمایا ہے۔

شیر کے زخمی پنجہ کو مولا علیؑ کی قبر پر آرام مل گیا

روایت کی ہے کہ میں اور میرے والد و چچا ۲۶۰ھ میں چھپ کر رات کے وقت زیارت مرقد اطہر جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے گئے میں اس وقت کمسن تھا۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا تو آپ کی قبر کے ارد گرد سیاہ پتھر

رکھے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے بعض قرآن پڑھنے لگے اور بعض نمازوں اور دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک شیر قبر مبارک پر گیا اور اپنے ہاتھ کو لوح قبر پر ملنے لگا۔ ہم میں سے ایک دلیر آدمی اس شیر کے نزدیک گیا اور اس کی حالت مشاہدہ کی۔ لیکن اس نے کوئی تعرض نہ کیا۔ ہم سب نزدیک پہنچ گئے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کے ہاتھ زخمی ہیں۔ اور وہ ان کو قبر پر مل رہا ہے اور منہ اور گردن کو بار بار قبر کی طرف جھکاتا ہے۔ اس طرح تھوڑی دیر تک وہ شیر وہاں رہا۔ آرام پانے پر واپس چلا گیا۔ (بحوالہ کتاب انوار السادات صفحہ ۳۵)

علیؑ کو برا کہنے والے کو اونٹ نے کچل دیا

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ ایک شخص مدینہ میں امیرالمومنین کرم اللہ وجہہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ سعد بن مالک نے اس کے لئے بددعا کی۔ اتفاقاً وہ شخص ایک روز اپنے اونٹ کو باہر چھوڑ کر مسجد میں آکر مجمع کے درمیان بیٹھ گیا۔ اونٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسجد میں گھس آیا اور اس کو اپنے سینے کے نیچے دبا لیا اور اس طرح اس کو کچل کر مار ڈالا۔ (کوکب دری)

علیؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا

کتاب شواہد النبوۃ منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تو ہمارے پاس سے الگ ہو جا۔ کیونکہ تو ادھر کی بات ادھر کرتا ہے۔ ہماری باتیں امیر معاویہ کو پہنچاتا ہے۔ اس نے جناب امیرؑ سے انکار کیا علیؑ نے ارشاد فرمایا کیا اس بات پر تو پھر جھوٹ بول رہا ہے خدا تجھے اندھا کرے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شخص سات روز کے بعد نابینا ہو گیا لاٹھی پکڑ کر چلتا تھا۔

(کوکب دری)

ناصبی کتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا

عبادہ بن صہیب کا بیان ہے کہ مجھے اعمش نے بتایا۔ اعمش کا کہنا ہے کہ میں الحرام میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے نماز میں طول دیا۔ اس نے نماز میں اور طول دیا۔ پھر خوبصورت طریقے سے دعا کرنے میں مشغول ہو گیا۔ کہا اے میرے رب میرا گناہ بہت بڑا ہے تو اس سے بڑا ہے۔ اے اللہ یہ بڑا گناہ تو ہی بخش سکتا ہے۔ پھر وہ شخص زمین پر گر کر استغفار کرنے لگا اور زار وقطار رونے لگا اور پھر سسکیاں بھرتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ سجدہ سے سر اٹھائے تو میں اس سے دریافت کروں کہ کون سا بڑا گناہ کیا ہے تو نے۔ جب اس نے سجدہ سے سر اٹھایا تو میں نے اس کا چہرہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ وہ بالکل کتے کی شکل کی طرح تھا اور بال کتے کی طرح تھے۔ اور باقی بدن انسان کے بدن کی طرح تھا۔ پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے بندہ خدا! وہ کون سا گناہ ہے جو تجھ سے سرزد ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تمھاری صورت مسخ ہو گئی ہے۔ اس شخص نے کہا بھائی میرا گناہ بہت برا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کو کوئی اور شخص سنے وہ اس بات کی رٹ لگا رہا تھا۔ مجبور کرنے پر اس نے کہا میں ناصبی تھا۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ سے بغض رکھتا تھا اور اس بغض کو میں پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔ بلکہ میں برملا کہتا تھا۔ ایک دن میں امیرالمومنینؑ کی شان میں نازیبا بات کہہ رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص میرے پاس سے گذرا۔ اس نے کہا اے شخص تمھیں کیا ہو گیا ہے، اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمھیں آخرت سے پہلے اسی دنیا میں مسخ کر دے گا تاکہ دنیا میں تمھاری خوب شہرت ہو

اس رات کو میں سویا تو اللہ تعالیٰ نے میرے چہرہ کو کتے کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ میں اپنے پر پچھتایا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کا طلبگار ہوں۔ اعمش کا بیان ہے کہ وہ یہ سن کر حیران رہ گیا پھر میں نے اس واقعہ کو لوگوں کو بتایا۔ (بحوالہ عیون المعجزات صفحہ ۶۰)

فقیر نے جب مٹھی کھولی تو دس دینار سرخ اس کی مٹھی میں تھے

شیخ فرید گنج شکر قدس سرہ اپنی کتاب "راحت القلوب" میں مولائے کائنات امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا ایک معجزہ رقم کرتے ہیں کہ ایک دن چند یہودیوں نے مسخراپن سے ایک فقیر سے کہا کہ تم شاہ مرداں شیر یزداں کے پاس جاؤ اور ان سے کچھ امداد کے لئے سوال کرو۔ یہ محتاج جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کیا۔ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہر چند اپنے پاس اس محتاج کو دینے کے لئے تلاش کیا۔ لیکن کچھ نہ پایا۔ آپ نے پھر اس فقیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دس مرتبہ درود پڑھا۔ اور اس کی مٹھی بند کر دی۔ اور کہا کہ جاؤ یہ فقیر واپس ان یہودیوں کے پاس آیا۔ دریافت کرنے پر اس محتاج نے کہا۔ مجھ کو علیؑ نے کچھ بھی نہیں دیا۔ بلکہ اس بند مٹھی پر دس مرتبہ درود پڑھ کر پھونک دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا ذرا اس مٹھی کو کھولو۔ جب اس فقیر نے مٹھی کھولی تو اس کے اندر دس دینار سرخ موجود تھے۔ یہ دیکھ کر سب یہودی فوراً مسلمان ہو گئے۔

علیؑ کے ساتھ درخت بھی نماز پڑھنے لگے

کتاب "احسن الکبار" میں ابوالزبیری سے منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھا کہ تم کو امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا کوئی معجزہ یاد ہے

جابر نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں چند صحابہ کے ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جارہا تھا کہ جناب نے ارشاد فرمایا تم لوگ چلو میں اس بیری کے نیچے دو رکعت نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ آپ نماز میں مشغول ہوگئے۔ ہم لوگ چل دیئے۔ مڑ کر کیا دیکھتے ہیں کہ درخت بھی رکوع اور سجود میں حضرت علیؑ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ قسم خدا کی ہم لوگ واپس آکر کھڑے ہوگئے اور یہ معجزہ دیکھا کہ درختوں نے اسی طرح رکوع اور سجود کیا۔ پھر جب نماز سے جناب امیرؑ فارغ ہوئے تو آپ نے کہا اللہ محمدؐ و آل محمدؐ کے شیعوں پر رحم کر۔

کمان علیؑ کے ہاتھ سے گرتے ہی اژدھا بن گئی

حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ صحابہ میں سے ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کی فلاں شخص جو اکابر بنی عدی سے ہے۔ جہاں کہیں آپ کو اور آپ کے دوستوں کو دیکھتا ہے۔ طعن کرتا ہے اور آپ کو ایذا رسانی اور توہین کرنے تک سے باز نہیں آتا۔ امیرالمومنینؑ اپنے ہاتھ میں کمان لئے ہوئے تھے۔ باغ کی طرف جانے لگے۔ ناگاہ اس شخص سے ملاقات ہوگئی۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس شخص کو روک کر کہا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تم میرے دوستوں کو برا بھلا کہتے ہو اور ان کو ایذا بھی پہنچاتے ہو۔ اس پر اس شخص نے جواب دیا۔ ٹھیک ہے میں نے اگر کسی کو ایذا دی ہے تو کسی کو منع کرنے کا حق نہیں ہے۔ میں یہ کام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے کہا پھر ٹھیک ہے اور کمان کو اپنے ہاتھ سے زمین پر گرا دیا۔ جو فوراً بڑا اژدھا بن گیا۔ اور منہ کھولے اژدھا اس کی طرف بڑھا تاکہ اس کو نگل لے۔ شور و غل مچ گیا اور یہ ملعون فریاد

کرنے لگا۔ اور امیر المومنینؑ سے امان مانگنے لگا اور اقرار کرنے لگا کہ آئندہ آپ کے دوستوں کو بھی کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ رحمت اللعالمین کے نائب کو رحم آگیا۔ اژدھے کی طرف ہاتھ بڑھایا وہ فوراً کمان کی شکل میں تبدیل ہوگئی اور واپس اس کو اٹھالیا۔

شمون الصفا کی پیشنگوئی

واشنگٹن ارون نے اپنی کتاب سکسرز آف محمدؐ میں لکھا ہے اور صاحب تذکرۃ الکرام نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ کی فوج کوفہ سے شام کی طرف جارہی تھی تو ایک روز اپنے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں دور دور تک پانی میسر نہ تھا۔ پڑاؤ سے قریب ایک غار میں ایک راہب رہتا تھا حضرت علیؑ نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ یہاں قرب و جوار میں کہیں کنواں بھی ہے۔ راہب نے انکار کیا حضرت علیؑ نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ایک زمانہ میں بنی اسرائیل کے کچھ پیغمبر یہاں رہتے تھے اور انھوں نے ایک کنواں کھودا تھا۔ اس کنویں کو یہاں ہونا چاہیئے تھا۔ راہب نے کہا ایسا کنواں ضرور تھا اور کنویں کے متعلق چند پیشگوئیاں بھی ہیں لیکن مدتوں سے اس کا پتہ نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے شمعون بن صفا کی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ ایک تحریر نکالی جس میں لکھا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر ہوگا۔ جس کا نام محمدؐ ہوگا ان کا خلیفہ اور ولی جانشین اس مقام پر کنواں آکر پھر کھودے گا۔ یہ سن کر علیؑ نے ایک مقام کھودنے کا حکم دیا اور جس کنویں کی نسبت پیشن گوئی کی تھی نکل آیا۔ تمام فوج پانی سے سیراب ہوگئی اور راہب نے علیؑ سے بیعت کی اور اس معجزہ کی وجہ سے مسلمان ہوگیا۔

یہاں لولے اور لنگڑے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں

کتاب مفاتیح الجنان اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۱۳۹ ابو عبداللہ محمد بن بطوطہ جو علمائے اہل سنت میں سے ہیں۔ اور بڑے تاریخ داں بھی ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ جب میں مکہ معظمہ سے نجف اشرف گیا تو وہاں جناب امیرؑ کے قبر اطہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

جناب امیرؑ کی قبر اس شہر نجف میں واقع ہے اور یہاں شیعہ حضرات رہتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک سے کافی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کرامات سے ایک یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کی رات میں جسے وہاں کے رہنے والے بیداری کی رات کہتے ہیں۔ اطراف عراق، خراسان، روم اور دیگر ایرانی شہروں سے زائرین جمع ہو جاتے ہیں اور اس میں وہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو لولے، لنگڑے اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ضریح مقدس کے پاس ان مریضوں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ان کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں اور پھر انتظار کرتے رہتے ہیں کہ یہ کب مفلوج لوگ ٹھیک ہو کر اٹھتے ہیں اور دوسرے لوگ جو ان کے اردگرد جمع ہوتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں یا قرآن کی تلاوت یا ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ مفلوج آدمیوں کو دیکھا کرتے ہیں کہ ٹھیک ہوتے ہیں یا نہیں۔

جب رات آدھی یا دو تہائی گذر جاتی ہے تو اس وقت یہ تمام مریض جو چلنے پھرنے سے مجبور ہوتے ہیں بالکل تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور یہ پڑھتے ہوئے وہاں سے چل دیتے ہیں۔ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

ملعون ازلی مرہ بن قیس کا قتل

کتاب تزکرہ خاصان خدا از مصطفائی بیگم۔ صفحہ نمبر۵ ۔ یہ کتاب عہد شاہجہانی کے ایک مستند تذکرے کی تخیص اور ترجمہ ہے اس کے اندر صفحہ ۵ پر تحریر ہے۔

آنحضرتؑ کی شہادت کے بعد ایک کافر جس کا نام مرہ بن قیس تھا آپ کی قبر شریف توڑ کر ہڈیاں نکالنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس ناقص ارادہ سے وہ مرقد مقدس کے پاس گیا اور ہاتھ بڑھایا۔ مزار مبارک تک ہاتھ پہنچنے سے پہلے دو انگلیاں مرقد سے نکلیں ملعون کے پلید سر کو اس کے تن ناپاک سے جدا کر دیا اور اس وقت سے آج تک پھر ایسے برے کام کی جرات نہیں ہوئی یہ تھی مرنے کے بعد آپ کی کرامات جناب امیرؑ کے مرقد مبارک کے سر کی طرف اب بھی دو سوراخ ہیں۔ لوگوں نے ان سوراخوں کے اطراف جواہرات جڑ دیئے ہیں۔

ایک پیالہ پانی سے سارے لشکر کو سیراب کر دیا

حضرت المومنینؑ جنگ نہرواں سے فتح کے بعد واپس آرہے تھے راستہ میں دوراہہ پڑا۔ ایک راستہ نہر عیسیٰ کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا منزل مقصود کی طرف جدھر جناب امیرؑ کو جانا تھا۔ اس راہ میں پانی نہ تھا۔ امیرالمومنینؑ نے نہایت تیزی سے اس دشت بے آب کو طے کیا۔ چونکہ ہوا نہایت گرم تھی اہل لشکر پر پیاس نے غلبہ کیا اور کثرت حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہو گئے بعض منافقوں نے طعن و ملامت شروع کی۔ مومن ان کی باتوں سے نہایت آزردہ خاطر ہوئے اور حضرتؑ کی خدمت میں ان کی سخت کلامی کا ذکر کیا

اور بے آبی سے شعلۂ آتش کی طرح فریاد کی جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کی بات سننے کے بعد تمام اہل لشکر کو ایک جگہ جمع ہونے کے لئے کہا اور پھر ارشاد فرمایا کہ خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ آپ نے اپنے خیمے کے باہر ناہموار زمین قنبرؑ سے کھودنے کو کہا۔ قنبرؑ نے زمین کو کھودا اس کے نیچے ایک سخت پتھر نکلا جس کو حضرت نے بہ نفس نفیس اٹھایا اور دور پھینک دیا۔ اس کے نیچے ایک زینہ نظر آیا۔ آپ نے قنبرؑ سے ارشاد فرمایا کہ تم نیچے جاؤ اور ہر طرف دیکھ بھال کر کے ساری کیفیت بیان کرو۔

قنبر حسب ارشاد اندر گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ جب میں ۲۵ زینہ نیچے اترا تو پتھر کا ایک دروازہ نظر آیا۔ جس پر قفل لگا ہوا ہے معلوم نہیں اس کی کنجی کہاں ہیں اور دروازہ کا کھولنا مشکل امر ہے۔

جناب امیرؑ نے اپنے عمامہ میں سے ایک کنجی نکال کر قنبرؑ کو دی اور فرمایا۔ دروازے کی طرف جاؤ اور پانی کا ایک پیالہ لاؤ۔ جب دروازہ کھولا تو پانی کا ایک حوض نظر آیا اور اس کے کنارے ساقی کوثر حوض کوثر کو موجود پایا۔ قنبر یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ کچھ منہ سے کہنا چاہتے تھے۔ لیکن آواز منہ سے نہیں نکل رہی تھی۔ جناب امیرؑ نے ایک پیالہ پانی بھر کر قنبر کو دیا اور کہا اس کو لے کر جاؤ۔ قنبر یہ پانی لے کر پیاسوں کی حاجت روائی کے لئے حاضر ہوئے۔ اب کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المومنینؑ مظہر العجائب یہاں پھر موجود ہیں منہ سے قنبر کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ فوراً راز فاش ہونے سے پہلے ہی مولائے کائنات نے ارشاد فرمایا۔ اے قنبر دشت ارزن کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتا ہے۔ پھر حضرتؑ نے اس پانی کے پیالہ سے تمام اہل لشکر اور تمام حیوانات کو جو

سواری کے لئے ساتھ تھے سیراب کیا۔ لیکن پیالہ اسی طرح پانی سے بھرا ہی رہا۔

شب ہجرت حضرت علیؑ کی عدیم المثال جان نثاری علیؑ بستر رسولؐ پر اس طرح سوئے کہ کافروں کو رات بھر رسول خدا کے سونے کا گمان ہوتا رہا

شب ہجرت اسلام کی وہ تاریخ رات ہے حضور انورؐ کی مدنی زندگی کا دیباچہ ہے اس مبارک رات میں حضرت علیؑ نے جان نثاری کی وہ مثال پیش کی کہ جس کی نظیر رہتی دنیا تک کوئی فرد پیش نہیں کر سکتا۔

آنحضرتؐ اور اصحاب کرام پر قریش نے ہر طرح کے مظالم ڈھائے تو آپ نے سب کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ چند مظلوموں کے علاوہ قریب قریب تمام لوگ ہجرت کر گئے۔ مشرکین مکہ نے دیکھا کہ مسلمان ہمارے پنجہ سے نکل گئے اور مدینہ میں مضبوط اڈا بنا رہے ہیں۔ اس بات سے انھوں نے خطرہ محسوس کیا۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہونے لگا کہ مسلمان منظم ہو کر اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا انتقام لیں گے۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے قریش کے سرداروں نے میٹنگ کی کہ رسولؐ خدا کو مدینہ جانے سے قبل قتل کر دیا جائے پروگرام بنا اور طے کیا گیا کہ آج رات کسی وقت رسولؐ کو قتل کر دیا جائے اس کام کے لئے ہر قبیلہ کا ایک شخص اکٹھا ہو جائے اور یہ پورا مجمع مسلح ہو کر پیغمبرؐ کے مکان کا محاصرہ کرے۔ اور صبح ہوتے ہی سب ایک ساتھ ان پر تلواریں برسا کر ختم کر دیں۔

وحی الہٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے منصوبہ سے مطلع کیا

اور ہجرت کا حکم دیا۔ آپ نے اس خیال سے مشرکین کو شبہ نہ ہو۔ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا۔

یہ بڑا نازک موقع تھا۔ حضرت علیؑ کو کفار کے خطرناک منصوبہ سے مطلع فرمایا جا چکا تھا انہیں پوری اطلاع تھی کہ آج رات کاشانہ نبوی قریش کے سورماؤں کے گھیرے میں ہے۔ مسلح محاصرہ ہے مکان کے چاروں طرف تلواریں کھینچی ہیں۔ منصوبہ یہ ہے کہ صبح ہوتے ہی محاصرین حضورؐ کے بستر اطہر پر ایک ساتھ تلواریں برسائیں گے۔ہاں۔ اسی بستر پر علیؑ کو لیٹنے کا حکم ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اس وقت ۲۳ سال کے نوجوان ہیں جینے کے دن ہیں۔ آج بستر نبوی پر لیٹنا اپنی جان کی قربانی ہے۔ لیکن حضرت علیؑ اپنے محبوب آقا پر قربان ہونے کے لئے خوشی خوشی تیار ہوگئے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس کی مثال کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی ہے اور عالم ملکوت اس جاں نثاری پر محو حیرت ہے۔ تفسیر کبیر محدث وقت۔ عارف باللہ صاحب کرامات ومقامات حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکہ اکلیل (جلد ۲ صفحہ ۱۱۸) میں مفسر ثعلبی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

" حضرت علی علیہ السلام کی اس جان نثاری کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ سے فرمایا۔ میں نے تم دونوں میں مواخات قائم کر دی۔ ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ ہے۔ تم دونوں میں کوئی ہے ؟ اپنی زندگی اپنے بھائی کو نذر کر دے۔ دونوں جلیل القدر فرشتوں نے اپنی اپنی زندگی عزیز سمجھی۔ اس پر اللہ نے فرمایا۔ میں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ اور

اپنے نبیؐ محمدؐ کے درمیان مواخات قائم کی ہے۔ دیکھو آج ان کے بستر پر علیؑ لیٹے ہیں۔ اور میرے نبیؐ پر اپنی جان قربان کر رہے ہیں۔ تم دونوں علیؑ کی طرح اپنے بھائی کے جان نثار نہیں ہوئے۔ اب تم دونوں زمین پر جاؤ اور ان کی حفاظت کرو۔ دشمن کچھ نہ کر پائے۔ یہ حکم پاتے ہی دونوں فرشتے اترے۔ رات بھر حضرت جبرئیلؑ حضرت علیؑ کے سرہانے اور حضرت میکائیلؑ پائنتی اور حضرت جبرئیل کی زبان مبارک پر مبارک باد تھی کہ اے ابن ابی طالبؑ آفرین! آفرین! اللہ تمہاری ذات پر فخر کرتا ہے۔ (بحوالہ کتاب مناقب اہل بیت۔ تالیف مولانا عزیزالحق کوثر ندوی۔ صفحہ ۱۳۳) اس رات علی علیہ السلام اس طرح بستر پر سوئے کہ تمام کفار کو ایسا لگا کہ بستر پر رسولؐ سو رہے ہیں۔ یہ تھا علیؑ کا زندہ معجزہ۔

کھوپڑی والی مسجد

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت امیرالمومنینؑ عراق کی سرزمین پر کسی مقام کی طرف جا رہے تھے۔ راہ میں ایک کھوپڑی پڑی دیکھی رک کر اس کھوپڑی سے مخاطب ہوئے۔ اے حجمہ (کھوپڑی تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں فلاں بن فلاں اور فلاں ملک کا بادشاہ تھا۔ امیرؑ نے فرمایا میں علی مرتضیٰؑ اور جناب محمد مصطفیٰؐ کا وصی ہوں مجھ سے بیان کر جو کچھ تو نے اپنی زندگی میں دیکھا جو کچھ عمل میں لایا۔ کھوپڑی نے بولنا شروع کیا اور اول سے آخر تک اپنی عمر کے تمام برے حالات بیان کئے اور جس جگہ پر کھوپڑی نے حضرت امیؑ علیہ السلام سے کلام کیا تھا لوگوں نے وہاں پر ایک مسجد تعمیر کی ہے اور اس کا نام مسجد حجمہ (کھوپڑی والی مسجد) رکھا ہے

اور اس علاقے میں وہ مسجد اس قدر مشہور ہے کہ لوگ وہاں جا کر نماز پڑھتے ہیں اور قاضی الحاجات سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ (کوکب دری)

سانپ نے امیر علیہ السلام سے بات کی

کتاب احسن الکبار میں حارث سے منقول ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ناگاہ آپ کی نظر ایک کونے پر جا پڑی۔ قنبرؑ سے فرمایا۔ جو کچھ وہاں ہے میرے پاس اٹھا لاؤ۔ قنبرؑ کونے کے قریب گئے۔ دیکھا کہ ایک بڑا اور ہیبت ناک سانپ ہے۔ اس کو اٹھا لیا۔ سانپ قنبرؑ کے ہاتھ پر سے کود کر منبر پر چڑھ گیا اور آنحضرتؑ کے کان پر اپنا منہ رکھ کر کچھ بات کی اور پھر واپس ہو کر غائب ہو گیا۔ امیرالمومنینؑ نے کچھ دیر سوچ کر گریہ فرمایا۔ لوگ نہایت حیران ہوئے آپ نے فرمایا۔ اے لوگوں تم حیران نہ ہو۔ ہم کیوں نہ حیران ہوں کہ اس طرح کا عجیب و غریب واقعہ مشاہدہ کیا ہے۔ اس سانپ نے نہایت اطاعت و فرنبرداری کے ساتھ رسولؐ کی بیعت کی تھی۔ چونکہ میں رسولؐ کا وصیؑ ہوں۔ اس سبب سے میرا بھی مطیع و فرمانبردار ہے اور افسوس ہے کہ تم آدمیوں کا یہ حال ہے کہ بعض تو میری اطاعت کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ نہایت شرم کا مقام ہے کہ تم ایک سانپ کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اونٹ کے سر کے برابر اژدھے کا منہ تھا

کوکب دری میں روایت بحوالہ کتاب احسن الکبار تحریر ہے کہ ایک روز جمعہ میں امیرالمومنینؑ منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اژدھا جس کا سر اونٹ کے سر کی طرح تھا۔ مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور چلتے چلتے منبر کے پایہ پر پہنچا اور اونچا ہو کر امیرالمومنینؑ کے کان کے پاس

اپنا منہ رکھ کر کچھ کہا۔ جناب امیرؑ نے اس کی بات سنی اور پھر اس ہی کی زبان میں جواب دیا۔ پھر وہ اژدھا اسی طرح واپس چلا گیا۔ بعض لوگوں نے تو اس کرامات اور معجزہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور بعض نے کہا۔ یہ جادو ہے حضرت امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! اللہ تبارک تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن وانس پر مبعوث کیا ہے اور اژدھا جو میرے پاس آیا تھا قوم جن کا قاضی تھا۔ کیونکہ جنات میں آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے کافی ان لوگوں میں خونریزی ہوئی اور فیصلہ شرعی ان کو معلوم نہ تھا اس کو معلوم کرنے کے رسولؐ کے وصی اور نائب کے پاس آتا تھا۔ میں نے اسکی رہبری اور رہنمائی فرمادی۔

کبھی علیؑ کی ہمسری مت کرنا برباد ہو جاؤ گے

کتاب شواہدالنبوۃ میں مذکور ہے کہ ایک دن امیرالمومنین منبر رسولؐ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں ہوں عبداللہ اور برادر رسول خدا اور وارث مصطفےٰ اور سیدۃ النساء سے نکاح کرنے والا اور سردار اوصیا جو کوئی میرے سوا یہ دعویٰ کرے خدائے تعالیٰ اس کو عذابوں میں کرے گا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا۔ ایسا کون ہے جس کو یہ بات بھلی نہ لگے کہ وہ کہے میں ہوں عبداللہ اور میں ہوں برادر رسولؐ اللہ یہ کلمہ کہتے ہی ایک قسم کا جنون اس کے دماغ میں واقع ہو گیا۔ اور ایسا بے حال ہوا کہ اس کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر مسجد سے باہر ڈالا گیا۔ جب اس قوم سے دریافت کیا گیا کہ کبھی پہلے بھی اس کو یہ عارضہ تھا۔ انھوں نے جواب دیا نہیں۔ دیکھا علیؑ کی بات کے مقابلہ میں اپنی بات کرنے کا نتیجہ۔

سبحان اللہ العظیم

کوکب دری میں مولائے کائنات امیرالمومنین علیہ السلام کی ایک کرامات منقبت ۴۸ کے تحت درج ہے کہ جنگ صفین میں امیرالمومنین کے لشکر ظفر اثر کو قیام کئے بہت مدت ہوگئی اور اہل لشکر نے بھوک کی زیادتی اور اپنی خوراک اور جانوروں کے چارے کی کمی کی شکایت کی کہ یاامیرالمومنینؑ ہمارے پاس ایک روز کا کھانا اور جانوروں کے لئے ایک رات کا چارا باقی بچا ہے۔ اس لئے ہم کمال مضطرب اور بیقرار ہو رہے ہیں۔ دوسرے روز صبح کے بعد امیر علیہ السلام ایک بلند ٹیلے پر تشریف لے گئے اور خداوند کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ قوم باصواب کے مویشیوں کے چارہ اور خوراک و دیگر ضروریات کی وسیع و توقیر کے واسطے دعا کر کے واپس تشریف لائے۔ ابھی وہ اپنی قیام گاہ تک نہ پہنچے تھے کہ قافلہ غیب سے وہاں آپہنچا۔ گوشت، آٹا، سلے ہوئے کپڑے وغیرہ ضروریات انسانی چارپایوں کے لئے چارہ اور جھول وغیرہ جملہ ضروریات مہیا ہوگئیں۔ جب اصحاب کھانے پینے وغیرہ کے متعلق تمام اسباب سفر خرید کر چکے تو اہل قافلہ صفین سے جنگل کی طرف روانہ ہوگئے۔ بعد ازاں کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں چلے گئے۔

علیؑ نے کہا جا کتے دور ہو جا وہ کتا بن گیا

اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ ایک روز میں حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا ایک قریشی نے حضرت کے پاس آکر کہا یا علیؑ تم نے بہت سے مردوں کا قتل کیا اور بہت سے بچوں کو یتیم کیا۔ اس پر جناب امیرؑ نے غضب میں آکر اس بدبخت سے ارشاد فرمایا۔ او کتے جا دور

ہوجا۔ خدا کی قسم جب میں نے نظر کی تو یہ قریشی کالے رنگ کے کتے میں تبدیل ہوگیا تھا۔ دم ہلا ہلا کر عوعو، بھوں بھوں کرکے زمین پر لوٹتا تھا۔ عجیب حال ہوگیا تھا۔ مولاؑ کو اس پر ترس آگیا خدا سے اس ملعون کے حق میں دعا کی وہ فوراً اصلی صورت میں آگیا اور حضرت اسداللہ الغالبؑ پاؤں میں سر رکھ کر توبہ کی حاضرین میں ایک شخص نے عرض کی۔ اے امیرالمومنینؑ کے وصی القادر حقیقی نے آپ کو ایسے ایسے معجزات و کرامات پر قدرت عطا فرمائی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ امیر معاویہ کو جو آپ کے مخالف ہیں ختم نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا۔ ہم خدا کے نیک بندے ہیں اس کے حکم کے بغیر کسی کام پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور جو کوئی رضائے خدا کے خلاف اپنی خواہش نفسانی کے موافق کام کرنا جائز سمجھتا ہے وہ عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا اور آخرت کا عذاب دینا کے عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے۔

لشکر کی تعداد بارہ ہزار ایک تھی

شواہدالنبوۃ میں منقول ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام نے کوفہ سے لشکر طلب کیا تو اہل کوفہ نے بہت ہی بحث و مباحثہ کے بعد لشکر بھیجا۔ لشکر پہنچنے سے پہلے حضرت نے اپنی زبان صدق بیان سے ارشاد فرمایا کہ کوفہ سے بارہ ہزار ایک آدمی آرہے ہیں۔ جناب امیرؑ کا ایک صحابی بیان کرتا ہے۔ جب میں نے یہ سنا تو لشکر کی گذرگاہ پر جاکر بیٹھ گیا اور ایک ایک سپاہی کو شمار کرتا گیا۔ آخری سپاہی کو گن چکا تو تعداد میں یہ سب اتنے ہی تھے جتنے آپ نے فرمائے تھے نہ ایک کم اور نہ ایک زیادہ۔

امیرالمومنینؑ سے جھوٹ بولنے والا اندھا ہو گیا

شواہد النبوۃ اور دلائل النبوۃ میں مرقوم ہے کہ ایک روز امیرالمومنینؑ نے رحبہ میں ایک شخص سے ایک سوال کیا۔ اس نے جناب امیرؑ کو خلاف واقعہ جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شخص تو جھوٹ کیوں کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا۔ اس شخص نے پھر جھوٹ پر جھوٹ بولا۔ جناب امیر علیہ السلام نے کہا۔ اچھا پھر میں تیرے حق میں بددعا کروں گا اگر تو جھوٹا ہوا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اندھا کر دے گا۔ اس نے کہا۔ آپ بددعا کیجئے جناب امیرؑ نے بددعا کی راوی بیان کرتا ہے کہ بخدا وہ کذاب رحبہ سے باہر نہ نکلا تھا کہ اندھا ہو گیا۔

رسولؐ کے حکم سے علیؑ نے مردے کو زندہ کر دیا

کتاب عیون اخبار الرضا میں امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نصاریٰ کی بحث میں قریش کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ ان کے مردوں کو زندہ کریں۔ آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔ اے میرے بھائی۔ اے میرے نائب اور خلیفہ تم ان لوگوں کے ساتھ ان کے مردوں کے مقبروں پر جاؤ اور یہ لوگ جس جس مردے کو زندہ کرنا چاہیں تم آواز دے کر کہنا کہ فلاں فلاں تم کو اللہ کا رسولؐ حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ جاؤ۔ جب امیر علیہ السلام نے وہاں جا کر ان کے مردوں کو آواز دی تو فوراً مردے خاک سے اٹھ کر سیدالمرسلینؐ اور وصی المرسلین امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کی نعت اور منقبت شروع کر دی۔ ایسے معجزے زندگی رسولؐ میں اکثر ہوتے ہی رہتے تھے۔

جس سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ آج دنیا اس کو نہ مانے اس کو کیا کیا جائے ارے تم اپنی مشکلوں میں رسولؑ اور آل رسول کو مدد کے لئے بلا کر تو دیکھو خدا کی قسم وہ ضرور تمھاری مشکلوں میں تمھاری مدد کو آئیں گے۔ یہی ان کا معجزہ اور کرامات ہے۔

حبشی غلام کے کٹے ہوئے ہاتھ دوبارہ جوڑ دیئے

کتاب زہرۃ الریاض، کفایۃ المومنینؑ اور کوکب دری صفحہ ۲۲۷ میں مرقوم ہے کہ ایک حبشی غلام نے شاہ ولایت پناہ امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی خدمت میں آکر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ میں نے ایک روز لالچ میں آکر غیر کے مال میں سے کچھ چرا لیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ پر حکم شرعی جاری فرمائیں اور مجھ کو اس گناہ سے اسی جہان میں پاک کر دیں۔ جناب امیر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ جس مال سے تم نے چوری کی تھی وہ مال شاید حد نصاب میں سے ہو۔ اس نے عرض کیا میرے مولا وہ مال حد نصاب کو نہیں پہنچا۔ جب اس نے تین دفعہ اقرار کر لیا کہ اس نے چوری کی ہے۔ آں جنابؑ نے اس کا ہاتھ انگلیوں سے کاٹنے کا حکم دیا۔ ایک خادم نے اس کے دائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں کاٹ دیں۔ غلام اپنی کٹی ہوئی انگلیاں بائیں ہاتھ میں لئے حضرت کی مجلس سے باہر چلا گیا۔ اس کے ہاتھ سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اسی اثناء میں عبداللہ ابن عباسؓ کی اس سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا اے بھائی تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے جواب دیا۔

امیر المومنینؑ وصی سید المرسلین۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ابن عباس نے کہا آنحضرتؑ نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی مدح و ثناء کر رہا ہے۔ اس غلام

نیک فرجام نے جواب دیا کہ میں کیونکر جناب کی مدح و منقبت نہ کروں جب کہ حق پر کاٹی گئی ہیں نہ کہ باطل پر ابن عباسؓ نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر جو کچھ اس غلام سے سنا تھا تفصیل سے بیان کر دیا۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے بھائی "ہمارے بعض دوست ایسے ہیں کہ اگر ہماری محبت کی وادی میں ان کو ناحق طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائیں تو پھر بھی ہماری محبت ان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔" اور بعض دشمن ایسے ہیں کہ اگر ہم پوری محبت اور مہربانی کے ساتھ ان کے گلے میں اتر جائیں تو بھی ہماری عداوت کے سوا اور کچھ ان کے دلوں میں نہ ملے گا۔ آپ نے امام حسینؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے میرے بیٹے تم جا کر اس حبشی کو لے آؤ۔ امام عالی مقام نے حبشی کو ڈھونڈ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے بندے خدا میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو میری مدح و ثناء کرتا ہے۔ غلام نے نہایت عجز و نیاز سے عرض کیا کہ اے میرے مولا۔

میری کیا مجال کہ آپ کی بزرگی اور عظمت کی تعریف کر سکوں۔ جس کی مدح و ثناء خدا اور اس کے رسولؑ نے کی ہے۔ حضرتؑ نے اس کی انگلیاں لیں کٹی ہوئی جگہ پر رکھ کر اپنی ردائے مبارک ڈال کر سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا فوراً اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ اس واقعہ کو شیخ عطار نے کیا خوب ایک بیت کے اندر کہا ہے۔

از دم عیسیٰ کے گر زندہ حالت
او بہ دم دست بریدہ کردہ است

علیؑ کے حکم سے پیٹ کے اندر بچہ نے سب کچھ بتا دیا

مخدوم جہانیاں گشت قدس سرہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ایک روز عمر بن خطاب اپنی خلافت کے عہد میں امیرالمومنین علیؓ ابن ابی طالبؑ کے دولت خانے میں رونق افروز تھے کہ ایک قافلہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوا اور ثابت نے جو زاہد صحابہ میں سے تھے آکر کہا کہ مجھ کو میر قافلہ کے سپرد کر دیجئے تاکہ میں فراغت سے سفر کر سکوں۔ جب قافلہ سالار دونوں امیروں سے وداع ہونے آیا۔ تو اس کی سفارش کر کے حوالہ کر دیا گیا۔ قافلے والے حتی الامکان ان کی تعظیم و تکریم میں نہایت سرگرم رہتے تھے۔ چونکہ ثابت ایک وجیہہ اور خوبصورت جوان تھا۔ ایک عورت نے اپنے آپ کو اس کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ وہ نہایت نیک سیرت اور پابند شریعت اور اسم با مسمیٰ تھے۔ اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی عورت نے کہا تجھے میں بلا تہمت میں گرفتار کروں گی۔ جس کی شرمندگی سے کبھی نہ چھوٹے گا۔ ثابت نے جواب دیا خدائے تعالیٰ عادل ہے۔ عورت نے شہوت سے مجبور ہو کر اپنی مراد ایک غلام سے حاصل کی اور حاملہ ہو گئی۔ جب وہ حمل سے واقف ہوئی تو اس کو ثابت کے سر تھوپنے کا ارادہ کیا۔ ایک رات ثابت کو سوتا دیکھ کر اپنے زیورات کا ڈبہ اس کے اسباب میں چھپا دیا۔ صبح کو شور مچا دیا کہ میرا مال چوری ہو گیا ہے۔ قافلہ سالار نے کہا اس جنگل میں ہم گنتی کے چند مرد ہیں کوئی شہر اور گاؤں تو نہیں ہے کہ سراغ نہ مل سکے۔ لوگوں کے اسباب میں تلاش کرو۔ کوئی یہاں سے باہر نہیں جا سکتا۔ سب کا اسباب دیکھا لیا۔ کہیں نہ ملا عورت نے کہا ثابت کا اسباب بھی دیکھو۔ بعض مومنوں نے جو اس کے حالات سے خوب واقف تھے کہا اس بزرگوار سے ایسی بد حرکت وقوع میں نہیں آسکتی۔ عورت بولی میرا

گمان اس پر ہے۔ جب تلاش کیا تو ڈبہ اس میں سے نکل آیا۔ بعدازاں عورت نے کہا کہ یہ حمل بھی ثابت ہی کا ہے کہ ایک رات جبراً مجھ سے زنا کیا تھا۔ چوری اور زنا کے ثابت ہو جانے کے بعد قافلہ سالار نے ثابت کے گلے میں رسی ڈال کر اس عورت سمیت خلیفہ وقت کے پاس بھیج دیا خلیفہ وقت نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

روایت میں ہے کہ اس روز مدینہ منورہ میں ہل چل پڑ گئی۔ جب یہ وحشت ناک خبر امیرالمومنینؑ کے گوش مبارک میں پہنچی تو امام حسن علیہ السلام کو بھیجا کہ میرے آنے تک ثابت کو اسی طرح رہنے دیں۔ ساتھ ہی خود بھی پہنچ گئے اور آکر حضرت عمر سے فرمایا تم سوچ سمجھ کر کیوں حکم نہیں دیا کرتے خصوصاً قتل کے باب میں بعدازاں امام حسنؑ کو عورت کے بلانے کے لئے بھیجا عورت نے پوچھا۔ مجھے کس نے بلایا ہے فرمایا امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے دل میں کہنے لگی افسوس کہ اب میری رسوائی کا وقت آگیا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو حضرت امیرالمومنینؑ نے اس سے فرمایا کہ مجھے پہچانتی ہے۔ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں۔ میرے سامنے سچ سچ بیان کر دینا اور کوئی خلاف واقعہ نہ کہنا۔ بتا اصلی واقعہ ہے۔ اور یہ حمل کس کا ہے؟ وہ بولی ثابت کا اور خلیفہ زماں کے سامنے چوری ثابت ہو چکی ہے۔ جناب امیرؑ نے دیکھا کہ عورت سچ نہیں کہتی۔ اور اپنے قول پر اصرار کرتی ہے تو امام حسن علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ نیم عصا (لٹھیا) اور گاڑھے کپڑے کا ٹکڑا جو گھر کے ایک کونے میں رکھا ہے لے آؤ۔ امام حسنؑ وہ مطلوبہ سامان لے کر آئے نہایت تاکید سے فرمایا کہ سچ سچ بیان کر دے کہ اصلی واقعہ کیا ہے۔ جب اس

سمجھانے سے اور تاکید کرنے سے بھی کچھ نتیجہ نہ نکلا تو عورت کو لٹا کر نیم عصا اور کپڑا اس کے پیٹ پر رکھا اور فرمایا۔ اے پیٹ کے بچے جو حق اور سچ ہے بیان کر بحکم قادر مختار بولا! میں عرض کرتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ محمد مصطفیؐ خاتم الانبیاء ہیں اور علیؑ مرتضیٰ حضرت محمد مصطفیؐ کے وصی اور خلیفہ برحق ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں یہ بات نہیں پوچھتا یہ بتا کہ تو کس شخص کا نطفہ ہے؟ اور وہ زیور کا ڈبہ ثابت کے اسباب میں کیونکر پہنچا۔ بچہ نے جواب دیا۔ اے وصی خیرالمرسلینؐ اس عورت نے کئی بار اپنے آپ کو ثابت کے سامنے پیش کیا۔ جب وہ بزرگوار اس کی طرف ملتفت نہ ہوئے تو اس نے ایک غلام سے زنا کیا اور اس غلام کا نطفہ ہوں۔ اس نے غصہ کے مارے اپنے زیورات کا ڈبہ ثابت کے اسباب میں چھپا دیا۔

القصہ اس صاف ستھرے معجزے کو دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ حضرت عمر کے حکم سے پھر عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر حضرت عمر اور دیگر اصحاب نے نہایت عجز و نیاز سے عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ یہ نیم عصا اور پارچہ کیا چیز ہے فرمایا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اسی مسجد میں سرور کائنات کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ثابت بیچارا آیا۔ آنحضرت نے نہایت لطف و مرحمت سے اس کی طرف دیکھ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ثابت کو ایک عورت زنا اور چوری کی تہمت لگائے گی۔ اس کے لئے سنگسار کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ رسولؐ اللہ اس کی خلاصی کی تدبیر کیا ہوگی۔ اس وقت یہ لکڑی اور کپڑے کا ٹکڑا مجھے دے کر فرمایا۔ جب اس قسم کا قضیہ پیش آئے تو اس لکڑی اور کپڑے کو عورت کے پیٹ پر رکھنا نطفہ جو رحم میں ہوگا

کلام کرے گا اور جو کچھ ہوگا بیان کردے گا۔ حضرت عمر نے اٹھ کر امیرالمومنینؑ کے دونوں ابروں کے درمیان بوسہ لیا اور ان کے دونوں دست مبارک اپنی دونوں آنکھوں پر پھیر کر فرمایا۔ خدا کی قسم یا علیؑ آنحضرت کے حقیقی جانشین آپ ہی ہیں نہ کہ اور کوئی خدائے تعالیٰ۔ عمر کو آپ کے بغیر ایک لحظہ بھی اس دنیا میں نہ رکھے۔

کتے نے کہا میں نے منافقوں کو کاٹا ہے

ابو ہریرہؓ سے منقول ہے ایک روز صبح کی نماز ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ بعد نماز ایک شخص انصار میں سے خدمت رسول میں آکر کہنے لگا کہ راستہ میں ایک آدمی کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے مجھے مجروح بھی کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نماز میں بھی شریک نہ ہو سکا پھر دوسرے روز ایک شخص آیا اس نے بھی یہی شکایت کی۔ رسول خداؐ اٹھ کر کتے کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اور مالک سے کہا کہ تمھارے کتے نے ہمارے دو نمازیوں کو ستایا ہے اس کو مار دینا ہی بہتر ہے۔ وہ شخص اگرچہ مسلمان نہ تھا مگر احترام پیغمبرؐ میں کتے کو باندھ کر کشاں کشاں لے آیا۔ کتے نے جب رسول خداؐ کو دیکھا بقدرت الٰہی گویا ہوا۔ السلام وعلیکم یا رسول اللہ مجھ سے جو شکایت ان لوگوں کو ہے وہ غلط ہے اس لئے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ بلکہ منافق ہیں اور دشمنان جناب امیر علیہ السلام ہیں۔ جب گھر جاتے ہیں تو علی ابن ابی طالبؑ کو برا کہتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے کتے کی زبانی سنکر اس کے مالک سے کہا اے بھائی اس جانور کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ یہ سن کر کتے کا مالک رسولؐ کے قدموں پر گر گیا اور مسلمان ہو گیا کہنے لگا کہ جب یہ جانور آپ کے رسولؐ ہونے کی گواہی دیتا ہے تو میں کیا اس جانور سے بھی گیا گزرا ہو گیا۔ لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسولؐ اور آپ کے برحق خلیفہ و وصی ہیں۔ پھر اس شخص کا سارا گھر مسلمان ہو گیا۔

علی کا دشمن مسجد میں گیا فوراً اندھا ہو گیا

کتاب " مناقب " ابن شہر آشوب میں زیاد ابن کلید سے (جو اہلبیت کے معتبر راویوں میں سے ہیں) روایت منقول ہے کہ وہ ایک دن دمشق کی مسجد بنی امیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ محمد بن سفیان اپنے احباب کے ساتھ داخل مسجد ہوا۔ بڑی تیزی کے ساتھ منبر کی طرف بڑھا اور فوراً ہی واپس اس طرح ہوا کہ دو آدمی اس کو پکڑے ہوئے تھے اور وہ اندھا ہو گیا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ ابھی تو یہ بینا تھا ایک دم کیسے نابینا ہو گیا۔ دریافت کرنے معلوم ہوا کہ جب یہ خطبہ دینے منبر کی طرف بڑھا تو اس نے کہا جو شخص حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم نہ کرے گا اس پر یہ خود سب و شتم کرے گا۔ یہ کہنا تھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی۔ اور یہ فوراً چلایا کہ لوگوں دوڑو میری آنکھوں کی بصارت جارہی ہے۔ لوگوں نے جب دیکھا تو خود اس پر لعنت کی اور کہا یہ خود اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

لوہے کا موٹا کھونٹا علیؑ کے ہاتھ میں اتنا ملائم ہو گیا جیسے رسی

حضرت ابو سعید عذری، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ خالد بن ولید نے ان حضرات سے بیان کیا کہ اہل ردہ کے قتال کے بعد جب ایک لشکر جرار کے ساتھ خالد بن ولید واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں علی ابن ابی طالبؑ لشکر میں سے ہوتے ہوئے ان کی طرف آرہے ہیں۔ خالد کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھتے ہی منھ سے برے الفاظ ادا کئے۔ یہ الفاظ کسی شخص نے علیؑ کو بتادیئے۔ الفاظ سنتے ہی علیؑ شیر کی طرح ہمہمہ کرتے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے میرے پاس آئے۔ اور دریافت کیا کہ تم نے یہ

گستاخی کی ہے۔ میں نے تنہا ہاں میں نے ایسا کیا ہے۔ آپ نے مجھ کو برا کہتے ہوئے
ارشاد فرمایا۔ کیا تجھ جیسا شخص مجھ جیسے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے اور یہ
جسارت کرتا ہے کہ میرے نام کو اپنے حلق میں حرکت دے۔ اس کے بعد
انھوں نے مجھے گھوڑے پر سے کھینچ لیا اور میں ان کو روک نہ سکا۔ وہ مجھے کھینچتے
ہوئے حارث بن کلدہ کی چکی کی طرف لے گئے۔ آپ نے چکی کی کیلی جو موٹے
لوہے کی تھی زور دے کر اپنے ہاتھوں سے چکی کے پاٹ نکال لی اور موڑ کر اس
طرح میری گردن میں ڈال دیا جیسے کوئی چمڑے کو موڑ کر ڈال دے اور میرے
ساتھی اس کو خوفزدہ دیکھ رہے تھے گویا وہ ملک الموت کو دیکھ رہے ہیں۔ میں
نے ان کو خدا اور رسولؐ کی قسم دی کہ مجھے معاف کر دیں لیکن انھوں نے مجھ کو
معاف نہیں کیا۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر کے پاس میں آیا تو انھوں نے
لوہاروں کو بلایا۔ تاکہ اس لوہے کے طوق سے میری خلاصی ہوسکے۔ انھوں نے
کہا کہ بغیر گرم کئے ہم لوگ اس لوہے کو نہیں اتار سکتے ہیں نہ کاٹ سکتے ہیں۔
غرض میں ایسی حالت میں کئی دن تک رہا۔ لوگ دیکھتے تھے اور ہنستے تھے۔
ایک دن حضرت علیؑ کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آئے تو حضرت ابو
بکر نے سفارش کی کہ وہ طوق میری گردن سے نکال دیں۔ حضرت نے فرمایا
کہ اس نے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر چاہا کہ اپنے کو میری جگہ پر قرار دے۔
پس میں نے ان کے غرور کو خاک میں ملا دیا اور جو ارادہ یہ دل میں رکھتا تھا اس
پر عمل پیرا نہیں ہونے دیا اور میں نے اس کو ذلیل کر دیا اور میں اب اس کو
طوق سے آزاد نہیں کروں گا۔ لیکن لوگوں کے اصرار اور حضرت ابو بکر کے کہنے
پر حضرت علیؑ نے لوہے کو کنارے سے پکڑ کر ہلکے ہلکے کھینچا اور اس کو اتار کر

پھینک دیا۔ میری گردن آزاد کردی۔ حضرت ابوذر غفاری نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے۔

یہ مبارک بچہ ہے

کتاب مستطاب مجمع الفضائل مناقب علامہ ابن شہر آشوب ترجمہ مولانا سید ظفر حسن صاحب صفحہ ۲۰۳ جابر جعفی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ کی دائی جو آپ کی دیکھ بھال کرتی تھی اس کا تعلق بنی ہلال سے تھا ایک دن وہ آپ کو اپنے خیمہ میں لے گئی اس کا اپنا چھوٹا سا بچہ پہلے ہی موجود تھا۔ یہ بچہ کھیلتے کھیلتے کنویں کے پاس چلا گیا جو اس خیمہ سے بالکل نزدیک تھا۔ بچہ نے اپنی گردن اور ایک ٹانگ کنویں میں لٹکا دی۔ حضرت علیؑ جو خود ابھی بچہ ہی تھے اس بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ اس کی ماں نے دیکھا تو دوڑی اور اپنے بچہ کو لے لیا۔ پھر اپنے قبیلہ کے لوگوں کو پکار پکار کہتی جاتی تھی کہ اس مبارک بچہ کو دیکھو اس نے میرے بچے کی جان بچائی ہے۔ لوگ بڑی حیرانی سے حضرت علیؑ کو دیکھتے تھے۔

شکل کتے جیسی لیکن کان انسانوں کی طرح

بحوالہ کتاب انوار امامت تاقیامت صفحہ ۹۹ میں واقدی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس گیا وہاں کچھ علماء کرام بھی تشریف فرما تھے۔ ہارون رشید نے شافعی سے کہا اے ابن عم فضائل علیؑ کے سلسلے میں تم کو کتنی احادیث یاد ہیں؟ شافعی نے جواب دیا۔ پانچ سو سے کچھ زیادہ۔ پھر ہارون رشید نے محمد بن اسحاق سے کہا۔ تمہیں کتنی حدیثیں معلوم ہیں اس نے کہا ہزار سے زیادہ۔ اس کے بعد محمد ابن یوسف سے مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تم بتلاؤ؟ اس نے کہا کہ جان کی امان کا وعدہ ہو تو کہوں ہارون

رشید نے بہنایت مختصر الفاظ میں کہا۔ "ایمن باش" یہ سن کر محمد ابن یوسف نے کہا۔ اے خلیفہ پندرہ ہزار احادیث معتبر فضائل علیؑ میں مجھ تک پہنچی ہیں۔ اسکے بعد واقدی سے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اگر محمد بن یوسف سے زیادہ ہنیں تو کم بھی ہنیں۔

اس کے بعد خلیفہ ہارون رشید نے کہا۔ بھائیوں وہ فضیلت علیؑ جو میں نے دیکھی ہیں اور جس کی وجہ سے میں نے اولاد علیؑ پر ظلم و تشدد ترک کر دیا ہے بیان کروں۔ سب لوگوں نے کہا ضرور فرمائیں۔ ہارون رشید نے کہا یوسف بن حجاج جو دمشق میں میرا نائب ہے اس نے مجھے لکھا کہ دمشق میں ایک خطیب ہے جو علیؑ ابن ابی طالبؑ کو برسر منبر برا بھلا کہتا ہے اور منع کرنے سے باز ہنیں آتا۔ اس کے بارے میں آپ کا حکم کیا ہے۔ میں نے لکھا کہ اس کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ آیا تو میں نے اس سے دریافت کیا اے شخص تو علیؑ کو برا کیوں کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں علیؑ کو اس لئے برا کہتا ہوں کہ انھوں نے میرے اجداد کو قتل کیا ہے۔ ہارون رشید نے کہا علیؑ نے جس کو قتل کیا ہے وہ حکم خدا اور رسولؐ سے کیا ہے۔ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اس حرکت سے باز آجا ورنہ میں تجھ کو سخت سزا دوں گا۔ اس ملعون نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا۔

ہارون رشید نے حکم دیا کہ اس کو سو ۱۰۰ تازیانے لگائے جائیں اور پھر اس کو ایک حجرے میں بند کر دیا جائے۔ ہارون رشید نے کہا میں یہ سوچتے ہوئے رات کو سویا کہ کل اس کو کون سی ایسی سزا دی جائے جس کے بعد یہ ذلیل حرکت سے باز آجائے۔ اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ دربائے آسمان کھل گئے

ہیں اور رسول خداؐ حضرت علیؑ اور جبرائیلؑ وغیرہ موجود ہیں۔ جبرائیلؑ کے ہاتھ میں ایک جام ہے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ یہ جام علیؑ کو دیدو۔ اور دوستداران علیؑ کو آواز دو چنانچہ چالیس آدمی شیعیان علیؑ سے اس ندا پر آئے جن کو میں پہچانتا تھا۔ علیؑ نے اس جام سے سب کو سیراب کیا۔ پھر فرمایا اس دمشقی ملا کو لاؤ جب وہ لایا گیا تو وصیؑ مصطفیٰ نے اللہ کے رسولؐ سے کہا یارسولؐ اللہ اس مرد سے آپ نہیں پوچھتے کہ کیوں مجھے برا کہتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے اس دمشقی خطیب سے مخاطب ہو کر کہا کیا یہ بات سچ ہے؟ اس ملعون نے کہا کہ ہاں، رسول کریمؐ نے دست دعا بلند فرمائے اور کہا اے خدا اس ملعون کو مسخ فرمادے اور علیؑ کا انتقام لے اور دائمی عذاب میں مبتلا کر اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ میں نے حکم دیا کہ اس خطیب کو میرے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وہ آیا تو اس کی شکل مسخ ہو کر کتے کی طرح ہو چکی تھی۔ لیکن اس کے کان انسانوں کی طرح تھے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بار بار سر اور دم ہلاتا تھا۔ گویا معافی کا طلبگار ہے۔ میں نے حکم دیا اس کو واپس اسی حجرے میں بند کر دو۔ لوگوں کے اسرار پر دوبارہ دربار میں اس کو پیش کیا گیا۔ اس کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر حاضرین دربار ششدر رہ گئے۔ شافعی نے کہا یہ مسخ ہو چکا ہے۔ اب اس کو مزید سزا نہ دو۔ چنانچہ اسی حجرے میں دوبارہ بند کر دیا۔ ابھی کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک صدائے ہولناک بلند ہوئی۔ جب معلومات کی تو پتہ چلا کہ اس حجرے کی چھت توڑ کر ایک بجلی آسمان سے گری اور کتے کو خاکستر کر دیا۔ یہ دیکھ کر ہارون رشید نے حاضرین دربار سے کہا تم گواہ رہنا میں نے علوی خاندان پر ظلم اور سختی کرنے سے توبہ کر لی ہے۔

تاریخ کا عجیب و غریب فیصلہ

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ابو عبداللہ انصاری نے وفات پائی اور مبلغ ۸۰ ہزار دینار ترکہ میں اس کے ساتھ ساتھ ایک لڑکا تین برس کا وارث چھوڑا۔ ابو عبداللہ کی بیوی نے بشریت اور جوانی کے تقاضے سے دوسرا شوہر کر لیا۔ جب وہ لڑکا بارہ سال کا ہوا اور تکلیفات عقلی اور شرعی سے واقف ہوگیا تو ایک روز دیکھا کہ اس کی ماں کچھ درہم اپنے شوہر کے دامن میں ڈال رہی ہے۔ یہ دیکھ کر لڑکے نے کہا۔ لا یستحی من اللہ تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ میرا مال غیر کے حوالے کرتی ہے۔ عورت کو جب معلوم ہوگیا کہ اس کی زندگی اب تلخ ہوجائے گی تو لڑکے سے کہا تو ابو عبداللہ کی نسل اور میرے شکم سے نہیں ہے بلکہ زر خرید غلام ہے۔ ابو عبداللہ نے تجھ کو محمد مصطفیٰؐ کے غازیوں سے خریدا تھا۔ اور فرزندی سے نامزد کردیا تھا لڑکے نے اس امر کی شکایت خلیفہ زماں سے کی۔ جب عورت کو معلوم ہوا کہ لڑکے نے استغاثہ دائر کیا ہے تو اس نے اپنے وعدہ کو ثابت کرنے کے لئے سات سو درہم دے کر سات جھوٹے گواہ تیار کئے۔ جب لڑکے نے خلیفہ کی خدمت گرامی میں اپنا حال بیان کیا تو آپ نے افلح کو عورت کے بلانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا اے عورت! تو اس بچے کے مال کو کس لئے صرف کرتی ہے۔ جو کچھ تیرا مہر ہے وہ اور کل مال کا آٹھواں حصہ لے کر باقی مال بچے کے حوالے کر اس نے جواب دیا۔ یہ بچہ ابو عبداللہ کا زر خرید غلام ہے۔ خلیفہ نے گواہ طلب کئے۔ اس عورت نے ان ساتوں جھوٹے گواہوں کو دارالشرع میں حاضر کیا۔ اور انھوں نے اس عورت کے قول کے مطابق گواہی دی۔ خلیفہ نے ان کی شہادت کو قبول کر کے

لڑکے کو قید خانے بھیج دیا۔ دو مہینے یا بروایت دیگر چار مہینے قید میں رہ کر ایسا ضعیف و نزار ہوگیا کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ ایک روز نہایت عجز وزاری کے ساتھ قید خانے کے حافظ سے کہا اے خواجہ میرے کچھ سانس باقی ہے۔ میری موت قریب ہے مہربانی فرما کر درداز کھول دو تو ذرا تازہ ہوا مجھ کو لگ جائے۔ محافظ نے رحم کھا کر دروازہ کھول دیا۔ بچہ اپنے غم و اندوہ میں سر جھکائے بیٹھا تھا کہ ناگاہ ابو شحمہ بن عمر کا وہاں سے گذر ہوا۔ اس کے گلے میں طوق دیکھ کر پوچھا کہ اے لڑکے تو کس قصور پر اس سزا کا سزاوار ہوا ہے۔

لڑکے نے کہا کہ میں نے خطا تو کوئی نہیں کی۔ لیکن تیرے باپ نے میرے باپ کا مال پامال کر دیا اور مجھ کو اس حالت میں رکھ کر چھوڑا ہے۔ ابو شحمہ نے کہا۔ علیؑ مرتضیٰؑ کے پاس جا۔ اس کے وسیلے سے تجھ کو رہائی ہو سکتی ہے اس نے کہا مجھ کو جانے نہیں دیں گے۔ ابو شحمہ نے ضامن ہو کر اس لڑکے کو چھڑایا۔ جب وہ امیرالمومنینؑ کے حجرے کے پاس پہنچا تو ضعف و ناتوانی کے سبب اس کا پاؤں پھسلا اور وہ زمین پر جا گرا۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے اس کو زمین سے اٹھایا اور نہایت لطف اور مہربانی فرما کر اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے عرض کی کہ میں ابو عبداللہ انصاری کا بیٹا ہوں اور سارا حال مفصل طور پر بیان کیا۔ امیرالمومنینؑ ابو عبداللہ کا نام سن کر رو دئے اور فرمایا۔ تیرے باپ نے رسولؐ کی خدمت میں ۷ قرآن ختم کئے تھے پھر قنبر کو حکم دیا۔ قنبر نے حکم کی تعمیل کی پھر ان کا ہاتھ اپنے دست حق پرست میں پکڑ کر دارالشرع میں تشریف لائے اور مسکرا کر فرمایا۔ اے ابو حفص! تم نے اس یتیم کا مال غیر کے حوالے کیوں کیا؟ حضرت عمر نے ساری حقیقت بیان کی امیرؑ

نے مسکرا کر فرمایا۔ اس عورت کو بلواؤ۔ جب وہ حاضر ہوئی تو فرمایا۔ اے عورت تو اپنے حقیقی بیٹے کی کیوں دشمن ہوگئی ہو؟ اس نے اپنے قول پر اقرار کیا جناب امیرؑ نے عادل گواہوں کو طلب فرمایا۔ اس نے وہی ساتوں گواہ پیش کئے۔ جناب امیرؑ نے ان سے پوچھا تم کیا گواہی دیتے ہو۔ انھوں نے جو کچھ خلیفہ کے سامنے کہا تھا۔ اسی کو دہرادیا۔ خلیفہ نے کہا اے ابوالحسنؑ میں بلا وجہ تکلیف نہیں دیتا جناب امیرؑ نے تبسم فرماکر حکم دیا کہ فصد کھولنے والے کو بلاؤ اور ایک طشت لاؤ۔ جب فصاد اور طشت دونوں موجود ہوگئے تو فرمایا کہ لڑکے کے دائیں ہاتھ عورت کے بائیں ہاتھ میں فصد کریں۔ آپ کے حکم سے دونوں کو فصد لگائی گئی۔ اور بموجب ارشاد دونوں کا ایک طشت میں خون لیا۔ حضرت نے اپنی ردائے مبارک طشت میں ڈال کر اسمائے حسنیٰ سے ایک اسم پڑھ کر دم کیا۔ فوراً اس طشت میں سے باآواز بلند یہ زمزمہ پیدا ہوا کہ یا امیرالمومنین اور اے وصی خیرالمرسلینؑ! میں اس لڑکے کی حقیقی ماں ہوں۔ دنیوی اغراض کی بناء پر میں نے اس سے بیزاری ظاہر کی تھی۔ حاضرین اس واقعہ غریبہ اور حادثہ عجیبہ کے دیکھنے سے نہایت متعجب اور متحیر ہوئے۔ پھر حضرت امیرالمومنینؑ کے فرمانے سے اس عورت اور جھوٹے گواہو کو تعزیز دی گئی اور ابو عبداللہ کا سارا روپیہ اس کے بیٹے سپرد کر دیا گیا۔ (بحوالہ کوکب دری)

حضرت سلمان فارسی کی نماز جنازہ علیؑ نے پڑھائی

ایک روز قدوۂ اصحاب عمر بن الخطاب کے عہد میں حضرت امیرالمومنینؑ مسجد مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کی رات آنحضرت محمد مصطفیٰؐ نے خواب میں فرمایا ہے کہ اے بھائی سلمانؑ فارسی نے اس عالم فانی سے انتقال

کیا۔ جاؤ اور ان کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز پڑھو۔ آنحضرت کی وصیت کے مطابق میں مدائن کو جاتا ہوں۔ تاکہ اس کے کفن و دفن کے کاروبار کو انجام دوں۔ بعض اصحاب نے تو آپ کے قول کی تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا ان میں سے ایک شخص نے ازروئے استہزاء و استخفاف کہا۔ یا علیؑ اس کا کفن بیت المال سے لیجئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ وہ بزرگوار اس قسم کے کفن سے مستغنی ہے۔ پس کچھ صحابہ نے مدینہ سے باہر تک حضرت کی مشائعت کی۔ حضرت امیرؑ یکبارگی ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے مدینہ میں واپس آکر فرمایا میں سلمانؑ کو مدائن میں دفن کر آیا۔ بعض منکرین نے اس تاریخ کو یاد رکھا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد مدائن سے اس مضمون کا ایک خط آیا کہ سلمانؑ نے فلاں تاریخ اور فلاں روز انتقال کیا اور جنگل کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے نظروں سے غائب ہو گیا۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

منکر معراج مرد سے عورت بن گیا

یہ سید علی واعظ رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت سرور کائناتؐ کی وفات کے بعد ایک روز جناب امیر المومنینؑ ابن ابی طالبؑ مسجد میں واعظ فرما رہے تھے کہ اثنائے واعظ میں فرمایا۔ اے لوگو! اگر سید آخر الزماں نے دنیا سے آخرت کی طرف کوچ فرمایا تو میں بحکم پروردگار آنجناب کا وصی اور قائم مقام و نائب ہوں جو مشکل تم کو پیش آئے اس کے حل کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو۔ کیونکہ پوشیدہ باتیں مجھ پر ظاہر ہیں۔ اور غیب کا حال مجھ پر آشکار اور روشن ہے اولین و آخرین کا علم میرے خزانے کا گوہر ہے آسمان اور زمین کے

راز میرے سینے میں موجود ہیں۔ مور اور مار کے حال سے خبردار اور واقف ہوں۔ اور سپید و سیاہ کا تمام حل مجھ پر روشن ہے۔ ہوا کے پرندوں اور دریا کی مچھلیوں کا حال مجھ پر ظاہر ہے آشکار ہے اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا۔ سب کا مجھ کو علم ہے اور ہر شہر اور دریا کے باشندوں کی عبادت اور بندگی سے خوب واقف ہوں۔ اگر میں چاہوں تو مشرق کو مغرب کر دوں اور عورت کو مرد، زمین کو آسمان اور جابلقا کو جابلسا بنادوں ایک مشرک اس مجمع میں موجود تھا۔ جو قارون کا خزانہ رکھتا تھا اور کثرت مال کی وجہ سے بڑا تکبر اور تفاخر کیا کرتا تھا۔ جب حضرت کا یہ کلام سنا تو دل سے انکار کیا۔ جب مسجد سے نکلا تو غضب الہٰی میں گرفتار ہو کر مسخ ہوگیا اور کتا بن گیا۔ جب اپنا یہ حال دیکھا تو بہت پشیمان ہوا اور مسجد واپس گیا تاکہ امیرالمومنینؑ اپنی نظر عنایت سے مالا مال کر کے اس کے درد بے درماں کا علاج فرمائیں۔ جب اندر گیا تو مومنوں نے اس کو دھتکارنا شروع کیا اور پتھر و ڈنڈے مار کر باہر نکال دیا۔ جب رستہ نہ ملا تو گھر کو بھاگا اور اپنی خواب گاہ میں جاکر ریشمی بستر اور دیبا کے ہنالچہ پر لیٹ گیا۔ جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر کے بستر پر ایک کتا لیٹا ہے تو باندیوں سے کہا اس کو پتھر اور ڈنڈوں سے خوب مار کر باہر نکال دو باندیوں نے اس کے دانت توڑے اور گھر سے باہر نکال دیا۔ جب میدان میں پہنچا تو محلہ کے کتوں نے اس پر حملہ کیا اور دوڑ کر دانتوں اور پنجوں سے پھاڑ ڈالا اور دھکیل کر شہر سے نکال دیا۔ لاچار ہو کر جنگل کا رخ کیا اور بر مجنوں میں جارہا اور سات سال تک اس جنگل میں حیران و سرگرداں پھرتا رہا۔ کوئی چیز اس کے حلق سے نہ اترتی تھی۔ اور نہ خدا اس کو موت دیتا تھا۔ اس بیاباں میں ایک ریت کا ٹیلہ

تھارات دن اس کے گرد چکر کھاتا تھا اور برف، مینہ اور گرمی کی تکلیفیں جھیلتا تھا۔ جب وہ منافق کناگم ہوگیا تو اس کی قوم اور قبیلے کے لوگوں نے اس کو تلاش کرنا شروع کیا۔ ہر چند کوشش کی مگر کہیں نشان نہ ملا۔ آخر کار یہ فیصلہ کیا کہ کسی دشمن نے اس کو قتل کر دیا ہے اور اس کو ملک عدم کا راہی کیا۔ اس کا ماتم کیا گیا اور تعزیت کی رسم ادا کی گئی۔ اس دشمن خدا کے گھر میں ایک عورت تھی۔ ہنایت ایماندار پاک و پاکیزہ اور بہت ہی حسین و جمیل اس کا دل محمد وآلؑ محمدؐ کی محبت سے مالا مال اور معمور تھا وہ پری پیکر شوہر کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اور سات سال تک اسی لباس میں رہی گویا چشمہ آب حیات ظلمات میں روپوش تھا اور لگاتار اسی غم میں حسرت و اندوہ کے آنسو بہاتی تھی۔ عورتوں نے ہر چند اس کے رونے اور پیٹنے و ماتم داری کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر شوہر مرگیا تو کیا ہوا۔ تیرے ایک ایک بال پر شوہر قربان ہے۔ جب عورتوں کی باتوں سے ملول و محزون ہوئی تو شاہ مرداں کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ مجھ پر ایک مشکل آپڑی ہے اور مجھ کو کمال رنج لاحق ہوا ہے۔ حلال مشکلات اور سہال معضلات نے فرمایا۔ اپنی مشکل کا حال بیان کر تاکہ تیری مشکل حل کروں اور تیرا رنج دور کروں۔ اس نے عرض کی کہ ایک روز میرا شوہر اکیلا گھر سے نکلا اور بے پتہ ہوگیا۔ اس بات کو سات برس ہو چکے ہیں ہر طرف تلاش کیا گیا اور ہر قسم کی کوشش کی گئی مگر کہیں پتہ نہ لگا نہ کچھ خبر ملی۔ امیرالمومنینؑ فرمایا اے عورت! تیرا شوہر زندہ ہے لیکن ہنایت بدحال اور پریشان ہے گھر میں جا کر کھانا تیار کر اور کھانے کو لے کر اپنے محرموں کے ساتھ تبر مجنوں کی راہ لے اور دو فرسخ راستہ طے کر کے جب بائیں طرف ریت کا ٹیلہ

نظر آئے گا۔ اس کے آس پاس اپنے شوہر کو تلاش کر یہ سن کر عورت نہایت خوش ہوئی گھر پر جاکر قسم قسم کے کھانے تیار کیے۔ اور بتر مجنوں کی راہ لی۔ ریت کے ٹیلہ پر پہنچ کر ہر طرف نگاہ دوڑائی ایک ساعت کے بعد ایک کتا ظاہر ہوا۔ جب اس کی نظر ٹیلے کی چوٹی پر پڑی تو اوپر چڑھنا چاہا لیکن ضعف و ناتوانی کے سبب نہ چڑھ سکی عورت اپنے آدمیوں سمیت نیچے آئی۔ وہ کتا اس کے پاؤں میں گر کر بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ ترس کھا کر اس کتے کو کچھ روٹی اور کچھ حلوا دیدے۔ غلام نے روٹی کا ٹکڑا اس کے آگے ڈالا۔ مگر (ضعف جاذبہ) کمزوری کے سبب کھا نہ سکا۔ عورت نہایت حیران ہوئی اور اپنے ہاتھ سے پانی کا پیالا کتے کے آگے رکھا۔ جب پینے کا ارادہ کیا تو سیاہ خاک پیالے میں نمودار ہوئی یہ دیکھ کر عورت حیران رہ گئی۔ اور کہنے لگی کہ اے خالق ارض و سماں تو دانا اور بینا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ یہ بات ہے؟ مجھ کو امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے کہ بتر مجنوں میں جا۔ وہاں اپنے شوہر سے ملے گی۔ اس کے گلشن مراد سے گل مراد چنے گی۔ میں نے ان کے فرمانے کے مطابق اس جنگل میں گردش کی اور اس کتے کے سوا اور کوئی چیز مجھے نظر نہ آئی اور یہ مجھے یقین ہے کہ اس بزرگوار کا قول کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے۔ بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئی اور امیر المومنینؑ کی خدمت میں آکر اپنی حسرت و ناکامی پر خوب روئی اور عرض کی۔ جنابؑ نے فرمایا تھا کہ بتر مجنوں میں جا۔ وہاں اپنے شوہر سے ملے گی۔ آپ کے فرمانے سے یہ بیاباں طے کیا۔ وہاں ایک کتے کے سوا اور کسی کو نہ دیکھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا! تیرا شوہر وہی کتا تھا جو تو نے وہاں دیکھا اور اسے دیکھ کر حیران و سرگرداں ہوئی۔ عورت نے جب یہ بات سنی تو

جناب امیرؑ کے پاؤں میں گر پڑی اور نہایت تفرع وزاری کر کے عرض کی کہ اے امیر مومناں اور اے مقتدائے متقیاں اس راز کو کھول کر بیان فرمایئے۔ فرمایا تیرا شوہر مشرک تھا اس نے خداوند مصطفیٰؐ سے دشمنی کی اور میری ولایت میں شک کیا۔ خدائے تعالیٰ نے اسے مسخ کر دیا۔ عورت بچاری نے جب یہ بات سنی تو نہایت عجز و نیاز سے عرض کی اے ولی برحق بے چوں کے حق کا واسطہ اور پیغمبر رہنما کا تصدق ولایت کی طاقت سے میرے شوہر کی اصلی صورت میں مجھے دکھا دیجئے اور میرے دل غم دیدہ سے اس رنج و غم کو دور کر دیجئے۔ فرمایا اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لاؤ۔ یہ سنکر عورت بہت خوش ہوئی اور پھر اپنے آدمیوں کو لے کر بیاباں میں گئی اور کتے کے گلے میں رسی ڈال کر جناب امیرؑ کے پاس لے آئی جب وہ کتا حاضر ہوا تو خجالت اور شرم کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور زار زار رویا۔ امیرالمومنینؑ نے قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ اور وہ فوراً اصلی صورت پر ہوگیا۔ اسی طرح لباس پہنے اور پگڑی سر پر رکھے زمین پر گر پڑا اور زار و زار عرض کی اے امیرالمومنینؑ میں نے آپؑ کے بارے میں شک کیا اور اپنے کئے کی سزا پائی! اب میں شرک سے بیزار ہوا۔ میرے حال پر لطف و کرم فرمایئے اور ہدایت کی راہ دکھایئے جناب امیرؑ نے جب دیکھا کہ دین اسلام کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوگئی ہے تو زبان مبارک تلقین کے لئے کھولی اور اس کو ایمان کی تعلیم فرمائی۔ وہ شخص دین محمدی پر ایمان لایا اور اہل یقین میں داخل ہوا۔ (کوکب دری)

علیؑ کے جنازے کے لئے غیبی اونٹ آیا

خواجہ حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے امام حسنؑ و امام حسینؑ کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو تو تم لوگوں کو میرے سرہانے جنت کا کافور اور تین عدد کفن ملیں گے تم لوگ مجھے غسل دے کر اسی کافور سے حنوط کر کے کفن پہنا دینا۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے فرمانے کے بعد حضرت کے سرہانے ایک طلائی طبق میں کافور جنت کی پانچ خوشبوئیں اور جنت کا کفن دیکھا جب غسل کفن سے فارغ ہوئے تو ایک اونٹ آیا ہم نے جنازہ اس پر رکھا۔ کیونکہ حضرت علیؑ کی یہی وصیت تھی کہ اونٹ آئے گا اور میری میت کو میری قبر تک لے جائے گا۔ چنانچہ اونٹ آیا اور قبر کے کنارے جا کر وہ ٹھہر گیا کوئی اس جگہ سے واقف نہ تھا۔ قبر کھدی ہوئی تھی۔ ہم نے نماز جنازہ پڑھ کر اس قبر میں لاش اتاری۔ جب تک لاش کو دفن نہ کیا تھا اس وقت برابر ایک بادل سایہ کئے رہا۔ سفید طائر ہوا میں برابر اڑتے رہے۔ جب لاش قبر میں دفن ہو گئی تو بادل بھی ہٹ گیا اور پرندے بھی کہیں چلے گئے۔

علیؑ سے عداوت رکھنے والے کا منہ سیاہ ہو گیا

کتاب مجمع الفضائل والمناقب علامہ ابن شہر آشوب میں ہاشمی سے مروی ہے کہ انھوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا منھ کالا تھا اس سے جب دریافت کیا کہ تیرا منھ ایسا کیسے ہو گیا تو اس نے عرض کی کہ میں علیؑ سے عداوت رکھتا تھا اور اکثر برے الفاظ میں ذکر کرتا تھا۔ ایک رات میں سو رہا تھا کہ کیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آیا اس نے آواز دی تو ہی وہ ہے جو علیؑ کو برا کہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی میرے منھ پر ایک طمانچہ مارا جس سے مجھ کو کافی تکلیف ہوئی اور صبح کو جو منھ دیکھا تو اس طرح کا ہو گیا تھا۔

نہر فرات کی مچھلیوں نے آپ کی ولایت اور حجت خدا ہونے کی گواہی دی

سیرت امیرالمومنینؑ از سید عطا عباس رضوی صفحہ نمبر ۵۵۴ میں کتاب ہتذیب المتین صفحہ ۱۸۷ سطر ۲۲۱ کے حوالے سے ایک معجزہ جناب امیرؑ سے نقل کیا ہے کہ کتاب خرائج الجرائج میں نقل ہے کہ جب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ جنگ صفین سے فارغ ہو کر دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو آپ نے لب فراحت کھڑے ہو کر ایک تیر اپنی ترکش سے نکالا اور پھر ایک زرد رنگ کی چھڑی لے کر فرات کی موجوں پر ماری اور فرمایا اے آب دریا پھٹ جا۔ دریا کا پانی پھٹ گیا اور اس سے بارہ چشمے مثل کوہ عظیم جدا جدا نظر آنے لگے۔ جس کو دیکھ کر سارے لشکری حیران رہ گئے۔ پھر آپ نے کچھ کلام کیا جس کو حاضرین لشکر میں سے کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس وقت دریا کی تمام مچھلیاں پانی کی سطح سے اوپر آئیں اور آسمان کی طرف منہ کر کے تکبیر و تحلیل کی صدائیں بلند کیں اور پھر کہا سلام ہو تم پر اے حجت خدا خلق خدا پر ملک خدا میں اور چشمہ خدا بندگان خدا کے درمیان۔ اس قوم نے تمھاری نصرت کو ترک کیا۔ جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا۔

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگوں نے ان کا کلام سنا، اور اب گواہ رہنا اس پر یہ میری حجت ہے جس کی انھوں نے ابھی گواہی دی ہے۔

جادو گر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے

مصابیح القلوب میں ہبیرہ بن عبدالرحمن سے منقول ہے کہ وہ ایک دن

مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا اے ہبیرہ کیا تمھارا دل اپنے اہل و عیال کو دیکھنے اور ان سے ملنے کو چاہتا ہے جو اس وقت مدینہ میں ہیں۔ ہبیرہ نے عرض کی ہاں امیرالمومنینؑ اگر ایسا ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس پر امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ بعد نماز عشاء تم دوبارہ میرے گھر آنا انشاء اللہ تمھاری مراد پوری ہو گی میں جب دوبارہ حاضر خدمت ہوا تو آپ مجھ کو اپنے گھر کی چھت پر لے گئے مجھ سے عرض کیا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ آنکھیں کھولو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینے میں مولا کے ساتھ اپنے گھر کی چھت پر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ بچوں سے مل لو میں بچوں سے ملنے گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگیا۔ مولا نے پھر کہا کہ اب آنکھیں بند کر لو میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا آنکھیں کھولو جب آنکھیں کھولیں تو میں واپس کوفہ میں مولائے کائنات کی چھت پر تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے ہبیرہ لوگ کہتے ہیں کہ جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے۔ وہ باوجود کفر کے ایسا کرنے پر قادر ہے اور ہم ایماندار ہو کر کس طرح ایسا کرنے پر قادر نہ ہوں۔ میں محمد مصطفیٰ خیرالمرسلین کا وصیؑ نائب اور خلیفہ برحق ہوں مجھ کو چاروں آسمانی کتابوں کا پورا علم ہے پھر بتاؤ میں کس طرح اپنی خواہشات کو پورا کرنے پر قادر نہ ہوں۔

شہر سوس میں حضرت دانیال کی لاش کی برآمدگی جس کا حال سوائے حضرت علیؑ کے کسی نے نہیں بتایا

بحوالہ تاریخ اعثم کوفی صفحہ نمبر ۱۸۹ ادوار خلافت حضرت عمر کا واقعہ ہے کہ

ابو موسیٰ اشعری نے سوس پر حملہ کر کے شہر فتح کیا ہے اور جب دروازے سے اندر داخل ہوئے تو قبر کی مانند ایک بہت بڑا پتھر رکھا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک شخص کی لاش رکھی ہوئی ہے جس پر زربفت کا کفن ہے اور اس لاش کا سر برہنہ ہے۔ ابو موسیٰ اور ان کے ہمراہ اتنی بڑی لاش دیکھ کر حیران ہو گئے ابو موسیٰ اشعری نے چہرے پر ناک کو اپنے ہاتھ سے ناپا جو ایک ہاتھ کے برابر لمبی تھی۔ ابو موسیٰ نے اہل شہر سے اس لاش کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے اور اس کو مرے ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں جو ابھی تک اس کی لاش خراب نہیں ہوئی ہے اور مانند زندہ یہ لاش ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص شہر عراق کا رہنے والا تھا وہاں کے لوگ اس شخص کے ذریعہ بارش نہ ہونے کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ یا جب کبھی کوئی مصیبت پڑ جاتی یہ شخص مصیبت دور کرنے کا باعث ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ہمارے شہر میں بھی بارش نہیں ہوئی جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے کہا اس شخص کو عراق سے بلا کر دعا کرائی جائے لیکن اہل عراق نے منع کر دیا لیکن جب ہم لوگوں نے پچاس آدمی اپنے ضمانت کے طور پر ان کے پاس رکھے تو انھوں نے اس کو ہمارے پاس آنے کی اجازت دیدی۔ اس نے دعا کی خوب بارش ہوئی۔ قحط کی بلا رفع ہو گئی۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے اپنے پچاس آدمی عراق ہی میں چھوڑ دیئے اور اس متبرک شخص کو یہاں روک لیا اور اس شخص کی برکات نفس سے رفاہ اور آسائش حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی اجل واقع ہو گئی۔

ابو موسیٰ اشعری نے اپنی فتوحات کے حال کے ساتھ ساتھ اس لاش کی بھی پوری کیفیت جو وہاں کے لوگوں سے معلوم ہو سکی تھی لکھ کر حضرت عمر کو

ارسال کر دی ۔ حضرت عمر نے تمام اصحاب کو جمع کیا اور دانیال کا حال دریافت کیا۔ کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ پھر حضرت عمر نے علیؑ سے دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہاں زمانہ بعہد بخت نصر دانیال حکیم پیغمبرؑ مرسل گزرے ہیں اس کے بعد آپ نے حضرت دانیال کا اول سے آخر تک حال بیان کیا۔ اور حضرت عمر سے کہا کہ تم موسیٰ اشعری کو لکھ دو کہ لاش کو وہاں سے اٹھا کر اس پر نماز پڑھو اور کسی ایسی جگہ پر دفن کر دو کہ ان کی قبر کا پتہ نہ معلوم ہو سکے حضرت عمر نے بموجب ارشاد حضرت علی علیہ السلام، موسیٰ اشعری کو تمام باتیں لکھ دیں ۔ موسیٰ اشعری نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ دریائے سوس کا رخ پھیر دیں ۔ بعد اسکے دانیال پیغمبرؑ کی لاش وہاں سے نکال کر دوسرا کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی اور اس دریا کے راستہ میں کسی جگہ بڑی مضبوط اور مستحکم قبر بنا کر دریا کو اس جگہ پر دوبارہ جاری کرا دیا۔ یہ ہوتے ہیں علم لدنی کے جاننے والے۔

شہد کی مکھی نے رسول خدا کی رسالت اور علیؑ کی ولایت کی گواہی دی

بحوالہ کتاب ینابیع المودۃ از علامہ جلیل شیخ حسینی بلخی قندوری حنفی سنی مفتی قسطنطنیہ صفحہ نمبر ۱۱۲، باب ۴۶ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسولؐ اللہ کے ساتھ میں ایک گلی میں جا رہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ اللہ کے رسولؐ کے ہاتھ میں تھا۔ ہمارا گذر ایک شہد کی مکھی کے پاس سے ہوا اس مکھی نے چلا کر کہا یہ محمدؐ ہیں جو انبیا کے سردار ہیں۔ یہ علیؑ ہیں جو اوصیا کے سردار ہیں اور ائمہ طاہرین کے باپ ہیں۔ پھر ہدایت

یافتہ ہیں اور یہ علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں۔ پھر ہم ایک اور شہد کی مکھی کے پاس سے گزرے۔ مکھی نے چلا کر کہا یہ محمدؐ ہیں جو اللہ کے رسولؐ ہیں اور یہ علیؑ ہیں جو اللہ کی تلوار ہیں۔

قبر سے اٹھ کر مردے نے کہا السلام علیکم یا وصی اللہ

مصابح القلوب میں جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز مشرکان عرب میں سے تین شخصوں نے آکر کہا اے محمد تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ابراہیم پیغمبرؑ، موسیٰ پیغمبرؑ اور عیسیٰ پیغمبرؑ سے افضل ہوں۔ حالانکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ اس کے مقابلہ میں آپ ظاہری طور پر کچھ نہیں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر ابراہیم خلیل اللہ تھے تو میں حبیب اللہ ہوں اور حبیب خلیل سے بہتر ہوتا ہے۔ اگر حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر حق تعالیٰ سے کلام کیا تو میں نے شب معراج عرش اعظم پر حق تعالیٰ سے باتیں کیں اور شریعت طریقت اور حقیقت کے اسرار سے نوے ہزار باتیں سیکھیں بعد ازاں اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار زبان معجزہ بیان فرمایا۔ یا علیؑ میری خبر لو۔ حضرت امیر المومنینؑ فوراً حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے نہایت بشاشت اور کمال سرور سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دریافت کیا کہ اے میرے بھائی میرے نائب تم کہاں تھے۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں ایک نخلستان میں تھا کہ آپ کی یاد سے یہاں آگیا۔ پھر اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا اے علیؑ تم میرا پیراہن پہن کر ان تین شخصوں کے ہمراہ یوسف بن کعب کی قبر پر جاؤ اور دعا کرو۔ تاکہ تمہاری دعا کی برکت سے حق تعالیٰ اس کو زندہ کردے۔ امیر المومنینؑ جناب سید المرسلینؐ کا پیراہن

مبارک زیب تن کر کے ان تین شخصوں کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں بھی آنحضرتؐ کی اجازت سے وہاں گئی۔ کہ علی ابن ابی طالبؑ ابن کعب کی ٹوٹی پھوٹی قبر پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے قبر والے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ۔ قبر حرکت میں آکر پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بوڑھے نے اٹھ کر کہا۔ السلام علیک یا وصی المرسلینؑ جناب امیر نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں یوسف بن کعب ہوں اور مجھ کو تین سو سال ہوئے ہیں اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے اس وقت میرے کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے۔ اے یوسف اٹھ اور خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کر تینوں مشرک یہ دیکھ کر حیران ہو گئے اور آپس میں خیال کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ ہماری وجہ سے محمدؐ کو ایسا معجزہ دکھانا پڑا کہیں ان کے ایمان اور مضبوط نہ ہو جائے۔ کہا اے علیؑ اس شخص سے کہہ دیجئے کہ اپنے مقام سے واپس چلا جائے امیرالمومنینؑ نے کہا کہ اے کعب سو رہو کہ قیامت قریب ہے وہ قبر میں چلے گئے اور قبر خود بخود برابر ہو گئی۔

امام حسن علیہ السلام کی فرمائش پر جنت سے انار منگوا دیئے

مصابح القلوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز امام حسن علیہ السلام نے مسجد نبویؐ میں امیرؑ سے فرمائش کی کہ اے بابا مجھ کو انار چاہیئے آپ نے اپنا ہاتھ مسجد کے ستون کی طرف بڑھایا۔ اس میں سے ایک شاخ نمودار ہوئی جس کے اندر چار انار لٹک رہے تھے۔ انار توڑ کر امام کو دیئے اور فرمایا اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ حاضرین حیران ہو کر دریافت کرنے لگے۔ یا امیرالمومنینؑ یہ

کہاں کے ہیں۔ فرمایا یہ بہشت کے ہیں۔ پھر یہ لوگ بولے کیا آپ اس پر قادر ہیں فرمایا ہاں۔ کیا تم لوگوں کو وہ حدیث یاد نہیں جو اللہ کے رسولؐ نے میرے حق میں ارشاد فرمائی تھی کہ اے علی تم بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا اللہ کا وصی ہوتا ہے وہ ہر امر پر قادر ہوتا ہے اور یہی رسولؐ کے نائب کی شان ہوتی ہے۔

وہ پتھر تلاش کرو جس پر چھ انبیاء کے نام کندہ ہیں اگر تم امام ہو

حضرت عمار یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ مجھ کو اپنے ساتھ لے کر کوفہ سے باہر کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی دو فرسخ فاصلہ طے کیا تھا۔ بجلہ کے مقام پر کچھ یہودی آپ کی خدمت حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے اے علی ابن ابی طالبؑ اگر آپ امام ہیں تو ہم لوگ کچھ آپ سے دریافت کریں گے کہ وہ آپ بتائیں گے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا بیشک ہم امام ہیں منجانب اللہ اور تم جو کچھ دریافت کرنا چاہتے ہو وہ میں خدا کے حکم سے ضرور بتاؤں گا۔ یہودیوں نے کہا ہمارے اجداد کے پاس ایک پتھر تھا جس کے اوپر چھ انبیاء کے نام مبارک تحریر تھے۔ ہم لوگ اس پتھر کی تلاش میں ہیں۔ لیکن کافی تلاش کے بعد بھی وہ پتھر ہم لوگوں کو کہیں دستیاب نہیں ہوا۔ اگر آپ اس پتھر کو تلاش کردیں تو ہم شکر گزار ہوں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ عمار کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔ حتیٰ کہ خشکی کے مقام ایسے مقام پر وارد ہوئے کہ جہاں ریت کا ایک بہت بڑا پہاڑ موجود تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے ہوا! اس ریت کو اڑا کر لے جا تاکہ زمین نظر آسکے۔

تھوڑی دیر میں ریت کو ہوا اڑا کر لے گئی نیچے ایک بہت بڑا پتھر نظر آنے لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ ہے تمھارا پتھر لوگوں نے پتھر کو دیکھا۔ اس پر کہنے لگے کہ اس پر تو چھ انبیاء کے نام کندہ ہیں۔ وہ تو نہیں دکھائی دے رہے ہیں جن کو ہم لوگوں نے اپنی کتاب میں پڑھا تھا اور سنتے آرہے ہیں۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اس پتھر پر یہ نام اسی طرح موجود ہیں۔ جس طرح یہ پتھر زمین پر موجود ہے۔ حضرتؑ نے کہا تم لوگ اس پتھر کو الٹو۔ کافی آدمیوں نے وہ پتھر الٹنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ پھر اللہ کے شیرؑ نے اس کو الٹ دیا پتھر پر چھ انبیاء کرام کے نام اس طرف لکھے ہوئے تھے جو صاحب شریعت پیغمبرؑ ہیں۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

یہودیوں کے اس گروہ نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول اور آپ امیرالمومنین سیدالوصیین خلیفہ برحق اور اس زمین پر اللہ کی حجت ہیں۔ (عیون المعجزات)

علیؑ کی منت کا دھاگہ جب سے پہنا ہے اس وقت سے میری زندگی میں ایک نئی روشنی پیدا ہو گئی ہے

ایک عیسائی خاتون کا انٹرویو

۱۹۷۴ء میں ہندوستان کی مشہور زمانہ عیسائی خاتون ہیلن جو اپنی فنکارانہ صلاحیت کی وجہ سے عالمی شہرت کی حامل ہیں ان کا انٹرویو "ہفت روزہ اخبار جہاں" ۱۳ فروری ۱۹۷۴ء کو شائع ہوا تھا۔ سوال وجواب کے دوران اخباری نمائندہ نے ہیلن سے کہا کہ یہ بات آپ کے لئے مشہور ہے کہ آپ مسلمان

ہو گئی ہیں کیا یہ سچ ہے۔

ہیلن: یہ جھوٹ ہے کہ مسلمان ہو گئی ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ میرے گلے میں حضرت علیؑ کا نذر کا دھاگہ پڑا ہوا ہے۔ ایک بار میں نے ایک منت حضرت علی علیہ السلام سے مانی تھی وہ پوری ہو گئی کسی دوسرے مذہب کا احترام کرنا بری بات تو نہیں ہے۔

ہاں ایک بات خاص یہ ہے کہ جب سے میں نے یہ دھاگہ پہنا ہے۔ تب سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں مجھے بے انتہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں یہاں آپ کو ایک مثال دیتی ہوں کہ مشہور صحافی۔ ڈی۔ ایف کراکا کی زندگی پر حضرت علیؑ کی شخصیت کا کتنا اثر پڑا ہے تو کیا وہ مسلمان ہو گئے ہیں؟ اروڑا ہیلن کے شوہر انتہائی متعصب انسان ہیں اور خاص کر مسلمانوں کے خلاف دل میں بہت نفرت رکھتے ہیں۔ ہیلن نے دوبارہ کہا کہ علی اللہ کی طرف سے اوتار ہیں۔ اوتار کا کام ہر انسان کی مدد کرنا ہوتا ہے جس طرح اللہ سب کو روزی دیتا ہے اس ہی طرح ان کا اوتار مدد کرتا ہے۔

یہ ہے ایک کافر کا عقیدہ ہم مسلمان عالم کو علیؑ کے نقطہ پر جمع ہونے کی دعوت ہے کہ کاش ان کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو ہر طرف امن ہی امن پیدا ہو جائے گا۔

مولا علیؑ کے روضۂ مبارک نجف "عراق" میں آج بھی معجزے ہوتے ہیں

شہرۂ آفاق پارسی ادیب و صحافی کا مولا مشکل کشاء حضرت علیؑ سے عشق روضۂ مبارک پر حاضری کی ایک عجیب و غریب داستان ضریح اقدس پے مس

ہوتے ہی قلب کا دورہ ختم ہوگیا۔ پارسی عاشق پر مولا کا عدیم المثال کرم۔

مسٹر۔ ڈی۔ ایف۔ کراکا تعارف

مسٹر کراکا بمبئی سے شائع ہونے والے ہفتہ روزہ مشہور زمانہ انگریزی اخبار "کرنٹ" کے مدیر تھے۔ آپ کا تعلق پارسی فرقے کے ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں جو عالمی شہرت کی حامل ہیں ان کتابوں میں خود ان کی اپنی سوانح عمری بھی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنے آپ کو خدا کے وجود کا منکر بتایا ہے۔ اور نہ کسی مذہب کا پابند ساتھ ہی اپنے آپ کو خطا کار انسان بھی بتایا ہے۔ اس سوانح عمری کا ایک باب بعنوان "حضرت علیؑ" اس باب میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۹۵۴ء میں حضرت علیؑ کے خواب میں آئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہر مشکل میں مدد فرمائی اور میں تین دفعہ آپ کے روضۂ مبارک پر عقیدت کے ساتھ حاضری دے چکا ہوں۔

زیر نظر معجزہ میں کراکا کی روداد مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء کے شہرۂ آفاق انگریزی جریدہ کرنٹ بمبئی انڈیا کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ہر زبان کی اپنی خوبصورتی اور اپنا اسلوب ہوتا ہے۔ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت وہ حسن برقرار نہیں رہتا جو اس زبان کا خاصہ ہوتا ہے۔ کسی لگاؤ جو کہ ایک غیر مسلم بلکہ منکر وجود خدا کے قلم سے مولا علیؑ مشکل کشا عالم معجزہ نما کی شان والا میں کسی طرح جذبہ عشق میں ڈوبے ہوئے پر خلوص مودت کے جذبات اور حقیقی عشق کا اظہار کرتا ہے جس کو پڑھ کر آپ کے جذبہ ایمانی کو اور پختگی ہوگی۔

کراکا تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۹۶۸ء میں میرے گردہ اور مثانہ کا ایک پیچیدہ

آپریشن ہوا۔ اس آپریشن کے بعد ہی جس کے زخم کا نشان ۱۲ انچ لمبا ہے میرے دل میں حضرت علی علیہ السلام کے روضۂ مبارک پر حاضری کی شدید تمنا پیدا ہوئی اس لئے کہ چودہ سال پہلے اسلام کے یہ عظیم رہنما میرے خواب میں آئے تھے وہ میرے خواب میں کیوں آئے تھے یہ مجھ سے نہ پوچھئے مجھے معلوم ہوا کہ "علی اعظم" عراق کے شہر نجف جو بغداد سے ۱۸۰ کلو میٹر جنوب مشرق میں واقع دفن ہیں۔ ان کی زیارت کو جانے کے لئے میں بمبئی کے عراقی قونصل جنرل کے گھر گیا جو قدیمی نقش و نگار اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو قونصل نے میری ترکی قہوہ سے ضیافت کی میں قہوہ پینے لگا جو بہت لذیذ تھا۔ لیکن میرے گروہ کے لئے جس سے ابھی ابھی پتھری نکالی گئی تھی مفید نہیں تھا۔ میں نے قونصل جنرل کو اپنے آنے کی وجہ بتائی کہ میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے بغرض زیارت عراق جانا چاہتا ہوں۔ ایک صحافی کی حیثیت سے نہیں کیونکہ مزار مبارک حضرت علی علیہ السلام پر حاضر ہو کر اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت علیؑ:۔ عراقی قونصل جنرل نے متعجب ہو کر کہا۔ "لیکن آپ تو مسلمان نہیں ہیں۔" "جی ہاں" میں نے جواب دیا۔ میں مسلمان نہیں ہوں لیکن ۱۹۵۴ء میں حضرت علی علیہ السلام خود میرے خواب میں آئے تھے۔ انھوں نے اپنا مبارک چہرہ دکھایا تھا۔ انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا تھا اور انھوں نے مجھے اپنی جانب کھینچا تھا۔" قونصل جنرل نے جو اس نام کی عظمت کا پورا احساس رکھتا تھا میرے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔ اس پر خوف اور عظمت کا احساس طاری ہو چکا تھا اور اسی احساس کے تحت اس کی زبان سے یہ

الفاظ نکل رہے تھے۔ حضرت علیؑ انھوں نے پھر کہا لیکن آپ مسلمان نہیں ہیں پھر وہ آپ کے خواب میں کیوں تشریف لائے۔

میں نے جواب دیا۔ مجھ سے نہ پوچھئے کیوں؟ یہ سوال حضرت علیؑ سے کیجئے مجھ سے نہ کیجئے۔

میری پہلی کہانی یہ ہے کہ میں پہلی بار کیسے نجف پہنچا اور میرے پروگرام میں کیسے کیسے تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ جن کے نیتجہ حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کے دن مجف پہنچا تھا یہ پوری داستان ۱۹۶۸ء کے شمارے کرنٹ اخبار بمبئی انڈیا میں تحریر کرچکا ہوں اس داستان کو میں نے اپنی کتاب (THE CAME HAZRAT ALI میں بھی تحریر کیا ہے جو ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ اس دن جیسے ہی میں نے حضرت علی علیہ السلام کے روضۂ مبارک پر قدم رکھا ویسے ہی ساری روشنی کے جھاڑ اچانک روشن ہوگئے تھے۔ اور انکی روشنی سے پورا روضہ منور ہوگیا تھا۔ روضہ کے گنبد میں جڑے ہوئے ہزاروں آیئنے جگمگا رہے تھے۔ بغداد میں میری آمد کی تاریخ میں متعدد تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ میں جس وقت روضۂ اقدس میں داخل ہوا اسی وقت سے حضرت علیؑ کی ولادت کا جشن شروع تھا۔ مسلم کیلنڈر کی رو سے دن غروب آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔

فروری ۱۹۷۰ء میں دوبارہ نجف گیا اس وقت مجھ کو احساس ہوا کہ میری حاضری سے حضرت علی علیہ السلام زیادہ خوش نہیں تھے۔ ان کے روضہ کے طلائی گنبد کی مرمت ہو رہی تھی۔ یہ وہی زمانہ تھا جب ایک آسٹریلین غنڈے

نے یروشلم کے قدیم حصہ میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔ اور اس وقت جبکہ میں نجف کے روضۂ اقدس کے ایک کونے میں بیٹھا دعاؤں میں مصروف تھا۔ ایک مسلح حفاظتی دستہ میری نگرانی کر رہا تھا۔ جب میں ایک سید کے ساتھ روضہ کے باہر صحن میں آیا تو اس وسیع و عریض صحن ہم محض دو آدمی تھے۔ باقی سارا روضہ خالی تھا۔

میں حکومت عراق کا ممنوں ہوں کہ انھوں نے مجھے ویزا عطا کر دیا تاکہ میں نجف جا کر حضرت علیؑ اعظم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کر سکوں۔ اب میں نجف کے تیسرے سفر سے واپس آیا ہوں۔ یہ میری تیسری زیارت ہے جو اپنے حسن و دلکشی میں سابقہ زیارت کو ماند کر دیتی ہے جیسا کہ "کرنٹ" اخبار کے قارئین جانتے ہیں۔ یہ سال میرے لئے اور اخبار کے لئے کچھ اچھا ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ان کاموں کے علاوہ جو مجھے مشرق وسطے میں تھے میں ان روضۂ اقدس میں حاضری ضرور دینا چاہتا تھا۔ جس کے مکین اس وقت بھی میری مدد کرتے ہیں۔ اس حضوری کا نتیجہ یہ ہے کہ میں جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر زیادہ تازہ نظر آتا ہوں۔

اتوار کی صبح سوا سات بجے۔ بی، او، اے سی کے طیارے کے ذریعہ میں بمبئی کے ہوائی اڈے سانتا کروز سے روانہ ہوا۔ دوبئی، کویت سے ہوتا ہوا بغداد کے ہوائی اڈے پر اترا بغداد کا وقت ہمارے ہندوستان کے وقت سے ڈھائی گھنٹہ پیچھے ہے۔ ایک دن یہاں قیام کے بعد دوسرے پیر کے روز ہم کربلا کی راہ سے نجف کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ سڑک، شفالٹ کی بنی ہوئی ہے اور شاہراہوں کی تعمیر کا ایک نمونہ ہے۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک سڑکوں کی تعمیر

پر پوری توجہ دیتے ہیں ۔ میرے ڈرائیور کا خیال تھا کہ میں پہلے کربلا کی زیارت کروں گا جہاں حضرت کے دو بیٹے یعنی امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ کے مزار ہیں ۔ یہ دونوں کربلا کی جنگ میں شہید ہوئے تھے ۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ ہم سیدھے نجف جائیں گے ۔ ڈرائیور نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ۔ " لیکن سارے سیاح پہلے کربلا جاتے ہیں ۔ ہوا کرے لیکن میں تو سیدھا نجف جاؤں گا ۔ میں سیاح نہیں ہوں ڈرائیور نے مڑ کر تعجب سے مجھ کو دیکھا ۔ میں نے اسے سمجھایا کہ میں نہ مسلمان ہوں اور نہ سیاح ہوں ۔ میں حضرت علی علیہ السلام کے حضور میں عقیدت کا سر جھکانے جا رہا ہوں ۔ اس لئے کہ برسوں پہلے وہ میرے خواب میں آئے تھے ۔ گزشتہ سال جب میں بیحد بیمار تھا تو پورے سال انھوں نے ہی مجھے باقی رکھا تھا ۔ باوجود اس کے کہ میں زور سے بول رہا تھا لیکن میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں خود اپنے آپ سے گفتگو کر رہا ہوں ۔ اس لئے کہ بے چارہ عرب ڈرائیور جس کی انگریزی بہت ٹوٹی پھوٹی تھی وہ سمجھ ہی نہ سکا تھا کہ کس کے بارے میں میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ دوسرے اس نکتہ کو جو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ نجف کے روضہ کا اور میرا ایک ذاتی اور نجی رشتہ ہے جس کا کوئی مذہب سے تعلق نہیں ہے ۔ اچھا تو پہلے آپ نجف جائیں گے اور پھر کربلا جائیں گے ۔ ڈرائیور نے کہا اور میں نے سوچا کہ اس بات کو یہیں ختم کر دیا جائے ۔ چنانچہ ہم کربلا سے گزرے اور باوجود اس کے کہ میں نے کربلا کے دونوں مزاروں کو بڑے احترام سے ہاتھ جوڑ کر سلام کیا لیکن ہم براہ راست نجف چلے گئے ۔ اب بہت شدید گرمی ہو رہی تھی ۔ یہ گرمی دہلی کی گرمی سے زیادہ تھی ۔ اور نمی یا سمندری ہوائیں جو مہاراشٹر کے ساحل پر ہوا کرتی ہیں ان کا

کوئی نشان نہیں تھا۔ کبھی کبھی ہم راستے میں ٹھہر جاتے تھے تاکہ پیپسی کولا یا انگوروں یا تو بوزوں کی قاشوں سے اپنے ہونٹوں کو تر کرتے رہیں جس سے بڑی تراوٹ اور فرحت ملی۔ پانچ کلو میٹر کے فاصلہ سے ہی نجف کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ حضرت علیؑ کے روضہ کا طلائی گنبد ستمبر کی دوپہر میں خوب چمک رہا تھا اور میں نے دور ہی سے اسے پہچان لیا۔ میرے دل میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ اور ظاہراً میں پر سکون بنا رہا۔ "بابا" کہہ کر میں نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کیا۔ میں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے پھر مجھے آنے کی اجازت عطا فرمائی۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور جیسا کہ میرا ورد ہے میں نے ایک سو دس مرتبہ حضرت علیؑ کے نام ورد کیا۔ اس سال میں نے فروری سے لے کر ان تک میں نے یہ نام (علیؑ علیؑ) پانچ لاکھ مرتبہ سے زیادہ لیا ہوگا۔ یہ ریڈیو بنیڈ پر ویو لینگھ حاصل کرنے کا معاملہ ہے۔ سوئی کو صحیح طور پر گھمایئے تو آپ کو وہ اسٹیشن مل جاتا ہے جس کی آپ کو تلاش ہوتی ہے ورنہ ہزاروں مرتبہ سوئی گھماتے رہیئے آپ کو اصلی اسٹیشن نہیں ملے گا۔ نجف پہنچ کر اشفالٹ کی پختہ سڑک ختم ہوگئی۔ زمین خاک آلود تھی اور ناہموار، ڈرائیور نے پوچھا کیا ہم سیدھے روضہ پر چلیں؟ یہاں پہنچ کر مجھ سے غلطی ہوگئی۔ بمبئی میں عراقی قونصل جنرل نے مجھے نجف کے گورنر کے نام ایک تعارفی خط دے دیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے گورنر سے مل لوں۔ اس کے بعد روضہ پر چلوں چونکہ عراقی گورنمنٹ کے نمائندہ نے بڑے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے یہی کروں (یعنی گورنر کے پاس چلوں) زیادہ مناسب ہوگا لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میرے لئے ایسا کرنا غلط تھا۔ میں

کربلا میں نہیں ٹھہرا تو خیر لیکن حضرت علی کے حضور میں نیازمندی کا سرخم کرنے سے قبل عراقی حکومت کے کسی رکن کے پاس خواہ وہ کتنا ہی بلند ہو جانا میری سب سے بڑی غلطی تھی۔

گورنر ازراہ مہربانی کبابوں سے میری ضیافت کی اور ایک حفاظتی دستہ بھی میرے ساتھ کر دیا۔ لیکن جیسے ہی میں روضہ پر پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ کلید بردار نے میرے داخلہ کی ممانعت کر دی ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں صحن میں تو گھوم سکتا ہوں۔ لیکن روضہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا مجھے حضوری سے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ تو میری غلطی تھی اور میں خود اپنے سوا کسی کو الزام نہیں دے سکتا تھا۔ جیسے عالم احساس میں یہ تادیبی الفاظ سن رہا تھا "کہ تم میرے پاس آنے کے لئے حکومت کا واسطہ تلاش کرتے ہو۔" جبکہ میں خود خواب میں تمھارے پاس آیا تھا۔

میں نے کوئی آواز تو نہیں سنی لیکن یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام مجھ سے یہی جملہ فرما رہے تھے میں نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا تھا لیکن اب اس کی تلافی بھی کیا ہو سکتی تھی۔

میں صدر دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا اور مجھے ملامت کی گئی تھی اسے میں نے قبول کر لیا۔ میں نے کوٹ کی جیب سے وہ کارڈ نکالا جس پر میں نے ان لوگوں کے نام لکھ لئے تھے جن کے لئے مجھے اس دربار میں دعا کرنی تھی اور وہ چیزیں لکھ رکھی تھیں جن کے لئے دعا کرنی تھی میں صحن میں کھڑا دعائیں مانگ رہا تھا۔ اور سینکڑوں عرب عورتیں اور بچے مجھے دیکھ رہے تھے مجھے خود اپنے اوپر ترس آرہا تھا۔ میرے ساتھ حفاظتی سپاہیوں کے دستہ دیکھ کر کچھ سید روضے سے باہر

آئے۔ وہ میرے متعلق آ' میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک آدمی بار بار اپنے سینہ پر ہاتھ رکھتا تھا۔ میرے پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہے امام علیؑ تمھارے دل میں ہیں سپاہی مجھ سے دور کھڑے تھے انھوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ تاکہ میں اطمینان سے دعا کرلوں ازراہ مہربانی کھانا ضرور کھلایا۔ لیکن وہ مجھے روضہ کے اندر نہیں پہنچا سکتے تھے میں اندر نہیں جانا چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ عراقی حکومت کے ایک بہت بڑے افسر نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر علی علیہ السلام تمھیں بلاتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت تمھیں ان کی زیارت سے نہیں روک سکتی مجھے اپنے ملک میں جیل جانا پڑا تھا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ اس کی مثال تو ایسی تھی جیسے زندگی میں ذرا سی خاک جسم پر پڑ جائے۔ لیکن حضرت علیؑ کے روضہ کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنا میرے لئے از حد تکلیف دہ تھا یہ تو ایسا ہی تھا جیسے کسی برہمن کو اس کے مقدس مندر میں جانے سے روک دیا جائے میں نے دعائیں کیں اور نہایت رنج اور مایوسی کے عالم میں بغداد واپس ہو گیا۔

صراط مستقیم

میں جس سڑک پر تھا ویسی سڑک میرے خیال میں ساری دنیا میں ایک سڑک تھی۔ یہ وہی سڑک ہے جس کا ذکر بائبیل میں ہے اور میں نے اسے اس وقت دیکھا تھا جب برسوں پہلے ایک دن کے لئے بیروت سے دمشق گیا تھا۔ اس سڑک کا نام "صراط مستقیم" تھا۔ یہ سڑک بہت ہی مقدس سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے کہ بائبیل کے بقول اس سڑک پر حضرت عیسیٰ چلے تھے۔ میں جیسے ہی نجف کی طرف سڑک پر روانہ ہوا جو روضہ کو جاتی تھی مجھ پر احترام تقدس۔ ایک اندرونی جذبہ اور خوف کی ملی جلی کیفیت طاری ہوگئی۔ سڑک ریتلی تھی اور میرے داہنی جانب ایک گڑھا کھدا ہوا تھا۔ یہ گڑھا گلی کے کنارے بڑے بے قاعدہ طریقے پر کھدا ہوا تھا۔ میرے بائیں جانب کچھ بوڑھے لوگ تھے اور ہزاروں عورتیں اور بچے تھے۔ بعض سڑک پر سو رہے تھے اور بعض جاگ چکے تھے۔ سڑک پر صرف ذرا سی جگہ تھی جس پر لوگ چل سکتے تھے اور یہ بھی آنے جانے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں بڑی احتیاط سے چل رہا تھا تاکہ کسی سونے والے پر پاؤں نہ پڑ جائے اور اچانک میں نے دیکھا کہ میں صحن اقدس کے دروازے پر پہنچ گیا ہوں۔ میں دروازے پر ٹھہرنا چاہتا تھا۔ لیکن پیچھے سے آنے والے ریلے کے نیچے میں میرے پاؤں نہیں ٹک سکے اور میں صحن میں داخل ہوگیا۔ صحن میں غضب کا مجمع اور سڑک سے زیادہ بھیڑ بھاڑ تھی۔ ہزاروں عورتیں کالی عبائیں اوڑھے اس سمت میں بڑھ رہی تھیں۔ جدھر سے روشنی کا سیلاب بڑھ رہا تھا۔ میں پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ مڑ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ایک طرف کنارے ہوجاؤں تاکہ وہ لوگ جو میرے

پیچھے آرہے ہیں آگے بڑھ کر روضہ تک چلے جائیں۔ میں یہ اس لئے چاہتا تھا کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ اس مرتبہ مجھے روضہ کے اندر حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اور مجھے باہر ہی کھڑے رہنا چاہئے۔ چونکہ یہ ان کا (حضرت علیؑ) کا حکم تھا۔ اس لئے میں بھی اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتا تھا لیکن پھر ایک ریلا آیا جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اور اس ریلے کے نتیجہ میں میں پھر کنارے سے ہٹ کر اصل مجمع میں پہنچ گیا۔ عین اسی وقت میرے سینے میں درد شروع ہوا۔ میں جان گیا کہ دل کے پٹھے کا درد ہے جسے پونا میں میرے ماہر امراض قلب نے کہا تھا کہ وہ مرچکا ہے اور اس کے نتیجے میں اب نہ درد ہوگا اور نہ پٹھا زندہ ہو سکے گا مجمع میں پسا جا رہا تھا اور مجھے ٹھنڈے پسینے آنے شروع ہوگئے۔ قلب کے دورے کی نشانیوں کو میں خوب جانتا ہوں اس لئے اب جو کیفیت مجھ پر طاری تھیں ان کے نتیجہ میں میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ شاید بس اب یہیں اور اسی وقت مجھے قلب کا پھر سے دورہ پڑنے والا ہے۔ میں مبہوت ہو رہا تھا، مجھے کچھ ہوش نہیں تھا اور ریلے کے زور میں بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور میں نے دیکھا کہ میں روضہ کی سیڑھیوں تک پہنچ گیا ہوں۔ میرے پاؤں لڑکھڑانے لگے اور میں گھٹنوں کے بل گرنے لگا۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور چاروں طرف نظر ڈالی تاکہ یہ معلوم کروں کہ میں کہاں ہوں ؟ معلوم ہوا کہ میں اس جگہ ہوں جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں۔ میں کشف بردار کے سامنے تھا۔ اس نے میرے چپل لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور قبل اس کے میں یہ سوچتا کہ اب کدھر جاؤں مجھے کسی نے اٹھا کے آگے پہنچایا اور میں نے اچانک دیکھا کہ میں روضۂ کے اندر ہوں۔ روضے میں نور کا سیلاب

تھا۔ روشنی کے وہ جھاڑ جو ایک مرتبہ صرف میرے لئے روشن کئے گئے تھے پوری تابناکی سے جگمگا رہے تھے اور میں نور کے اس حصار میں حضرت علیؑ کی مقدس ترین بارگاہ کے اندر کھڑا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ خود مجھے میرے جسم و جان کے ساتھ روضہ کے اندر لے آئے تھے۔ روشنیاں پوری طرح جگمگا رہی تھیں۔ اور گنبد دیواروں کے آئینے ان روشنیوں کے عکس سے ہیرے کی طرح جگمگا رہے تھے اور جس طرح پہلے میرا استقبال کرتے تھے اسی طرح آج بھی مجھے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ میں گنبد کے نیچے پہنچا دیا گیا تھا۔ یہاں بے پناہ مجمع تھا۔ اور لوگ نمازوں میں مصروف تھے۔ میرے لئے کسی طرف جانا ناممکن تھا۔ میں بس ضریح کی طرف بڑھ رہا تھا۔ واپسی کا سوال نہیں تھا ریلے میں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے میں بھی ریلے کے ساتھ آگے بڑھنے پر مجبور تھا ضریح کے ایک جانب کھڑے ہوئے سیدوں نے میرا استقبال کیا۔ کیا یہ استقبال محض خوش اخلاقی کے مظاہرے کے طور پر تھا؟ یا انھیں یہ معلوم ہوگیا تھا کہ میں کون ہوں۔ انسان کی یہ کمزوری ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقت سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام کی مرمریں قبر مبارک پر قائم کی ہوئی سیمین ضریح کے گرد طواف کرتے وقت میں نے اپنے دل کی گہرائیوں میں یہ محسوس کیا کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا جس کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے یہ لاکھوں آدمی اس مجمع میں جمع ہوئے ہیں۔

میں نے ۱۶ اپریل ۱۹۵۴ء کی صبح صادق کے وقت پہلی بار خواب میں انکی زیارت کی تھی اس وقت سے آج تک میں نے جب بھی ان کا نام سنا ہے تو یہ

دیکھا ہے کہ ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے میں تمام مذاہب کے سارے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں لیکن جب حضرت علی علیہ السلام کا نام لیا جاتا ہے تو میں نے محسوس کیا ہے کہ ایک خاص تاثیر ایک جداگانہ کیفیت طاری ہوتی ہے۔ یہ فرق کیا ہے؟ اسے میں آج تک معلوم نہیں کر سکا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ہے مجھے یہ فرق زیادہ بین زیادہ واضح طور پر ہو جاتا ہے۔

چمکدار سیمیں ضریح میں بندھے ہوئے سبز سبز رنگ کے کپڑوں کا عکس ان آئینوں پر پڑ رہا تھا جو لاکھوں روشنیوں میں جھلمل جھلمل کر رہے تھے چمکدار آئینوں میں انعکاس پذیر سبز رنگ ایسا خوبصورت تھا کہ میں یہ محسوس کر رہا تھا۔ جیسے میں ہیرے اور زمرد کے شامیانے کے نیچے طواف کر رہا ہوں۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں خواب کی دنیا میں سیر کناں ہوں۔ میرے آگے ایک عباپوش بچی تھی جو ضریح تک پہنچنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ اس نے دو مرتبہ کوشش کی لیکن دونوں مرتبہ عورتوں کے ریلے کی وجہ سے وہ ضریح تک پہنچنے میں ناکام رہی پھر بھی وہ ہاتھ بڑھائے ہی رہی اور آخر کار اس نے ضریح کو جو علیؑ کا دروازہ کہلاتا ہے۔ چھو ہی لیا۔ اس کی عبا سر سے گری جا رہی تھی۔ چنانچہ اس نے عبا گھسیٹی اور ضریح پر جھک گئی۔ میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی اور آگے بڑھی۔ میں جیسے ہی مڑا ویسے ہی ضریح تک پہنچ گیا۔ اب میں نے پہلی بار ضریح کو چھوا اور ایک ٹھنڈی سانس اطمینان اور سکون کی لی۔ میری زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا۔ اس لئے کہ اس جذبات آفرین موقع پر قوت گویائی سلب ہو جاتی ہے۔ لیکن مجھے حضرت علیؑ سے کچھ کہنے کی حاجت بھی

کیا تھی؟ میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں جو کچھ ہے اسے وہ خوب جانتے ہیں۔ تین تین آدمیوں کی قطاریں تھیں۔ لیکن جب ہم روضہ کی دوسری طرف پہنچے تو مجمع کم ہو رہا تھا۔ میں روضے سے باہر جانے والا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے لئے راستہ صاف کر دیا گیا ہے۔ ضریح اقدس تک میرے لئے راستہ کھلا ہوا ہے تاکہ میں ضریح تک جاؤں اور بغیر کسی دھکے وغیرہ کے میں ضریح سے اپنا جسم مس کروں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کیا کہتا رہا۔ بس مجھے اس کا ہوش ہے کہ میں ضریح کو پکڑے ہوئے تھا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے شانوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔

اب میں روضہ سے باہر نکلا تو میں دل پر جو دباؤ اور شدید درد محسوس کر رہا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ میرے پاؤں کانپ رہے تھے لیکن میں اب بھی کھڑا رہ سکتا تھا۔ میں آہستہ آہستہ نمازیوں کی صفوں سے گزرتا وہاں پہنچا۔ جہاں جوتے رکھے جاتے ہیں۔ یہاں سے صحن میں آیا اور صحن سے گزرتا ہوا اسی سڑک پر آگیا جو دمشق کی صراط مستقیم کی مانند تھی۔

جب میں روضہ کے اندر سے باہر آرہا تھا تو میں نے "یا علیؑ یا علیؑ کی وہ صدائیں سنیں جن سے میں پہلے سے آشنا تھا۔ میں یہ دیکھنے کے لئے مڑا کہ یہ آواز کس کی آواز ہے؟ یہ ایک گوری چٹی عورت تھی جس کی عمر تقریباً تیس سال کی ہوگی وہ اس وقت علیؑ کی قربت محسوس کر رہی تھی اور انھیں پکار رہی تھی۔ اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ میں نے اسے علیؑ کو پکارتے دیکھ لیا ہے۔ لیکن وہ ذرا بھی گھبرائی نہیں وہ یا علیؑ یا علیؑ کہتی رہی۔ جس وقت میں کشف خانہ سے نکل رہا تھا تو ایک نوجوان عرب لڑکی داخل ہو رہی تھی۔ یہ لڑکی دونوں

آنکھوں سے اندھی تھی۔ اس لئے اس کی ماں یا شاید بڑی بہن اسے پکڑ کر لا رہی تھی۔ ریتیلی سڑک پر آنے کے بعد میں اپنی موٹر تک پہنچا میرے دل میں اب درد کا کوئی اثر نہیں تھا اور میرے دماغ میں پریشانی کا بوجھ باقی نہیں رہا تھا۔ مجھے اپنے جسم و روح میں ایسا ہلکا پن محسوس ہو رہا تھا جیسے کہ مہینوں سے مجھے حاصل نہیں ہوا تھا۔ لیکن اب سڑک پر بڑی گرمی تھی۔ کافی لوگ جا چکے تھے۔ صبح کے آثار نمایاں ہو رہے تھے اور پھیری والے روٹیاں اور قہوہ فروخت کر رہے تھے جیسے ہی ہم موٹر پر سوار ہوئے اور مڑے تو معلوم ہوا کہ سینکڑوں آدمیوں نے سڑک روک دی ہے۔ پولیس نے ہماری موٹر دوسرے راستہ کی جانب موڑ دی۔ موٹر آگے بڑھی تو ہم اس قبرستان میں پہنچ گئے۔ جہاں لاکھوں آدمی دفن کئے جاتے رہے ہیں۔ اب بالکل سناٹا تھا اور موٹر کے اسپرنگ کی آواز نہیں تھی۔ یہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ بس قبروں کے نشان تھے۔ ان لوگوں کی قبریں جو حضرت علیؑ کے روضہ کے پاس مرنا اور دفن ہونا چاہتے تھے۔ دس پندرہ منٹ تک ہماری کار اس قبرستان سے گزرتی رہی اور اس کے بعد ہم راستہ پر آگئے۔ میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو صاف و شفاف آسمان میں ہلالی شکل کا چاند موجود تھا اور پو پھٹنا شروع ہو گئی تھی۔ لیکن آج یہ لاکھوں آدمی یہاں کیوں جمع ہوئے؟ میں نے پوچھا۔ آج شب معراج ہے۔ جب ہمارے رسول آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں تھا۔ جواب ملا۔ میں نے سر ہلا دیا۔ سال کے سارے دنوں میں حضرت علی علیہ السلام مجھے شرف حضوری عطا کرنے کے لئے مخصوص ایام کا انتخاب فرمایا کرتے ہیں۔ پہلی مرتبہ مجھے آپ نے اپنی سالگرہ کے دن طلب فرمایا تھا اور اس مرتبہ شب

معراج میں مجھے حاضری کا شرف عطا فرمایا گیا۔ یہ تھی میری روداد۔ اس کائنات کے سب سے بڑے انسان کا میرا اوپر کرم۔

السٹرٹیڈ ویکلی آف انڈیا کے ایڈیٹر خشونت سنگھ کا ڈی۔ ایف۔ کراکا سے ایک تاریخی انٹرویو

میں نے حضرت علیؑ کو یوں دیکھا ہے جیسے تین فٹ کے فاصلہ پر تمھیں دیکھ رہا ہوں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرت علیؑ مجھ ایسے شخص کو اپنی زیارت سے کیوں مشرف فرماتے ہیں۔ (ڈی ۔ ایف کراکا) کراکا کے دعوے سے میری لا ادریت میں زلزلہ آگیا۔ (خشونت سنگھ)

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

بمبئی کے مشہور زمانہ انگریزی جریدہ "السٹرٹیڈ ویکلی آف انڈیا" کے اڈیٹر مسٹر خشونت سنگھ نے انگریزی جریدہ کرنٹ کے ایڈیٹر ڈی ۔ ایف کراکا (دوسو کراکا) کے اس دعوے پر کہ انھیں حضرت علیؑ السلام کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اپنے جریدہ "فریدہ" میں ایک بڑا دلچسپ شذرہ سپرد قلم کیا ہے۔ کراکا اور خشونت سنگھ ایک دوسرے کے بڑے گہرے دوست تھے۔ دونوں انڈیا کے ممتاز صحافی خشونت سنگھ رابطہ باطن کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن کراکا کے دعوے نے ان کی لاادریت کو متزلزل کر دیا ہے۔ خشونت سنگھ السٹرٹیڈ ویکلی کی اشاعت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء میں رقمطراز ہیں۔

میرے سامنے جب کوئی روحانی یا باطنی تجربہ کی بات کرتا ہے تو میرا پہلا رد عمل وہی ہوتا ہے۔ جو کسی شخص کے بھوتوں سے ملاقات کے دعوے کے وقت ہوا کرتا ہے۔ میں ایسے شخص کو سودائی یا مخبوط الحواس تصور کرتا ہوں۔ لیکن جب یہی بات کوئی ایسا شخص کہتا ہے جس کی لاادریت یا تشکیک کا میں

احترام کرتا ہوں تو مجھے اپنے تصور میں مکاشفات یا روحانی پیکروں یا مردوں کی روحوں سے ملاقات وغیرہ کی باتیں بیمار دماغوں کی پیداوار ہوا کرتی ہیں۔ زلزلہ آتا محسوس ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ روز منڈلب مین ۔ ROSA MAND LEBMAN سے میری ملاقات ہوئی جس کی دو تصانیف نے مجھے بےحد متاثر کیا تھا۔ اس نے بارہ سال سے کوئی کتاب شائع نہیں کی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا ایسا کیوں ہے تو اس نے بڑی سادگی سے جواب دیا تھا کہ اس دوران میں اپنی بیٹی کے ساتھ اس درجہ مصروف رہی کہ مجھے کچھ لکھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ بیٹی کو مرے بارہ سال ہوئے تھے لیکن روز ا ینڈا اس اس کا ذکر فعل حال کے ساتھ کر رہی تھی۔

اب دوسری مثال میرے دوست دوسو کراکا کی جو کرنٹ اخبار کے ایڈیٹر ہیں وہ حد درجہ مغرب زدہ پارسی ہیں آکسفورڈ یونین کے صدر رہ چکے ہیں۔ تیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں اور "ارے بھائی" کے عنوان سے گجراتی اور انگریزی سے حد درجہ مزاحیہ کالم کے موجد ہیں۔ وہ عیش پسند لزنیت کے دلدادہ اور لاادری ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مذہبی اور سیاسی ریاکاروں کا مذاق اڑایا ہے۔

اچانک ۱۹۵۴ء کی ایک رات انھیں ایک باطنی اور روحانی تجربہ ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام عالم کشف میں ان کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ دوسو کراکا پورے جزم و یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ "اتنے واضح جیسے تم مجھ سے تین فٹ کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے ہو اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمھاری ڈاڑھی کے کون سے بال سفید اور کون سے سیاہ ہیں۔ اس سے زیادہ صاف اور واضح طور پر

میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے وہ کون ہیں۔ مجھے کچھ وقت لگا اور میں اب بھی یہ سمجھ رہا ہوں کہ وہ میرے ایسے شخص کے پاس کیوں تشریف لائے اور ان لوگوں کے پاس کیوں نہیں گئے جو یقیناً روحانی طور پر مجھ پر زیادہ ان کی زیارت کے مستحق ہیں روسو کا یہ دعوی ہے کہ انھیں کئی بار زیارت نصیب ہوئی اور اب تو برابر باقاعدہ سے عالم کشف میں حضرت علیؑ سے ان کی ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے کراکا سے کہا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ تم ایرانی النسل ہو اور یہ سب کچھ اس مخصوص تاریخی لگاؤ کے نیتجہ میں تمھیں محسوس ہوتا ہے۔

نوروسو نے ہاتھ ہلا کر بڑی سختی سے اس کی تردید کی اور پھر یہ دعوی کیا کہ ان کے لئے روحانی دنیا کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ دوسرے اولیاء اللہ سے بھی ملاقاتیں کرتے ہیں اور بات چیت کرتے ہیں۔ میرے لئے اس قسم کے واقعات بیحد پریشان اور ذہنی پراگندگی کا سبب ہوتے ہیں۔ میں نے روسو کراکا کی تو تصنیف کتاب " اس کتاب کا ایک باب جو۔ THE NCAME HAZRAT ALI جو روسو کی زندگی کا اہم ترین واقعہ ہے جس کا روحانی مکاشفات سے تعلق ہے۔ یہ کتاب کراکا کی دوسری کتابوں کی طرح دلکش اور قابل مطالعہ ہے۔ اس میں کوئی لفاظی نہیں ہے۔ اور ایسی تاثیر اور کیفیت ہے کہ پڑھنے والا اس میں کھو جاتا ہے۔

درود محمد وآل محمد کا زندہ معجزہ

میں ایک سخت بیماری میں مبتلا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں مولانا مصطفیٰ حسین صاحب جوہر والد محترم علامہ طالب جوہری صاحب قبلہ

سے اکثر فیضیاب ہوتا رہا ہوں۔ باتوں باتوں میں سرکار جوہر صاحب نے بتایا کہ جب کوئی سخت پریشانی لاحق ہو تو جناب ام البنینؑ زوجہ جناب امیر علیہ السلام والدہ ماجدہ حضرت عباسؑ علمبردار کی نذر مان لیا کروں کہ بی بی میری یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائے گی تو میں گیارہ تسبیح درود آل محمدؐ پڑھ کر ان کی خدمت میں نذر کروں گا پھر جب آپ کا کام ہو جائے تو آپ گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھئے اور پھر یہ کہئے کہ ان تسبیحوں کا ثواب جناب ام البنینؑ کی خدمت میں نذر کیا خدا کی قسم میں نے یہ نذر مان لی اور میری تکلیف دور ہو گئی۔ آپ بھی علیؑ اور اولاد علیؑ کے فیض سے فائدہ اٹھایئے۔

حضرت علیؑ کی شہادت پر درخت خشک ہو گیا

ابن شہر آشوب و دیگر راویاں سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے تو پانی طلب کر کے اس درخت کی جڑ میں وضو کیا اور کلی کی دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ یہ درخت بڑا ہو گیا ہے اور بارآور ہو گیا ہے۔ بڑے بڑے پھل لگے ہوئے ہیں جن کی خوشبو عنبر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھے۔ بھوکا اس کو کھاتا سیر ہو جاتا۔ پیاسا سیراب ہو جاتا۔ بیمار شفا پاتا جو حیوان اس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دودھ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی پتیاں علاج کے لئے لے جاتے تھے وہ درخت اس قبیلہ کے لئے آب و غذا کے مانند تھا۔ اور ہمیشہ اس برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہوتی تھی۔ ایک روز اس کی پتیاں زرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وہ درخت مرجھا گیا۔ چند روز بعد ان کو خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اس کے

بعد اس میں پھل کم ہوگئے اور پھلوں میں شیرینی بھی کم ہوگئی تیس سال تک اسی حالت میں قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز ان لوگوں نے دیکھا کہ اس مین تراوت اور کم ہوگئی ہے اور اس کے پھل بھی گر گئے۔ لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرنے لگے۔ اسی حال میں کچھ عرصے باقی رہا پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہوگیا اور اس کی جڑ سے تازہ خون جوش مارتا ہے اور اس کی پتیوں سے خون ملا ہوا پانی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے۔ اس کے چند روز بعد ان کو اطلاع ملی کہ اس روز امام حسین علیہ السلام شہید کردیئے گئے تھے اور اب یہ درخت ختم ہوگیا۔

شیر ابو طالبؑ کے قدموں میں لوٹنے لگا

ایک روایت میں ہے کہ صحرا کے درندے جب حضرت ابو طالبؑ پدر بزگوار حضرت علیؑ کو دیکھتے تو ان سے بھاگتے اور کبھی بھی ان کے نزدیک نہیں آتے۔

ایک روز حضرت ابو طالبؑ طائف سے آرہے تھے۔ ناگاہ راستہ میں ایک شیر ملا جس وقت شیر نے ابو طالبؑ کو دیکھا قریب آیا اور منہ خاک پر ملنے لگا اور دم زمین پر رگڑنے لگا اور اس طرح حضرت ابو طالبؑ کے سامنے عاجزی اور انکساری کرنے لگا۔ حضرت ابو طالب نے کہا میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ بیان کر میرے سامنے تو کیوں اس طرح عاجزی اور انکساری کرتا ہے۔ سیر بہ قدرت خدا گویا ہوا اور کہا آپ ہی پدیر شیر خدا علی ابن ابی طالب اور یاری و نصرت و تربیت کنندہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ ہیں۔

علیؑ کے نام کو لوح مبارک جنت سے آئی

ایک روایت میں ہے کہ جس شب حضرت علیؑ پیدا ہوئے۔ حضرت ابو طالبؑ نے سینہ سے لگایا اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ پکڑ کر جانب ابطح آئے اور چند شعر پڑھے، اے پروردگار آفریدگار ماہ روشن و شب تار میں اپنے اس فرزند کا کیا نام رکھوں " دفعتہً " مانند ابر کے کوئی چیز زمین سے ظاہر ہوئی اور حضرت ابو طالبؑ کے پاس آئی۔ ابو طالبؑ نے اسے اٹھالیا۔ گھر واپس آئے جب صبح ہوئی تو دیکھا وہ لوح سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے اے ابو طالبؑ تم اور فاطمہؑ یہ فرزند طاہر پاکیزہ و برگزیدہ پسندیدہ خدا اور رسولؐ ہو۔ اس مولود کا نام علیؑ ہے اور خداوند اعلے نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے اسی وقت ابو طالبؑ نے علیؑ نام رکھا اور اس لوح کو داہنی طرف کعبہ کے اوپر لٹکا دیا۔ اور یہ لوح اسی طرح ہشام بن عبدالملک کے زمانہ تک لٹکی رہی۔ ہشام نے اس کو اتارا۔ اس کے بعد لوح غائب ہوگئی۔

علیؑ کی ولادت کیلئے دیوار خانہ کعبہ شق ہوگئی

علامہ محمد بن یوسف شافعی گنجی اپنی مشہور مناقب کفایۃ الطالب کے صفحہ ۶۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی والدہ گرامی فاطمہؑ بنت اسدؑ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں کہ یکایک ان کو دردزہ کا عارضہ ہوا۔ آپ اس ہی وقت ایک مقام پر رک گئیں دیوار کعبہ کے سہارے کھڑی ہوگئیں۔ ایک دم سے خانہ کعبہ کی دیوار شق ہوئی اور آپ کو اندر داخل ہونے کا رب العزت کی طرف سے حکم ہوا آپ اندر داخل ہوئی دیوار اسی طرح بند ہوگئی۔ حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی آپ تین دن تک خانہ کعبہ ہی میں مقیم رہیں اور میوے ہائے بہشتی اس موقع پر آپ کی خوارک تھے تیسرے دن اللہ کے رسول خانہ کعبہ

تشریف لے گئے۔ اور چچی جان کی گود سے علیؑ کو لیا پیار کیا۔ ماں نے کہا اس بچے نے تین دن سے نہ آنکھ کھولی ہے اور نہ کچھ کھایا ہے رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا یہ اللہ کا ولی اور ہمارا نائب ہے اس کی پہلی غذا لعاب دہن رسولؐ ہے اور اس کو دنیا میں جو کچھ دیکھنا ہے اس میں سب سے پہلے میرا چہرہ دیکھنا ہے۔ علیؑ نے آنکھیں کھول دیں اور اللہ کے رسولؐ نے اپنی زبان مبارک علیؑ کے منھ میں ڈال دی۔ کچھ دیر تک آنکھوں آنکھوں میں علیؑ اور رسولؐ میں گفتگو ہوئی بچہ کو واپس ماں کی گود میں دے دیا۔ یہ تھے پہلے دو معجزہ جو علیؑ نے دنیا میں آتے ہی پیش کئے۔

آسمان سے بجلی چمکی اور کالے ریچھ کو جلا دیا

منقول ہے کہ خلفائے بنی عباس کے زمانے میں ایک مداح جو بلخ کا باشندہ تھا۔ مصر میں رہتا تھا اور برابر اہل بیت رسولؐ کی مدح کہتا رہتا تھا اور صبح و شام ان کی صفت و ثناء میں مشغول رہا کرتا تھا۔ ایک روز مسجد میں جہاں فرد و کلاں اور ادنی و علیٰ کا مجمع تھا۔ اور سب عبادت خدا میں مشغول تھے اس نے شاہ ولایت و نور ہدایت اسد اللہ الغالب علی ابن طالبؑ کی مدح پڑھنی شروع کی اور منقیب کی صیقل سے دوستان علیؑ کے دلوں کے آئینہ سے زنگ ملامت صاف کیا اور شاہ ولایت پناہ کے عشق میں ایک سن روٹی اور حلوا اس جماعت سے طلب کیا۔ ایک خارجی اس مجمع سے اٹھا اور اس طرح مداح کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔ میرے گھر چل تاکہ تجھ پر لطف و احسان کا دروازہ کھول اور تیری حاجت کو پورا کروں۔ بس اپنے گھر جا کر غلام سے کہا۔ گھر کا دروازہ بند کر دے اور جو کچھ میں کہوں اس کو بجالا۔ تاکہ اس کے صلے میں تجھے آزاد کر دوں اور اشرفیوں کی

ایک تھیلی انعام دوں ۔ بعد اذاں حکم دیا کہ اس رافضی کے ہاتھ پاؤں بھیڑ بکری کی طرح باندھ لے اور اس کی دونوں آنکھیں باہر نکال دے اور ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ کر مجھے خوش اور مسرور کر غلام نے ویسا ہی عمل کیا۔ جب عالم نے عباسیوں کا لباس پہن لیا اور خارجیوں کے سیاہ دل کی طرح بالکل سیاہ ہوگیا تو اس ملعون نے غلام سے کہا کہ قبرستان جا اور اس مدح کو وہاں ڈال آ۔ تاکہ وہاں ہنایت ذلت وخواری سے جان دے۔ غلام اس کے کہنے کے بموجب اس کو قبرستان لے گیا۔ اتفاقاً اس وقت خضر علیہ السلام امیرالمومنینؑ کے روضہ مقدس کی زیارت کو آئے ہوئے تھے اور قبر مطہر کے گرد طواف کر رہے تھے کہ یکایک قبر سے آواز سنی کہ اے بھائی! مصر کی طرف جاؤ اور اس مداح کی خبر لو۔ جو قبرستان میں بے حال پڑا ہے بعد ازاں تلقین کے دروازے حضرت خضرؑ پر کھولے اور مداح کے ہر عضو بریدہ کے لئے ایک ایک اسم اعظم تعلیم فرمایا۔ اور فرمایا ان اسماء کو مداح کے کٹے ہوئے اعضاء پر پڑھ اور بہ حکم خدا ان اسماء کی برکت سے اس کے اعضاء کو صحیح وسالم کردو۔ اور اس سے کہو کہ علی ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ اس مسجد میں جاکر اسی طرح ہماری مدح پڑھو اور پہلے ہی کی طرح سوال کرکے نان وحلوا طلب کرو۔ ایک شخص تم کو اسی گھر میں لے جاکر دستر خوان بچھائے گا اور تمہارے لئے نان اور حلوا لائے گا۔ جب تو گھر میں بیٹھے گا تو ایک عجیب بات معائنہ کرے گا۔ خضر علیہ السلام بموجب ارشاد حضرت امیرؑ ایک چشم زدن میں گورستان مصر میں پہنچے اور اس مظلوم کی خبر گیری میں مصروف ہوگئے اور اس کے کٹے ہوئے اعضاء اسماء خدا کی برکت سے فوراً درست ہوگئے اور آنکھیں روشن ہوگئیں اور زبان بولنے کے

قابل ہوگئی۔ پاؤں چلنے اور ہاتھ گرفت کرنے کے لائق ہوگئے۔ جب بالکل تندرست ہوگئے تو امیرالمومنینؑ کا پیغام اس کو پہنچا۔ مداح جناب امیرؑ کی فرمائش کے موافق اسی مسجد کی طرف روانہ ہوا اور حضرت کی مدح پڑھنے لگا اور پہلے کی طرح نان اور حلوا طلب کیا ایک جوان نے اٹھ کر کہا۔ میں تیری حاجت پوری کروں گا اور نان و حلوا دوں گا۔ یہ کہہ کر اس کو اپنے گھر لے گیا۔ جب مداح نے دیکھا کہ یہ وہی گھر ہے جہاں اس خارجی نے اس کے اعضاء قطع کئے تھے۔ ذرا دل میں ڈرا پھر دل ہی دل میں کہا۔ چونکہ شاہ ولایت پناہ کا حکم ہے اس لئے خلاف ورزی مناسب نہیں۔ القصہ اس جوان نے دستر خوان بچھایا اور نان و حلوا حاضر کیا۔ مداح نے جب یہ حال دیکھا تو متعجب ہو کر بولا۔ کل اسی جگہ ایک ظالم نے میرے اعضاء کاٹ کر مجھ کو مرنے کے قریب کر دیا تھا اور تو آج مجھ پر مہربانی کر رہا ہے اور اسی طرح شفقت اور مرحمت سے پیش آرہا ہے۔ میں اس بارے میں حیران و سرگرداں ہوں۔ براہ مہربانی اس راز کو مجھ پر واضح کر تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ جوان نے کہا۔ جس ظالم نے کل تم پر ظلم کیا وہ میرا باپ تھا اور وہ ظلم و جفا تم پر روا رکھا گیا۔ مجھے وہ بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گزرا اور اس نے نہایت محزون و مغموم ہوا۔ جب رات ہوئی اور سویا تو عالم رویا میں حضرت امیرالمومنینؑ کو دیکھا کہ غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خرس سیاہ (کالے ریچھ) جو کچھ تو نے میرے مداح سے کیا اس کی سزا دیکھی۔ دنیا میں مسخ ہوا اور آخرت میں دوزخ میں جانے کا حقدار ہوگیا۔ اس خواب کی دہشت سے میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ روسیاہ ریچھ کی صورت میں تبدیل

ہوگیا ہے۔ میں نے اسی وقت زنجیر اس کی گردن میں ڈال دی۔ ابھی وہ ریچھ گھر میں موجود ہے۔ اٹھ کر دیکھ لو اور شاہ ولایت پناہ کی محبت کے نتیجہ میں اپنے دل محزون کو خوش کرو۔ جب مداح اس گھر میں گیا تو ایک کالا ریچھ دیکھا۔ مداح یہ دیکھ کر زمین پر گر پڑا۔ اور شکر خدا میں بہایت عجز و نیاز سے سجدہ بجالایا اور اہل بیتؑ کی مدح وثنا کرنے لگا۔ اسی وقت غضب الہیٰ کی بجلی چمکی اور اس کالے ریچھ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ جب اس جوان نے باپ کا یہ حال دیکھا تو خوارج کے عقیدے سے بیزار ہو کر اہل بیتؑ کا تولا اختیار کیا اور ان کے دشمنوں سے تبرا کیا۔

الحمدللہ علی التوفیق۔ (کوکب دری)

لڑکی کے پیٹ سے بہت بڑا کیڑا نکلا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک شخص عبداللہ نام کا رہتا تھا۔ جو اہل حجاز کا سردار اور عرب میں کرم و سخاوت کے سبب مشہور و ممتاز تھا۔ حذم ہشم بکثرت اور بزرگانہ اسباب اور سامان بے شمار تھا اور خاندان مصطفیٰ کا دوست دار تھا اور مرتضیٰ علیؑ کی محبت پر بے حد فخر و مباہات کیا کرتا تھا اس کے دس بیٹے تھے اور ایک لڑکی جو بہایت خوبصورت اور نیکوکار پاکدامن تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے وہ لڑکی نہانے کے لئے پانی میں اتری تاکہ غسل کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ اتفاقاً ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا اور اسے ذرا بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ کرم روز بروز رحم میں پلنے اور بڑھنے لگا اور اس سبب سے اس کو تکلیف ہونے لگی۔ آخر اس کا پیٹ بڑھ کر حاملہ عورت کا سا ہوگیا۔ لوگوں میں اس کا چرچا ہوا۔ آخر لوگ بہتان لگانے اور ان

کہی کہنے لگے۔ اور قوم اور قبیلے والوں نے ملامت کرنی شروع کی اور اس کو ہر طرح لعنت اور پھٹکار دینے لگے۔ ہر چند وہ عفیفہ اپنی پاک دامنی کا اظہار کرتی تھی لیکن کوئی شخص اس پر کان نہ دھرتا تھا۔ آخر کار جب باپ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اپنا عمامہ زمین پر دے مارا۔ اور لباس پھاڑ ڈالا اور بولا میں عرب میں شرمندہ ہوگیا اور نہایت بیتاب ہو کر فغال وزاری کرنے لگا آخر کار اس کے قتل کرنے پر تیار ہوا تاکہ اس کے بدن ناپاک کو کاٹ کر پیوند زمین کر دیں۔ اس کی گردن میں رسی باندھ کر گھر سے نکالا۔ لوگ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ یہ حال دیکھ کر اس عفیفہ پاک دامن نے اپنا روئے نیاز آسمان کی طرف اٹھایا اور درگاہ قاضی الحاجات میں یوں استغاثہ کیا کہ اے عالم السر والخفیات، اے خدائے غیب دان تو میرے حال سے خوب آگاہ ہے کہ مجھ سے کوئی حرکت ایسی ظاہر نہیں ہوئی۔ جس سے میں اس عذاب و سزا کی حقدار بنوں اور اس غم والم میں گرفتار ہوں۔ مریم بنت عمران کی پاک دامنی کا واسطہ، پیغمبر آخرالزماں کی دختر نیک اختر خاتون قیامت کے نقاب کا تصدق۔ جس کو زیارت کے واسطے آسمان پر لے گئے اور اس معصومہ کی پشمین چادر کی حرمت کا طفیل جس کا اشارہ توریت میں بھی مذکور ہے مجھ کو اس تہمت سے چھڑا اور میری عفت وعصمت سب پر ظاہر کر۔ میں موت سے نہیں ڈرتی۔ کیونکہ وہ ضروری اور حتمی ہے اور زندہ کو بموجب حکم **کل نفس ذائقہ الموت** (ہر جاندار کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے) مرنے سے چارہ نہیں۔ لیکن مجھے اپنے باپ کی رسوائی کا غم ہے کہ وہ میرے سبب سے خلقت میں شرمسار ہے اور اس کے اندوہ غم کو دیکھ کر غمگین ومغموم ہوں کہ وہ میری وجہ سے ندامت اور حسرت

کا اجتہاد اور ان کا ترک نماز کا حکم ہے جس کی توجیہ عبداللہ بن عمر نے اجتہاد ہی کی روشنی میں کی ہے۔

اس راہ میں سب سے پہلے جس صحابی نے اس دروازہ کو پاٹوں پاٹ کھولا ہے — وہ خلیفہ دوم حضرت عمر ہیں جنہوں نے وفات رسول کے بعد نص قرآنی کے مقابلہ میں اجتہاد کر کے مولفۃ القلوب کے حصہ کو زکوٰۃ سے ساقط کر دیا اور فرما دیا کہ ہمیں تم لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔

نصوص نبویہ کے مقابلہ میں آپ کے اجتہادات کی مقدار بے حد و بے حساب ہے۔ یہاں تک کہ متعدد بار تو حضورؐ کی زندگی میں بھی ان کے احکام کے مقابلہ میں اپنے ذاتی اجتہاد سے کام لیا ہے جس کی مثال صلح حدیبیہ کے موقع پر — اور آخری وقت میں حسبنا کتاب اللہ کا اعلان کرتے وقت سامنے آئی — اور سب سے واضح ترین مثال جس نے ان کے نفسیات کو بالکل طشت از بام کر دیا۔ یہی بشارت کا قصہ ہے جس میں حضرت رسول اکرمؐ نے ابوہریرہ کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جو شخص کلمۂ لا الٰہ الا اللہ زبان پر جاری کرے اور اس کے دل میں توحید کا یقین ہو اسے جنت کی بشارت دیدو"

اور ابوہریرہ یہ بشارت لے کر چلے تو راستہ میں عمر سے ملاقات ہوگئی اور انہوں نے اعلان کرنے سے منع کر دیا۔ اور اتنا مارا کہ ابوہریرہ زمین پر گر پڑے اور روتے پیٹتے رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمر کے سلوک کی شکایت کی تو آپ نے عمر سے جواب طلب کیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ — انہوں نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس اعلان کے لئے حکم دیا تھا؟ — آپ نے فرمایا بیشک — انہوں نے کہا کہ ایسا مت کیجئے ورنہ لوگ لا الٰہ الا اللہ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے — جس طرح ان کے فرزند کو یہ خطرہ تھا کہ لوگ تیمم پر بھروسہ کریں گے اور

اسی طرح نماز پڑھنے لگیں گے لہٰذا نماز کا ترک کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

کاش ان حضرات نے نصوص کو اپنے حال پر رہنے دیا ہوتا اور اپنے بے بنیاد اجتہادات سے شریعت کو برباد کر کے اور محرمات کو مباح کر کے امت میں افتراق پیدا کرنے کا عمل نہ کیا ہوتا تو آج مختلف مذاہب و آراء اور متعدد فرقوں کے درمیان امت اسلامیہ کی تقسیم نہ ہوتی اور باہمی اختلافات اور خونریزی کا سلسلہ نہ ہوتا۔

حضرت عمرؓ کے ان تمام مواقف اور اقدامات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کا اعتقاد عصمت رسول پر ہرگز نہیں تھا اور آپ انہیں ایک عام انسان جیسے سمجھتے تھے۔ جو صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلطی بھی کر سکتا ہے۔ اور اسی لئے علماء اسلام میں یہ نظریہ پیدا ہو گیا کہ رسول اکرمؐ صرف تبلیغ قرآن میں معصوم تھے اور باقی معاملات میں ان کے یہاں دوسرے افراد کی طرح غلطی کے امکانات پائے جاتے تھے۔ اور اسی لئے حضرت عمرؓ نے مختلف مقامات پر آپؐ کی غلطیوں کی اصلاح بھی کی ہے :-

اور ظاہر ہے کہ رسول اکرمؐ کی یہی حیثیت ہے جو بعض جاہلوں نے بیان کی ہے کہ آپ گھر میں آرام فرما رہے تھے اور عورتیں دف بجا رہی تھیں اور شیطان لہو ولعب میں مصروف تھا کہ اچانک حضرت عمرؓ آگئے اور دیکھ کر شیطان فرار ہو گیا اور عورتوں نے سارے دف چھپا دیئے تو آپ نے فرمایا کہ "عمر! شیطان تمہیں کسی راستہ پر جاتے ہوئے دیکھتا ہے تو راستہ بدل دیتا ہے اور ادھر آنے کی ہمت نہیں کرتا ہے" تو کوئی بعید نہیں ہے کہ مذہب کے معاملہ میں عمرؓ کی ایک رائے ہو جو رسول اکرمؐ کی رائے سے متعارض ہو۔ اور سیاست کی طرح دین میں بھی ان کی رائے کو رسول اکرمؐ کے فرمان پر مقدم کر دیا جائے۔ جیسا کہ انہوں نے بشارت جنت کے

معاملہ میں اظہار فرمایا ہے۔

اس اجتہاد در مقابل نص کے نظریہ نے بہت سے صحابہ کی عظمت و انفرادیت کو جنم دیا ہے جن میں سر فہرست عمر بن الخطاب کا نام ہے اور سب سے پہلے انہوں نے ہی پنجشنبہ کے دن نص صریح کی مخالفت کی تھی اور قلم دوات دینے سے منع کر دیا تھا۔ اور یہیں سے یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان صحابہ نے نص غدیر کو ایک دن کے لئے بھی قبول نہیں کیا تھا۔ اور اس کے واضح انکار کا موقع وفات پیغمبرؐ کے بعد ملا جس میں سقیفہ میں اجتماع کر کے ابو بکر کا انتخاب کر لیا۔ اور اسے بھی ایک اجتہاد قرار دیدیا۔ جسکے نتیجہ میں خلافت کی تمام نصوص کو مسترد کر دیا گیا اور ہر معاملہ میں اجتہاد کا دروازہ کھل گیا۔ اور کتاب خدا کے مقابلہ میں جسارت کر کے حدود کو معطل احکام کو مبدل کر دیا گیا اور وہ قیامت خیز سانحہ پیش آیا جسے حضرت فاطمہؑ نے اپنے شوہر کے خلافت سے محرومی کے بعد برداشت کیا۔ اور پھر مانعین زکوٰۃ کا قتل عام ہوا۔ اور یہ سب "اجتہاد در مقابل نص" کے نتیجہ کے طور پر ہوا۔

اور اس کے بعد عمر بن الخطاب کی خلافت اسی اجتہاد کے نتیجہ میں سامنے آئی اور ابو بکر نے اس شوریٰ کو نظر انداز کر دیا۔ جس سے اپنی خلافت کی صحت پر استدلال کیا کرتے تھے۔ اور عمر نے سنت کو بھی گیا کر دیا کہ امور مسلمین پر قبضہ کر کے حلال خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال بنا دیا۔ (سنن ابو داؤد ۱۲۴۴)

اس کے بعد عثمان کا دور آیا تو وہ سو قدم اور آگے چلے گئے اور انہوں نے اپنے سابقین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا اور سیاست و مذہب کے میدان میں اجتہاد کا بازار گرم کر دیا۔ یہاں تک کہ انقلاب برپا ہو گیا اور انہیں اپنے اجتہاد کی مکمل قیمت ادا کرنی پڑی۔

ان حالات کے بعد امام علیؑ کے ہاتھ میں زمام حکومت آئی تو آپ کے سامنے

سب سے بڑا مسئلہ قوم کو سنت نبوی اور قانون الٰہی کی طرف واپس لانے کا تھا جس کے لئے آپ نے پوری پوری کوشش کی کہ بدعتوں کو زائل کیا جائے اور سنت کو قائم کیا جائے لیکن قوم نے "واسنتہ عمراہ" کا نعرہ بلند کر دیا۔ اور بڑے عقیدہ کی بنا پر جن لوگوں نے حضرت علیؑ سے اختلاف کیا تھا یا ان سے جنگ کی تھی سب اس حادثہ کے مارے ہوئے تھے کہ آپ قوم کو صحیح راستہ پہ لانا چاہتے تھے اور بدعتوں کو فنا کر کے نصوص صریحہ کو زندہ کرنا چاہتے تھے جہاں چوتھائی صدی کے ذاتی اجتہاد کا خاتمہ کرنا تھا۔ اور عوام کو اس طریقہ کار سے الگ کرنا تھا جہاں ہوا و ہوس اور بندگان حرص و طمع نے مال خدا کو ذاتی جائداد اور بندگان خدا کو اپنا خادم و غلام بنا لیا تھا۔ گھروں میں سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور مستضعف افراد معمولی سے معمولی حقوق سے محروم ہو گئے تھے۔

اور ہم نے تو ہر دور کے متکبرین کو ایسا ہی دیکھا ہے کہ انہیں ایسے اجتہاد سے بے حد دلچسپی رہی ہے جو انہیں ان کے خواہشات تک پہونچانے کا راستہ ہموار کر دے جب کہ نصوص صریحہ کا منشاء یہ رہا ہے کہ اس راستہ کو روک دیا جائے اور ان کے مقاصد کی راہ میں دیوار کھڑی کر دی جائے۔

پھر اس اجتہاد کو ہر دور میں انصار و اعوان بھی مل گئے اور خود مستضعفین نے بھی سہولت کے پیش نظر اس راستہ کو اپنا لیا۔ اور ہر طرح کی پابندی سے نجات حاصل کر لی۔

نص کا راستہ التزام اور عدم حریت خواہشات کا راستہ تھا جسے رجال سیاست کی اصطلاح میں خدائی راستہ کہا جاتا ہے جبکہ اجتہاد کا راستہ عوامی راستہ تھا۔ اور کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے وفات پیغمبرؐ کے بعد سقیفہ میں اجتماع کیا تھا انھوں نے خدائی حکم کو نظر انداز کر کے ڈیموکریسی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ جہاں قوم

خود اپنے نیک و بد کا فیصلہ کرتی ہے اور خدا کو بھی یہ اختیار نہیں دیا جاتا ہے۔ — حالانکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ صحابہ کرام کو ڈیموکریسی کے لفظ کا بھی علم نہیں تھا۔ اور وہ صرف نظام شوریٰ سے باخبر تھے جس کا اطلاق ابوبکر کے انتخاب پر بھی نہیں ہو سکا اس لئے کہ سقیفہ میں جمع ہونے والے افراد کے پاس امت کی نمائندگی کی کوئی سند نہیں تھی۔

آج یہ فصل خلافت کے منکر اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ دنیا میں ڈیموکریسی کی ابتداء اسلام سے ہوئی ہے اور اس کا پہلا تجربہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا ہے۔ اور یہ وہی اجتہاد ہے جو نص کے مقابلہ میں لایا گیا تھا اور اس کے ذریعہ اسلام کو مغربی افکار سے قریب تر کر دیا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں آج تک مغربی ممالک انہیں ترقی پسند قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے اسلام کو سہولت اور آسانی کا اسلام قرار دیتے ہیں۔ اور نصوص الٰہیہ پر عمل کرنے والوں کو متشدد اور بنیاد پرست جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے اور شیعوں کا تعلق اسی دوسری قسم سے قرار دیا جاتا ہے جو حکم الٰہی اور شوریٰ کا فرق جانتے ہیں اور شوریٰ کا محل وہاں قرار دیتے ہیں جہاں کوئی نص موجود نہ ہو — ورنہ نص کے ہوتے ہوئے کسی شوریٰ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ رب کریم نے خود رسول اکرم کا انتخاب کرنے کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ "اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کیا کرو" (آل عمران ۱۵۹) اور قائدین بشریت کے انتخاب کے بارے میں فرمایا تھا کہ "تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے تمہیں انتخاب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" (قصص ۶۸)

اور اسی بنا پر شیعہ حضرت علیؑ کی خلافت اور امامت کے قائل ہیں اور دوسرے

صحابہ پر تنقید کرتے ہیں اور وہ بھی انہیں صحابہ پر تنقید کرتے ہیں جنہوں نے نص کو اجتہاد سے بدل دیا ہے اور حکم خدا و رسول کو ضائع کر دیا ہے اور اسلام میں ایسا رخنہ پیدا کر دیا ہے جو پر ہونے والا نہیں ہے۔

اور ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی حکومتوں اور ان کے مفکرین شیعوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور تعصب کا الزام دیکر رجعت پسند قرار دیتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی طرف رجوع کر کے چور کے ہاتھ کاٹنے کے قائل ہیں اور زناکار کے سنگسار کرنے کے قائل ہیں۔ اور پھر راہ خدا میں جہاد کو ضروری سمجھتے ہیں جو ان لوگوں کی نگاہ میں وحشت اور بربریت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مجھے اسی تحقیق کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت نے دوسری صدی ہجری سے اجتہاد کا دروازہ کیوں بند کر دیا تھا اور شیعوں کے یہاں یہ دروازہ آج تک کیوں کھلا ہوا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اہلسنت نے نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا دروازہ کھول کر ان مصائب اور خونریز جنگوں کا سامنا کیا ہے جہاں خیرامت باہم دست وگریباں رہنے والی امت میں تبدیل ہو گئی اور سامراجیت کا دور دورہ ہو گیا قبائلی نظام رائج ہو گیا۔ اور اسلام جاہلیت میں تبدیل ہو گیا۔ جس کے بعد اس سلسلہ کا روکنا ضروری ہو گیا۔ لیکن شیعوں کے یہاں یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہیگا جب تک نصوص باقی ہیں اور آیات و احادیث کا وجود قائم ہے اس لئے کہ ان کے یہاں اجتہاد ان نصوص کے مفہوم کے ادراک کا نام ہے ان سے مقابلہ کرنے کا نام نہیں ہے۔

اس بحث سے یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ اہلسنت نے سنت نبوی کے لکھنے سے روکنے کی بنا پر اپنے کو اکثر معاملات میں بے سہارا پایا۔ اور نتیجہ میں قیاس، رائے استحسان اور سد باب ذرائع وغیرہ کا سہارا لینا پڑا لیکن شیعوں کو اس لاوارثی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اور انہوں نے حضرت علیؑ کی شخصیت کو اپنا مرکز شریعت قرار دیدیا

جو باب مدینہ علم پیغمبرؐ تھے اور ان کا مسلسل اعلان تھا کہ جو چاہو دریافت کر لو کہ مجھے رسول اکرمؐ نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے ہیں اور میں نے ہر باب سے ہزار باب کھولے ہیں۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر ۲ ص ۴۸۳، مقتل الحسین خوارزمی ۱ ص ۳۸، الغدیر ۳ ص ۱۲۰)

غیر شیعہ افراد نے معاویہ کے گرد حلقہ باندھا تھا جس کے پاس سنت رسولؐ کا علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور وہ امیر المومنین حضرت علیؑ کے بعد باغیوں کا امام ہونے کے لئے امیر المومنین بھی بن گیا تھا۔ اور اس نے اپنے پیش رو افراد سے زیادہ نصوص کے مقابلہ میں اجتہاد کیا تھا اور اہلسنت اسے کاتب وحی اور عالم مجتہد کا ہی درجہ دیتے رہے۔ حالانکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شخص کس طرح مجتہد قرار دیا جا سکتا ہے جس نے فرزند رسولؐ سردار جوانان جنت امام حسن کو زہر دیا ہو اور ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا ہو ـــ مگر یہ کہ اسے بھی اجتہاد قرار دیا جائے اور خطائے اجتہادی کا درجہ دیدیا جائے۔

بھلا معاویہ کیسا مجتہد ہے کہ اس نے جبر و قہر کے ساتھ اپنے لئے اور پھر اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت حاصل کی اور نظام شوریٰ کو قیصریت میں تبدیل کر دیا۔ اور حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کرام پر منبروں سے ۷۰ سال تک لعنت کرائی۔ مگر یہ کہ اسے بھی اجتہاد قرار دیدیا جائے۔

آخر معاویہ کو کاتب وحی کس اعتبار سے قرار دیا جاتا ہے جبکہ وحی کا سلسلہ ۲۳ سال تک جاری رہا اور معاویہ اس میں سے ۲۱ سال مشرک رہا اور پھر فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا اور کسی روایت میں نہ معاویہ کے مدینہ میں رہنے کا ذکر ہے اور نہ رسول اکرمؐ کے فتح مکہ کے بعد مکہ میں قیام کرنے کا تذکرہ ہے۔ تو کیا کاتب وحی ایسا ہی انسان ہوتا ہے؟ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میرا سوال اپنے مقام پر قائم ہے کہ ان دونوں فریقوں میں کون حق پر ہے

اور کون باطل پر۔ علیؑ اور ان کے ساتھی ظالم اور باطل پر ہیں۔ یا معاویہ اور اس کے پیروکار ظالم اور باطل پر ہیں ؟

حقیقت امر یہ ہے کہ رسول اکرم نے ہر مسئلہ کو واضح کر دیا تھا لیکن اہلسنت، سنت کے اتباع کا دعویٰ کرنے کے باوجود انحراف سے کام لیتے ہیں اور مجھ پر بحث و تحقیق سے بات واضح ہو چکی ہے کہ معاویہ سے دفاع کرنے والے بنی امیہ اور ان کے پیروکار ہیں جن کا سنت رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے خصوصاً اگر ان کے مواقف اور حرکات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان افراد کو شیعیان علیؑ سے نفرت ہے اور یہ عاشورا کو عید کا درجہ دیگران صحابہ سے دفاع کرتے ہیں جنہوں نے رسول اکرمؐ کو زندگی میں اور مرنے کے بعد ہر حال میں اذیت دی تھی۔ اور ان کی غلطیوں کو صحیح قرار دیکر ان کے اعمال کی توجیہ و تاویل کرنا چاہتے ہیں۔

میں اپنے برادران اہلسنت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر آپ کس طرح علیؑ اور اہلبیت سے محبت کرتے ہیں جب کہ ان کے دشمنوں اور قاتلوں کو بھی رضی اللہ عنہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کس طرح اللہ اور رسول سے محبت کرتے ہیں جب کہ ایسے لوگوں سے دفاع کرتے ہیں جنہوں نے احکام خدا ورسولؐ کو بدل دیا اور احکام الٰہیہ کے معاملہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا۔

آپ ان لوگوں کا کس طرح احترام کرتے ہیں جنہوں نے رسول اکرم کا احترام نہیں کیا۔ اور انہیں ہذیان گو قرار دیدیا۔ اور ان کے فیصلوں کو ٹھکرا دیا

آپ ان ائمہ کی کس طرح تقلید کرتے ہیں جنہیں اموی اور عباسی حکمرانوں نے سیاسی اغراض کے تحت امام مقرر کیا تھا۔ اور پھر ائمہ طاہرین کو نظرانداز کر دیتے ہیں جنکے نام اور ان کے تعداد کی وضاحت خود رسول اکرمؐ نے فرمائی تھی۔ (صحیح بخاری ۴ ۱۶۴، صحیح مسلم ۱۱۹ باب الناس تبع قریش ینابیع المودۃ، قندوزی حنفی)

آپ ان ائمہ کی تقلید کرتے ہیں جنہیں نبی کریم کا مکمل عرفان حاصل نہیں تھا اور باب مدینۃ العلم کو ترک کر دیتے ہیں جو ان کے لئے ویسا ہی تھا جیسے جناب موسیٰ کے لئے ہارون؟

پھر آخر یہ اہلسنت والجماعت کی اصطلاح کا موجد کون ہے؟

میں نے تاریخ میں بہت جستجو کی ہے تو اس قدر ملا کہ جس سال معاویہ نے حکومت پر قبضہ کیا ہے اسے "عام الجماعۃ" کہا جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ عثمان کے بعد امت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی، شیعیان علیؑ اور اتباع معاویہ ــــ اور پھر امام علی کی شہادت کے بعد معاویہ نے امام حسنؑ سے صلح کر کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھ دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے اہلسنت والجماعۃ کا مفہوم معاویہ کی سنت کے ماننے والے اور اس کی حکومت پر اجتماع کرنے والے ہیں اس کا سنت رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ سنت رسول کو ان کی اولاد اور ذریت سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے کہ گھر کی بات گھر والے ہی بہتر سمجھتے ہیں اور اہل مکہ اپنے گھاٹیوں سے بہتر واقف ہیں"

لیکن افسوس کہ ہم نے ائمہ اثنا عشر کی مخالفت کی جنکے بارے میں رسول اکرم نے نص فرمائی تھی اور ان کے دشمنوں کا اتباع کر لیا۔ جب کہ ہم ان روایات کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ جن میں رسول اکرمؐ نے صاف صاف اعلان فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ لیکن ہمارے برادران اہلسنت چار ہی خلیفہ پر رک جاتے ہیں۔

شاید معاویہ ہی نے ہمیں اہلسنت والجماعت کا نام دیا تھا تو اس کا مقصد سبّ علیؑ کی سنت تھی جس کا سلسلہ ۶۰ برس تک جاری رہا اور جسے عمر بن عبد العزیز کے علاوہ کوئی نہ روک سکا اور اس نے بھی روک دیا تو بعض مورخین کے

بیان کے مطابق بنی امیہ ہی نے اس کے قتل کی سازش کی تھی تو صرف اس لئے کہ اس نے سنت یعنی حضرت علیؑ بن ابی طالب پر لعنت کو بند کر دیا۔

برادران اسلام آیئے خدا کی ہدایت کا سہارا لیکر۔ حقیقت کو تلاش کریں۔ ہم سب بنی امیہ اور بنی عباس کے مارے ہوئے ہیں اور ایک تاریک تاریخ کے شہید ہیں۔ ہمیں اس جمود فکری نے تباہ کر دیا ہے جسے ہمارے بزرگوں نے ہمارے سروں پر مسلط کر دیا ہے۔ ہم اس مکر و فریب کے شہید ہیں جس کا سلسلہ معاویہ، عمرو عاص، مغیرہ بن شعبہ وغیرہ نے جاری کیا تھا۔

آیئے اسلامی تاریخ کا واقعی مطالعہ کریں اور حقائق کا پتہ لگائیں تاکہ دہرے اجر کے حقدار بنیں۔ شاید خدا ہمارے ذریعہ اس یتیم اور ۷۳ فرقوں میں بٹی ہوئی امت پر رحم کر دے۔ اور ہم اسے توحید و رسالت اور اتباع اہلبیت کے پرچم تلے جمع کر سکیں جن کے بارے میں حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ ان سے آگے نہ بڑھو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان سے الگ بھی نہ رہ جاؤ کہ تباہ ہو جاؤ گے۔ انہیں تعلیم دینے کی کوشش نہ کرو کہ یہ تم سے بہتر جاننے والے ہیں۔" (درمنثور ۲ ص۶۰، اسد الغابہ ۳ ص۱۳۷، صواعق محرقہ ۱۴۸، ینابیع المودۃ ص۴۱، ۳۳۵، کنز العمال ۱ ص۱۶۸، مجمع الزوائد ۹ ص۱۶۳)

اگر ہم نے یہ کام انجام دے لیا تو خدا اپنے غضب کو برطرف کر دے گا اور ہمارے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ ہمیں زمین میں اقتدار عنایت کریگا اپنی خلافت سے نوازے گا اور اپنے ولی خاص امام مہدیؑ کو ظاہر کر دے گا۔ جس کے بارے میں رسول اکرمؐ کا وعدہ ہے کہ وہ ظلم و جور کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کی حکومت قائم کر دے گا۔

احباب کیلئے دعوت فکر و نظر

درحقیقت عقیدہ کی تبدیلی سے میری روحانی سعادت کا آغاز ہو گیا تھا اور میں اپنے ضمیر کو مطمئن اور اپنے دل کو مذہب حق یا حقیقی اسلام کے لئے کشادہ پانے لگا تھا۔ میرے دل میں فرحت و مسرت اور افتخار و انبساط کا دور دورہ تھا۔ کہ پروردگار نے مجھے ہدایت اور رشاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے اور اب میرے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ میں اپنے دل میں کروٹیں لینے والے جذبات کو پوشیدہ رکھ سکوں اور حقیقت کے ادراک پر خاموش رہ جاؤں۔ چنانچہ میرے دل نے آواز دی کہ حقیقت کا اظہار ضروری ہے اور "نعمت خدا کا بیان انسانیت کی ذمہ داری ہے" اور یہی دنیا و آخرت کی سب سے بڑی سعادت ہے اور نیک بختی ہے۔ ورنہ "حق کے معاملہ میں خاموش رہ جانے والا گونگا شیطان کہا جاتا ہے"۔ اور حق کے بعد گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور جس چیز نے میرے اس شعور کو مزید یقین عطا کیا وہ رسول اکرم اور اہلبیت طاہرین سے محبت رکھنے والوں سے اہلسنت کی برأت و بیزاری کا سلوک تھا۔ چنانچہ میں نے چاہا کہ تاریخ کے تانے بانے بکھیر دیئے جائیں اور حقیقت کے چہرہ کو بے نقاب کر دیا جائے تاکہ لوگ حق کا اتباع کر سکیں اور ان پر نعمت خدا کی تکمیل ہو جائے جس طرح کہ خود میں بھی انہیں حالات سے گذرا ہوں "پہلے تم بھی اسی طرح تھے وہ تو تمہارے اوپر احسان کر دیا ہے"۔ (نساء ۹۴)

چنانچہ میں نے اپنے ساتھ کام کرنے والے چار استادوں کو اس امر کی طرف دعوت دی جن میں سے دو تربیت دینے کے استاد تھے اور ایک عربی ادب

استاد تھا۔ اور ایک اسلامی فلسفہ کا، ان میں سے کوئی ایک بھی قفصہ کا رہنے والا نہیں تھا بلکہ تیونس جمال اور سوسہ وغیرہ کے رہنے والے تھے۔ میں نے ان سے بھی یہ مطالبہ کیا کہ میرے ساتھ اس اہم اور خطرناک بحث میں حصہ لیں اور میں نے اس طرح اظہار کیا کہ میں بعض مفاہیم کے ادراک سے قاصر ہوں اور بعض مسائل میں تشکیک کا شکار ہوں لہٰذا یہ حضرات میرے اس شک کا علاج کریں ـــ چنانچہ سب نے کام تمام کرنے کے بعد میرے گھر آنے کا وعدہ کر لیا اور میں نے مطالعہ کے لئے "کتاب المراجعات" ان کے حوالے کر دی اس اظہار کے ساتھ کہ اس کے مصنف نے عجیب وغریب قسم کے دعوے کئے ہیں ـــ چنانچہ تین افراد نے اس کتاب کو بے حد پسند کیا۔ اور چوتھے نے چار پانچ نشستوں کے بعد ہم سے قطع تعلق کر لیا اور یہ کہا کہ "غرب چاند پر کمند ڈالنے کی فکر میں ہیں اور تم اسلامی خلافت کے بارے میں بحث کر رہے ہو"۔

ایک مہینہ تک اس کتاب پر بحث کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ان میں سے تین افراد راہ حق پر آگئے۔ اور میں نے منزل حقیقت تک پہونچنے میں ان کی ابتکاری دیکھی کہ یہ کام میرے لئے آسان ہو چکا تھا اور میں وسعت مطالعہ کی بنا پر قریب ترین راستے سے حق تک پہونچانے کا کام انجام دے سکتا تھا۔ میں نے ہدایت کی شیرینی کو محسوس کر لیا تھا اور میں مستقبل کے بارے میں بہت کچھ خوش بین بھی تھا چنانچہ میں برابر قفصہ کے افراد کو مدعو کرتا رہا اور جن جن افراد سے صوفی حلقات یا مذہبی جلسات میں میرا رابطہ تھا سب کو اس مسئلہ پر غور کرنے کی دعوت دیتا رہا میں نے اپنے بعض شاگردوں کو بھی دعوت فکر دی اور خدا کا شکر ہے کہ سال تمام نہ ہونے پایا تھا کہ ہماری ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی۔ جو اہلبیت رسول سے محبت کرنے والی اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنے والی تھی۔ ہم ان کی خوشی میں خوشی منانے لگے اور ایام عاشورا میں مجالس عزا قائم کرنے لگے۔

میں نے اپنے ہدایت یافتہ ہونے کی خبر سب سے پہلے السید الخوئیؒ اور السید محمد باقر الصدر کو دی جب میں نے عید غدیر کی مناسبت سے قفصہ میں پہلی مرتبہ جشن کا انعقاد کیا اور ہر خاص و عام میں اس امر کی شہرت ہوگئی کہ میں نے مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے اور آل رسولؐ کی پیروی کی دعوت دے رہا ہوں جس کے بعد الزامات اور تہمتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور مجھے اسرائیل کا جاسوس قرار دیا جانے لگا کہ میں لوگوں کے دین میں تشکیک کرتا ہوں اور صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہوں اور قوم میں فتنہ و فساد پیدا کر رہا ہوں۔

میں نے تیونس میں اپنے دو دوست راشد الغنوشی اور عبد الفتاح مورو سے ملاقات کی جن سے میرا جھگڑا شدید ہو چکا تھا۔ اور ایک دن جب میں عبد الفتاح کے گھر میں بحث کے دوران یہ کہہ دیا کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں اپنی تاریخ اور اپنی کتابوں پر نظر ثانی کرنا چاہیئے۔ اور ان کے مندرجات پر غور کرنا چاہیئے مثال کے طور پر بخاری میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں نہ عقل قبول کرتی ہے اور نہ دین ــــ تو دونوں کو بیحد غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ آپ کی حقیقت کیا ہے کہ آپ بخاری پر تنقید کرینگے۔ میں نے بہت چاہا کہ وہ میری تحقیق میں شریک ہو جائیں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا کہ اگر آپ شیعہ ہو گئے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ نہیں ہیں اور ہمارے پاس اس سے زیادہ اہم یہ مسئلہ ہے کہ ہم ایسی حکومت کا مقابلہ کریں جو اسلام پر عمل نہیں کرتی ہے ــــ میں نے کہا کہ اس کا فائدہ کیا ہے اگر حکومت آپ حضرات کے ہاتھ میں آگئی تو آپ اس سے بدتر اقدامات کرینگے اور آپ کو خود بھی حقیقت اسلام کا علم نہیں ہے اور نہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں جس پر وہ حضرات بیزار ہو کر چلے گئے اور اس کے بعد ہمارے خلاف پروپیگنڈے اور شدید تر ہو گئے اور اخوان المسلمین نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں حکومت کا ایجنٹ ہوں اور مسلمانوں کو

شک بتلا کر کے اس تحریک سے الگ کرنا چاہتا ہوں جو حکومت سے مقابلہ کے لئے چلائی جارہی ہے اور اس طرح میں ان نوجوانوں سے بالکل الگ ہو گیا جو اخوان المسلمین کی تحریک کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ اور ان شیوخ سے بھی کٹ کر رہ گیا جو صوفی طریقوں کو اپنائے ہوئے تھے اور میری زندگی انتہائی سخت ہو گئی کہ ہم اپنے دیار میں بھی غریب الوطن ہو گئے اور اپنے عشیرہ اور قبیلہ میں بھی اجنبی معلوم ہونے لگے۔

یہ تو خدا کا فضل و کرم تھا کہ اس نے ہمیں دوسرے رفقار واحباب دیدیئے اور ہمارے پاس دوسرے شہروں سے نوجوان آنے لگے۔ اور حقائق کا علم حاصل کرنے لگے۔ اور اس کے نتیجہ میں راہ حق پر آنے لگے کہ میں نے ان کو مطمئن کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ اور اس طرح دارالحکومہ، اور قیروان، سوسہ، سیدی بوزید وغیرہ میں مومنین کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ پھر میں نے گرمی کی تعطیل میں عراق کے سفر کے دوران یورپ میں فرانس وغیرہ میں اپنے بعض احباب سے ملاقات کی اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا تو بحمداللہ وہ بھی راہ راست پر آگئے۔

میں اپنی فرحت و مسرت کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ جب میں نے نجف اشرف میں السید محمد باقر الصدر سے ملاقات کی اور انہوں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے علماء و افاضل کی جماعت سے میرا تعارف اس طرح کرایا کہ "یہ شخص تیونس میں مذہب آل محمدؐ اور تشیع کا پہلا بیج اور سنگ بنیاد ہے"۔ اور اس کے بعد اس امر کا اظہار فرمایا کہ جب میں نے انہیں پہلی مرتبہ منعقد ہونے والے جشن غدیر اور اپنے تشیع کے ساتھ اپنے اوپر ہونے والے حملوں اور عائد کئے جانے والے الزامات سے باخبر کیا تھا تو انہوں نے کافی گریہ فرمایا تھا ـــــ اور پھر ہم سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ "مشقتوں کا برداشت کرنا ضروری ہے کہ اہلبیتؑ کا راستہ انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔ ایک شخص سرکار دو عالمؐ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ امتحانات کی کثرت کے لئے آمادہ ہو جا ــــ اس نے کہا کہ میں آپ کے ابن عم علیؑ بن ابی طالب کو بھی دوست رکھتا ہوں ــــ فرمایا کہ کثرت اعداء کے لئے بھی آمادہ ہو جا ــــ! اس نے کہا کہ میں آپ کے فرزند حسنؑ و حسینؑ کو بھی دوست رکھتا ہوں ــــ فرمایا فقر و بلاء کے لئے بھی تیار ہو جا" اور ہم نے حق و حقیقت سے دفاع کرنے میں کیا دیا ہے۔ جس طرح کہ امام حسینؑ نے اس کی قیمت اپنے خون سے ادا کی ہے اور اپنے اصحاب و اقرباء کی قربانی دی ہے اور ان کے شیعہ تاریخ کے ہر دور میں اور آج بھی اپنی محبت کی قیمت ادا کر رہے ہیں لہٰذا عزیز من راہ خدا میں قربانی اور مصائب کا برداشت کرنا ضروری ہے کہ اگر خدا نے تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو دنیا اور ما فیہا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔

جناب سید الصدر نے مجھے یہ بھی نصیحت کی خبردار گوشہ نشین ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور اپنے احباب سے تعلقات کو بہر حال برقرار رکھنا اگرچہ وہ تم سے دور ہٹنا چاہیں گے لیکن نماز انہیں کے ساتھ پڑھنا تاکہ قطع تعلق نہ ہونے پائے۔ اور عوام الناس کو بے قصور سمجھنا کہ یہ سب پروپیگنڈے اور تحریف شدہ تاریخ کے مارے ہوئے ہیں" اور یہ انسان کی فطرت ہے کہ جس چیز کو نہیں جانتا ہے اس کا دشمن ہو جاتا ہے۔

اسی طرح السید الخوئی نے بھی مجھے یہی نصیحت فرمائی اور السید محمد علی الطباطبائی الحکیم بھی برابر اپنے خطوط میں ایسی ہی نصیحتوں سے سرفراز فرماتے رہے جس سے میرے ہم مسلک افراد نے کافی فائدہ اٹھایا۔

میں نے نجف اشرف اور علماء نجف اشرف کی مختلف مناسبات میں بارہا زیارت

کی ہے اور میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ ہر سال گرمیوں کی چھٹی کا زمانہ امام علیؑ کی بارگاہ میں گزاروں گا اور السید محمد باقر الصدر کے درس میں حاضر ہوتا رہونگا کیونکہ ان سے میں نے بہت کچھ سیکھا تھا۔ اور ان کی صحبت نے مجھے بے حد فائدہ پہونچایا تھا جس طرح کہ میں نے یہ بھی طے کر لیا تھا کہ بارہ اماموں کی زیارت کا شرف بھی حاصل کروں گا چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ آرزو بھی پوری ہو گئی اور میں نے امام رضاؑ کی بھی زیارت کر لی جن کا مزار مقدس روس کی سرحد کے قریب مشہد (ایران) میں ہے اور وہاں بھی میں نے بہت سے علماء سے ملاقات کی ہے اور ان سے علمی استفادہ کیا ہے۔

جس طرح کہ میرے مقلَّد السید الخوئی نے مجھے خمس و زکوٰۃ کے اموال میں تصرف کرنے کی وکالت بھی دیدی ہے جس کے نتیجہ میں میں نے اپنے برادران کی کافی خدمت کی ہے اور ان کے واسطے برابر کتابیں وغیرہ فراہم کرتا رہا ہوں اور ایک عظیم مکتبہ بھی قائم کر دیا ہے جس میں فریقین کی تمام کتابیں اور تحقیق کا سارا مواد موجود ہے۔ اس مکتبہ کا نام "مکتبہ اہل البیتؑ" ہے اور اس نے کافی افراد کو ہدایت کا راستہ دکھلایا ہے۔

رب کریم نے میری فرحت و مسرت و سعادت کو اس وقت اور دوبالا کر دیا جب تقریباً ۱۵ سال قبل قفصہ کی بلدیہ کے کاتب عام کو یہ توفیق حاصل ہوئی کہ اس نے میری خواہش پر میرے مکان کے راستہ کا نام "شارع الامام علیؑ ابن ابیطالب" رکھدیا۔ اب میرا فرض ہے کہ میں اس کی اس عنایت کا شکریہ ادا کروں کہ وہ باعمل مسلمانوں میں ہے اور اسے امام علیؑ سے کافی محبت ہے اور ان کی طرف کافی رجحان رکھتا ہے۔ میں نے اسے بھی کتاب "المراجعات" دی ہے اور وہ میرے ساتھیوں کے ساتھ کافی محبت اور احترام کا برتاؤ کرتا ہے۔ خدا اسے جزائے خیر دے

کے برابر اس مرتبہ بھی ایک ٹکڑا اگل کر چلا گیا۔ اس طرح اس پرندے نے یہ عمل چار دفعہ انجام دیا۔ اس طرح یہ پورے جسم انسانی کو اگل کر چلا گیا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ ان ٹکڑوں میں حرکت ہوئی اور یہ سب ٹکڑے آپس میں مل کر ایک مکمل انسان کی صورت اختیار کر گئے۔ یہ ذلیل شخص اپنی طرف دیکھ رہا تھا کہ اس ہی دوران وہ ہیبت ناک پرندہ پھر آگیا اور اپنی چونچ سے اس کا منحوس انسانی جسم کا ایک چوتھائی حصہ الگ کر دیا اور پھر فضا میں اڑ گیا۔ یہ عمل اس نے چار دفعہ کیا۔ اور ہر حصہ ایک حصہ جسم سے الگ کر دیتا تھا جس کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ باقی حصہ تڑپتا رہتا تھا۔ راہب کہتا ہے کہ میں اس عجیب و غریب منظر کو دیکھ کر بہت گھبرایا اور ڈر بھی گیا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش یہ شخص جب مکمل انسان ہو اور میں اس سے اس کی اس عبرتناک سزا کے متعلق معلوم کرتا کہ تو کون ہے اور تجھ کو کیوں اس طرح کی سزا دی جاری ہے اور تو کیوں اس عذاب الیم اور عتاب عظیم کا باعث ہے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ اسی جانور نے بدستور سابق چوتھائی بدن کو قے کر کے نکالا اور چاروں ٹکڑے باہم مل کر پورے بدن کی شکل میں مکمل ہوگئے۔ میں فوراً اس کے جسم کے پاس پہنچ گیا۔ اور اس کا حال دریافت کیا۔ اس ذلیل انسان نے جواب دیا میں دنیا کا وہ بدترین انسان عبدالرحمن ابن ملجم ملعون ہوں جس نے رسول آخرالزماں صلعم کے وصی حضرت علی ابن ابی طالب کو بے گناہ شہید کر دیا ہے۔ اسی روز سے پروردگار عالم نے یہ خوفناک پرندہ مجھ بدنصیب پر تعنیات کر دیا ہے اور مسلسل اس ہی طرح عبرتناک عذاب میں اسی روز سے مبتلا ہوں۔ یہ پرندہ ہر روز کئی دفعہ اسی طرح مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنی

چونچ سے قتل کر دیتا ہے پھر ایک ایک ٹکڑے کو نگل کر دوسری جگہ لے جاکر قے کر دیتا ہے۔ جب چاروں ٹکڑے مکمل ہوجاتے ہیں تو اسی حالت کے ساتھ مار ڈالتا ہے۔ مجھ کو ایسا لگتا ہے کہ قیامت تک اسی طرح ذلیل اور عبرتناک سزا ملتی رہے گی۔

آپ کی ولادت سے قبل کا معجزہ

صاحب بحار الانور تحریر فرماتے ہیں کہ جب امیرالمومنینؑ بطن مادر میں تھے اور جناب رسول خدا آپ کی والدہ کے پاس آتے تھے تو آپ رسولؐ اللہ کی تعظیم کیلئے کھڑی ہوجاتی تھیں۔ جناب رسول مقبولؐ نے کہا کہ اے بچی آپ بزرگ ہوکر میری تعظیم کے لئے کیوں کھڑی ہوتی ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جب آپ آتے ہیں تو یہ بچہ جو میرے شکم میں ہے مجھے کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔

زمانہ رسولؐ میں آپ کے معجزات

۱۔ **واقعہ بساطہ:** اصحاب کہف کی بابتہ اکثر صحابہ دریافت کیا کرتے تھے اور جگہ دیکھنے کی خواہش کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص ایران سے ایک قالین لایا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ قالین کے آتے ہی آپ نے حسب ذیل صحابہ کو طلب فرمایا۔ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، انس بن مالک، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، اور حضرت عثمان۔ جب یہ لوگ آگئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ اس قالین پر بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد حضرت علیؑ سے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ ان لوگوں کو اصحاب کہف کے رہنے کا مقام دکھاؤ۔ آپ قالین پر تشریف لائے اور کچھ کلمات پڑھے۔ کلمات کا پڑھنا تھا کہ ہوا نے جھک کر قالین

کو اپنے دوش پر اٹھالیا اور قالین فضا میں اڑتا ہوا ایک مقام پر پہنچا۔ آپ نے پھر کچھ کلمات پڑھے اور قالین زمین پر اتر گیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا دیکھو یہ غار ہے جس میں اصحاب کہف محو خواب ہیں تم لوگ جا کر ان کو سلام کرو۔ لوگ باری باری غار کے پاس گئے اور سلام کیا۔ لیکن جواب نہ ملا۔ تب ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے سلام کا جواب ہی نہیں آیا۔ اب آپ جا کر سلام کریں۔ آپ غار کے قریب گئے اور فرمایا اے خاصان خدا تم پر میرا سلام ہو۔ وہاں سے جواب آیا اے ولی خدا و وصی رسول ہمارا آپ پر سلام ہو۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ہمارے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ جبکہ آپ کے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ان ہی سے دریافت کرو۔ لوگوں نے کہا کہ جب ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا تو بات کا جواب کیوں دیں گے۔ آپ ہی دریافت فرمائیں۔ آپ پھر غار کے پاس گئے اور کہا کہ اے خاصان خدا یہ اصحاب رسولؐ جو میرے ساتھ آئے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ان کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہم کو سوائے نبیؐ یا وصیؑ رسول خلیفتہ اللہ کے اور کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ وصی رسولؐ خلیفتہ اللہ ہیں۔ اس کے بعد سب لوگ قالین پر بیٹھے اور آپ نے ہوا کو حکم دیا قالین فضا میں بلند ہوا اور مدینہ میں مسجد نبوی کے باہر اتر گیا۔ وہ عصر کا وقت تھا۔ رسول خداؐ نماز پڑھا رہے تھے۔ پہلی رکعت تھی۔ اور آپ سورۂ کہف کی تلاوت فرما رہے تھے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے دریافت حال کیا۔ سننے کے بعد آپؐ نے انس بن مالک سے کہا کہ دیکھو اس بات کو یاد رکھنا۔ ایک وقت میں علیؑ کو اس کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ کوفہ میں

جب حضرت امیرالمومنینؑ نے واقعہ عزیر کے متعلق سوال کیا اور تیس آدمیوں نے واقعہ کی گواہی دی اس وقت انس موجود تھے آپ نے کہا انس تم خاموش کیوں ہو۔ حالانکہ تمھارے سامنے دو واقعہ پیش آئے۔ ایک اصحاب کہف کا اور دوسرا عزیر کا۔ تو انھوں نے کہا کہ مجھے ضعیفی کی وجہ سے یاد نہیں۔ آپ نے فرمایا انس تم نے میرے حق کو پوشیدہ کیا ہے۔ یاد رکھو کہ تم جزام میں مبتلا ہو کر مروگے۔ کوئی تمھاری پیاس نہ بجھا سکے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جزام میں مبتلا ہوئے اور آخر وقت پیاس پیاس کی صدا لگاتے تھے۔ جب پانی پیتے تو قے ہو جاتی اور پھر پیاس کی شدت سے تڑپتے اور اسی حالت میں مرے۔ اس کو جناب سید مرتضیٰ نے اور جناب تجار نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

۲۔ جبرائیل امین کا انکی تعظیم کرنا: ایک مرتبہ جبرائیل امین خدمت رسول میں تشریف رکھتے تھے کہ امیرالمومنینؑ تشریف لے آئے تو جبرائیل فوراً تعظیماً اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ رسول اکرمؐ نے دریافت کیا کہ تم نے اس جوان کی تعظیم کس وجہ سے کی تو جبرائیل نے کہا کہ اگر میں ان کی تعظیم نہ کرتا تو ناشکروں میں شمار ہوتا کیونکہ جس وقت خداوند عالم نے مجھے خلق کیا۔ اور مجھ سے سوال کیا تو میں جواب دینے سے عاجز رہا تو اس نوجوان نے عالم نور سے مجھے جواب تعلیم فرمائے جس کی وجہ سے میری یہ منزلت ہے۔

در خیبر کا اکھاڑنا جملہ مورخین نے لکھا ہے جو آپ کا معجزہ تھا۔ لیکن اس سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ لوگوں نے رسول خداؐ سے بیان کیا کہ جب دروازہ کا پل بنا کر فوج کو دوسری طرف اتار رہے تھے۔ اس وقت آپ کے قدم زمین پر نہ تھے۔ بلکہ ہوا میں معلق تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ علیؑ کے پیر پر جبرائیل کے

پر تھے اور وہ ان کو بلند کئے ہوئے تھے۔

۳۔ آپ کا پتھر کو سونا بنا دینا: جناب سترانی اپنی کتاب میں واقعات فضہ کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب جناب فضہ نے کیمیا سے لوہے کا سونا بنا کر پیش کیا تو آپ مسکرائے اور حکم دیا کہ وہ سامنے پتھر پڑا ہے اٹھا لاؤ۔ جناب فضہ پتھر اٹھا لائیں۔ آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر سونا ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے زمین کی طرف اشارہ فرمایا وہ شق ہوئی تو فضہ نے دیکھا کہ سونے کی نہر جاری ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہم کو اس کو ضرورت نہیں ہے۔ پتھر اور تختی نہر میں ڈال دو۔ پھر آپ نے زمین کی طرف اشارہ فرمایا وہ برابر ہوئی۔ کتاب فقیہ میں یہ واقعہ تفصیلاً درج ہے۔ اسی قسم کا واقعہ جناب عمار یاسر کے ساتھ پیش آیا جبکہ ان کو ایک یہودی کا قرضہ ادا کرنا تھا۔ اس وقت بھی آپ نے ایک بڑے پتھر کی طرف اشارہ کیا اور وہ سونا ہو گیا۔ جناب عمار کو جتنا قرضہ ادا کرنے کی ضرورت تھی اس میں سے لے لیا اور زمین پر پھینک دیا۔ آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر پتھر ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی کتاب عمار یاسر میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔

(۴) جب آپ بچہ تھے تو آپ کی والدہ آپ کو پارہ قماطہ میں باندھ کر مصروف کام ہوتی تھیں لیکن آپ اس پارہ قماطہ کو پھاڑ ڈالتے تھے اسکے بعد سے انھوں نے آپ کو پارہ قماطہ میں باندھنا چھوڑ دیا

۵۔ سلمان فارسی کا واقعہ: زمانہ رسولؐ خدا میں ایک روز امیرالمومنینؑ نے جناب سلمان سے کچھ مزاج فرمایا۔ جناب سلمان فارسی نے کہا کہ میں آپ سے سن میں اتنا بڑا ہوں اور آپ مجھ سے مزاج فرماتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر

تم مجھ سے سن میں بڑے ہو تو یہ بتاؤ کہ تم کو شیر سے کس نے بچایا تھا اور وہ نشانی جو میں نے تم کو دی تھی وہ تمھارے پاس فلاں جگہ رکھی ہے اسے لاکر دکھاؤ جب جناب سلمان فارسی نے پہچانا اور کہا بیشک آپ ہی تھے جس نے شیر سے بچایا تھا۔

(۶) نہج البلاغہ کے خطبہ قاسیہ میں آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے ہمراہ غار حرا میں ساتھ جاتا تھا جس روز آپ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو میں نے ایک چیخ سنی۔ میں نے رسول خداؐ سے پوچھا۔ یہ چیخ کیسی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کی چیخ تھی۔ کیونکہ آج وہ مایوس ہوا۔ بیشک جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو اور جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو۔

OOO

بصرے کا غرق ہونا

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ کا اہل بصرہ سے خطاب مرقوم ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا شہر ضرور غرق ہوگا۔ گویا میں اس کی مسجد کو دیکھ رہا ہوں جیسے سفینے کا ابھرا ہوا سینہ ہو یا کوئی شتر مرغ زمین پر بیٹھا ہو۔ تمہارے شہر کی زمین پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ شرارت کے دس حصوں میں سے نو حصے اس کے پاس ہیں جو اس میں آگیا وہ اپنے گناہوں میں قید ہوگیا اور جو اس زمین سے نکل گیا۔ اس کو اللہ نے معافی دے دی گویا میں تمہاری اس بستی (شہر کو دیکھ رہا ہوں۔ اس پر پانی یہاں تک چھا گیا ہے کہ مسجد کی عمارت کے اونچے حصہ کے سواء کوئی چیز اس بستی کی دکھائی نہیں دیتی۔

بصرہ ساحل سمندر پر ہے اور اس کے لئے غرق ہونے کی پیش گوئی ہے۔ بعد میں یہ شہر پانی میں ڈوب گیا تھا۔

مرغابیوں کی اطاعت

براد ابن عاقب سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین تشریف فرما تھے کہ مرغابیوں کی ایک قطار پرواز کرتی ہوئی آپ کے سامنے سے گزری۔ جونہی آپ مدمقابل آئے انھوں نے بولنا شروع کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ تمہیں اور مجھے سلام کہہ رہی ہیں۔ منافقین نے جب یہ حرکت دیکھی تو آوازے کسنا شروع کر دیا جواباً آپ نے فوراً اپنے غلام قنبر کو حکم دیا کہ ان مرغابیوں کو آواز دو کہ تمہیں امیرالمومنین رسولؐ اللہ کے بھائی بلاتے ہیں اب جیسے ہی مرغابیوں نے آواز سنی راہ بدل کر مڑیں اور پر جوڑ کر صحن میں آکر اپنے پوٹے

ٹیک دئے اور سب ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ آپ نے ان سے باتیں کرنا شروع کیں وہ اپنی گردنیں لمبی کر کے سنتی رہیں۔ پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ تم واپس چلی جاؤ تو وہ اٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔

قابل غور ہے کہ پرندوں نے تو آپ کی بات کو سمجھ لیا مگر منافقین جو آپ کے پاس بیٹھے تھے وہ نہ سمجھ سکے اور دور جدید میں بھی یہی حال ہے کہ جو اطاعت کرتے ہیں مولا ان کی مشکل کشائی بھی فرماتے ہیں۔

آدھا منہ کالا

مختلف کتب میں یہ معجزہ درج ہے اس واقعہ کو ہاشمی نے بیان کیا کہ انھوں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا منہ کالا تھا اس سے جب دریافت کیا تیرا منہ نصف کالا کیسے ہو گیا تو اس نے عرض کی میں علیؑ سے عداوت رکھتا تھا اور اکثر آپ کی شان میں برے الفاظ کہتا تھا۔ اکثر آپ کا ذکر برے الفاظوں سے کرتا تھا ایک رات میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص آیا اس نے آواز دی اور کہا کہ تو ہی وہ ہے جو علیؑ کو برا کہتا ہے اس کے ساتھ ہی میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ مارا اس سے مجھ کو کافی تکلیف ہوئی صبح اٹھ کر جب میں نے اپنے چہرے کو دیکھا تو جس طرف طمانچہ مارا گیا تھا وہ سیاہ ہو گیا تھا۔

مچھلیوں کی اطاعت

مختلف کتب میں اس معجزے کا تذکرہ ملتا ہے کہ جب حضرت علیؑ امیرالمومنین جنگ صفین سے فارغ ہو کر دریائے فرات کے لب پر پہنچے تو آپ نے تیر لیا اور فرات کی موجوں پر مارنے لگے اور زبان مبارک سے فرمایا اے دریا کے پانی پھٹ جا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق دریا کا پانی پھٹ گیا۔

اس میں بارہ چشمہ مثل کوہ عظیم نظر آنے لگے۔ جس کو دیکھ کر آپ کا لشکر حیران رہ گیا۔ پھر آپ نے کلام کیا جس کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ اس کلام سے دریا کی تمام مچھلیاں سطح دریا پر نمودار ہوئیں اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر تکبیر کی صدا بلند کرنے لگیں پھر ان مچھلیوں نے کہا۔ "سلام ہو آپ پر حجت خدا۔ سلام ہو یا امیرالمومنین! سلام ہو وصی رسولؐ اور کہا کہ قوم نے تمہاری نصرت کو ترک کیا جیسا کہ ہارون بن عمران کی نصرت کو ترک کیا تھا۔"

امیرالمومنین نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگو! تم نے ان مچھلیوں کا کلام سنا اب گواہ رہنا اس پر یہ میری حجت ہے۔ جس کی انھوں نے ابھی گواہی دی ہے۔

علیؑ کا امتحان

حضرت عمر کے دور کا یہ معجزہ ہے کہ چند لوگوں نے آپ کا امتحان لینے کی خاطر یہ حرکت کی چونکہ آپ کا ہمیشہ یہی دعویٰ رہا جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو۔ اس قول کا امتحان لینے کے لے مدینہ کے چند آدمیوں نے ایک خاتون کے لڑکے کو کچھ لے دے کر اس بات پر راضی کر لیا کہ اسے مردہ سمجھ کر ہم حضرت علیؑ کے پاس لے جائیں گے اگر انہوں نے نماز جنازہ شروع کی تو ہم اس لڑکے کو کھڑا کر دیں گے جس سے علیؑ کے اس دعویٰ کی تردید ہو جائے گی۔ اس طرح اس لڑکے کو باقاعدہ مردوں کی طرح کفن پہنا کر جنازے میں ڈال کر حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ اس عورت کا لڑکا ہے جس کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ آپ ان کی باتیں سن کر مسکرائے اور فرمایا اس کا وارث کون ہے لوگوں نے بتایا یہ خاتون ہے آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس

لڑکے کی میں نماز جنازہ پڑھادوں، یہ لڑکا مرگیا ہے؟ خاتون نے سر ہلایا آپ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ جب نماز ختم ہوئی تو انہی لوگوں نے جنازے پر سے چادر ہٹا کر اس لڑکے سے کہا اٹھ جا آج ہم نے دیکھ لیا حضرت علیؑ کچھ نہیں جانتے مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لڑکا سچ مچ مرچکا ہے۔ یہ دیکھ کر عورت چلائی کہ میرا یہ اکلوتا لڑکا ہے اس کے سوائے میرا کوئی سہارا نہیں۔ اور اس عورت نے تمام واقعہ بیان کیا کہ یہ لوگ اس زندہ لڑکے کو آپ کو دھوکہ دینے کے لئے لائے تھے، آپ سے انتہائی عاجزی سے درخواست کی تو آپ اٹھے اور لڑکے کا پیر موڑ کر کہا اے لڑکے زندہ ہو جا۔ لڑکا پہلے جیسی حالت میں آگیا۔ سب لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر آئندہ جرات نہ ہوئی کہ اس طرح کی حرکت کرے۔

جن کا خوف

ہر عام و خاص کتب میں درج ہے، رسولِ خدا کی خدمت میں ایک جن احکام دین کے مسائل دریافت کرنے کیلئے حاضر تھا۔ اتنے میں حضرت علیؑ تشریف لائے۔ حضرت علیؑ کو دیکھتے ہی یہ جن گھٹ کر چڑیا کی طرح ہوگیا اور آنحضرتؐ سے عرض کی مجھے اس نوجوان سے پناہ دلائیں۔ حضور نے فرمایا تم اس نوجوان سے کیوں ڈرتے ہو۔ جن نے عرض کی جب میں حضرت سلیمانؑ پر سرکشی کی تھی اور سمندر کی طرف بھاگا تھا اس وجہ سے مجھے کوئی گرفتار نہ کرسکا۔ اتنے میں یہ نوجوان ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے مجھے مارا اب تک زخم کا نشان باقی ہے۔

(جواہر الاسرار)

خدا کی عنایت

ہمایوں مرزا لکھنوی نے اپنی کتاب "کرشمہ قدرت" میں مولانا شیخ ابو جعفر طوسیؒ امام زین العابدینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسالت مآب سرکار دو جہاںؐ نے اپنی ایک انگشتری حضرت علیؑ کو مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ نگینہ ساز سے اس نگینہ پر محمدؐ ابن عبداللہ کندہ کرالائیں نگینہ ساز نے کندہ کر کے انگشتری واپس دی۔ حضرت علیؑ نے جب انگشتری کو دیکھا کہ محمدؐ ابن عبداللہ کی بجائے محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ حضرت نے نگینہ ساز سے ارشاد فرمایا کہ تم نے محمدؐ ابن عبداللہ کی بجائے محمدؐ رسول کیوں کندہ کیا۔ نگینہ ساز نے عرض کی یا امیرالمومنین آپ نے درست فرمایا ہے جب میں اس پر محمدا بن عبداللہ کندہ کرنے لگا تو میرے ہاتھ کانپنے لگے۔ خود بخود محمدؐ رسول اللہ کندہ ہوگیا۔ آپ یہ انگشتری لے کر حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کیفیت بیان کی۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا محمد رسول اللہؐ اور محمد ابن عبداللہ دونوں ہی میرے نام ہیں۔ آپ نے یہ انگشتری اپنے دست مبارک میں پہن لی۔ دوسرے روز جب اس انگشتری پر نظر پڑی تو زیر نگینہ علیؑ ولی اللہ بھی کندہ تھا۔ اس اثنا میں حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ارشاد رب العالمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔

مردے کو زندہ کرنا

مشکل کشا نے اپنی حیات میں کئی اہم موقعوں پر مردوں کو زندہ کیا جس کی گواہی تمام افراد نے دی اس طرح کا ایک اور واقعہ جس کی روایت مختلف

کتابوں میں مختلف طریقوں سے درج ہے مستند روایت کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ امیرالمومنین کی خدمت میں بنی مخزوم کا ایک جوان حاضر ہوا جس کی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ آپ کی خدمت میں عرض کی " یا امیرالمومنین میرا جوان بھائی مرگیا ہے جس کے صدمے سے میں بے حد بے قرار ہوں۔ " آپ نے اس جوان سے فرمایا " تو کیا چاہتا ہے؟ " جوان نے عرض کی میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ اٹھے، ردائے رسول اوڑھ کر اس جوان کو ساتھ لے کر قبرستان تشریف لے گئے، آپ کی زبان سے چند ارشادات جاری ہوئے جسے کوئی بھی نہ سمجھ سکا پھر آپ نے قبر کو ٹھوکر ماری، اس سے ایک شخص برآمد ہوا فارسی میں باتیں کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا تو عربی ہو کر فارسی میں باتیں کرتا ہے۔ مردے نے جواب دیا کہ ہم فلاں کی سنت پر مرے۔ جس کی وجہ سے ہماری زبانیں بدل گئی ہیں۔ اس کے بھائی نے اسے دیکھا پھر مردہ قبر میں سوگیا اور قبر اس طرح بند ہوگئی جیسے پہلے تھی۔

(بحوالہ اصول کافی۔ بحارالانوار) (بحارالدرجات۔ علیؑ علیؑ)

علیؑ کی دعا اور ضرب

بڑا مشہور معجزہ ہے جسے محمد وصی خان نے اہل سنت کی چودہ اور اہل تشیع کی چھ سے زائد کتابوں کے حوالے مع نام کے ساتھ بیان کیا ہے انہی کے الفاظ میں میں تحریر کیا جارہا ہے۔ جنگ حنین میں عبیدہ بن قرعہ لشکر کفار کے ساتھ آیا اور جنگ شروع ہونے پر صف سے نکل کر مبارز طلب ہوا خود امیرالمومنین اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور اس کو زیر کر لیا۔ جب اس نے دیکھا کہ جان نہ

بچ سکے گی تو اس نے اسلام لانا اس شرط پر منظور کیا کہ آپ اس کے لئے دعا کریں کہ وہ قیامت تک زندہ رہے۔ آپ نے دعا کی اور فرمایا جا روز محشر تک زندہ رہے گا۔ جب اس کو یہ معلوم ہوا تو وہ یہ کہہ کر بھاگا کہ آپ خود کہہ چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا لہذا اسلام نہیں لاتا۔ بھاگنے کی کوشش کی تو آپ نے اس کے داہنی طرف ضرب لگاتے ہوئے فرمایا "اب تو بھاگ جا اور میری اس ضرب کا مزہ یوم حساب تک چکھتا رہ۔"

مولانا فدا حسین صاحب مرحوم پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی نے یہ کتاب خود مجھے دکھائی تھی جس میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ایران و افغانستان کی سرحد پر کفرستان کے نام سے بستی ہے میں خود وہاں گیا۔ اس نے دیکھا کہ لانبے قد کا شخص بستر پر پڑا ہے میں نے اس سے بات کی اس اہل مدینہ نے بعض اشخاص کے نام بتائے اور گھر کی نشانیاں بتائیں جب اس سے حضرت علیؑ کی بابت دریافت کیا تو کالا کافر کانپ گیا اور کہا کہ ان کی بابت نہ پوچھو وہ (معاذاللہ) بہت بڑے جادوگر تھے۔

بادل کا ٹکڑا

محمد صالح حنفی نے اپنی کتاب کوکب دری میں حضرت امیرالمومنین کے بے حد فضائل بیان کئے ہیں اور آپ کے بہت سے معجزات و کرامات اور مشکل کشائی کے واقعات کو مختلف مستند روایت کے ساتھ اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ جس کی روایت حضرت سلمان فارسیؓ کرتے ہیں کہ ایک دن امام حسن نے اپنے والد حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو ملک عظیم عطا فرمایا آپ کو بھی اس سے بڑی بادشاہت

عطا فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ نے وضو فرمایا دو رکعت نماز ادا کی اور دعا فرمائی اور ایک بدلی کی طرف اشارہ کیا اور نیچے اتر آئی اور اس سے آواز آئی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسولؐ برحق ہیں اور تو اے علیؑ اس کا وصی اور خلیفہ ہے جو تیرے بارے میں شک کرے وہ تباہ و برباد ہوگیا پھر دوسری بدلی کی طرف ارشاد فرمایا وہ بھی کہتی رہی۔

(بحوالہ کوکب دری)

درخت کی گویائی

کتاب بالا میں درج ہے جس کی روایت حضرت سلمان فارسیؓ کی ہے کہ ایک دن امام حسن اور چند دیگر صحابہ حضرت امیرالمومنین کے ساتھ ایک بلند پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہاں ایک خشک درخت دیکھ کر حضرت امام حسن نے فرمایا۔ "یا امیرالمومنین یہ درخت کیوں سوکھ گیا ہے؟" حضرت نے فرمایا "اس درخت سے پوچھو۔" آپ نے سوال کیا جواب نہ ملا تب حضرت نے فرمایا "اے درخت فرزند رسولؐ کو کوئی جواب نہیں دیتا" اس درخت سے آواز آئی کہ تمہارے پدر بزرگوار ہر صبح آکر میرے نیچے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک بدلی آتی تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور اس پر ایک کرسی رکھی تھی وہ اس پر سوار ہو کر چلے جاتے تھے۔ آج چالیس دن ہوگئے ہیں کہ تشریف نہیں لائے اس وجہ سے میں خشک ہوگیا ہوں۔" پس امیرالمومنین نے اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ درخت اسی وقت سرسبز ہوگیا۔

خدا کا تحفہ

سید محمد صالح حنفی سنی عالم اپنی کتاب کوکب دری میں تحریر کرتے ہیں کہ امام حسین سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد بزرگوار دریائے فرات کے کنارے پر غسل فرما رہے تھے ناگاہ ایک موج اٹھی اور پیراہن مبارک بہا کر لے گئی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو ایک ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اپنی دائیں طرف نظر کرو اور جو ملے اسے لے لو جب حضرت نے دائیں طرف نگاہ کی تو دیکھا ایک پیراہن لپٹا پڑا ہے آپ نے اس کو لے لیا اور ایک پارچہ اس کے گریبان سے گرا جس پر لکھا تھا۔ یہ تحفہ خداوند کریم عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ بن ابی طالب کی طرف ہے یہ ہدیہ قمیص ہے جو عمران کو میراث میں دی گئی تھی اس طرح ہم اس کو دوسرے لوگوں کی میراث میں دیتے ہیں۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

شکم مادر میں گفتگو

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات آپ کی ولادت سے قبل ہی عیاں ہونے لگے تھے مختلف طریقوں سے ایسی باتیں ظہور میں آنے لگیں کہ جس کے سامنے ہر ایک کو سر خم کرنا پڑتا ہے۔ آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ رسولؐ خدا سے گفتگو فرماتے اس کی روایت سنی۔ شیعہ دونوں کتب میں موجود ہیں جس کی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب کے گھر تشریف لے جاتے تو روئے مبارک امیرالمومنین کے رحم کی طرف کر کے فرماتے اے میرے وصی تجھ پر میرا سلام ہو اور امیرالمومنین شکم مادر سے جواب دیتے۔ علیک اسلام یا رسول اللہ جس طرف آنحضرت ہوتے اپنا رخ اسی طرف کر لیتے اس بات سے مطلع

ہونے کے بعد آنحضرت نے فرمایا حق تعالیٰ اس کی ذات کو بزرگ و معزز کرے۔

(بحوالہ کوکب دری، تمام سنی شیعہ کتب)

ایک سفید پرندہ

مشہور و معروف واقعہ جو ایک بڑا معجزہ ہے کہ آپ کا نام خدا تعالیٰ نے خود رکھا اور یہ نام آپ کی ولادت سے قبل کسی کا نہ تھا۔ اس کی روایت تمام سنی شیعہ کتب موجود ہے۔ یہاں ہم محمد صالح سنی حنفی کی کتاب کوکب دری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ مادر حضرت علیؑ، بی بی فاطمہ بنت اسد جب درد سے بے چین ہوئیں تو کعبہ کی طرف روانہ ہوئیں، غیب سے آواز آئی اے معظمہ باہر نہ رہ گھر کے اندر چلی آ۔ جب بی بی فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر تشریف لے گئیں تو ایک پردہ نظر آیا اس پردہ میں پوشیدہ ہوگئیں۔ جناب امیر کی ذات اس ایک سفید پرندے نے چھت کی طرف سے آکر اپنی چونچ سے جناب امیر کے سینہ پر اسم علیؑ تحریر کیا اور اس سے پہلے عالم شہود میں کسی کا نام علیؑ نہ تھا۔

ابو جہل کی گردن

مولا علیؑ مشکل کشا کے معجزات کا شمار انسانی قوت سے بالاتر ہے آپ ابھی اس دنیا میں تشریف لائے ہی تھے اس وقت آپ کی حیات صرف چند گھنٹوں کی ہوگی کہ اس وقت کے دستور کے مطابق کسی کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو ابو جہل بتوں کے پاؤں کی خاک کا سرمہ اس بچے کی آنکھوں میں لگاتا۔ جب سلطان ولادت کی خبر اس لعین کو پہنچی تو سنتے ہی اس طرف کا رخ کیا۔ اس

بد بخت نے جب امیرالمومنین کو دیکھا تو دستور کے مطابق آپ کی آنکھوں میں بتوں کی خاک پا کا سرمہ لگانا چاہا، ہر چند زور لگایا، حضرت کو نہ اٹھا سکا۔ جب کہ ابو جہل کس قدر بڑا اور طاقت ور ہوگا اور اس وقت آپ انتہائی کمسن صرف گھنٹوں کے ہی تھے اس وقت ہی آپ کی روحانی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابو جہل بد بخت نے اپنی انگلیاں آپ کی آنکھوں پر رکھیں تاکہ کھول کر سرمہ لگائے۔ ہر چند کے اس بد بخت نے زور لگایا مگر آنکھیں نہ کھلیں اس وقت شاہ ولایت جناب امیر نے ولایت کی قوت سے ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا کہ یہ پیچھے کو پھر گیا۔ طمانچہ کی قوت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس طمانچہ سے ابو جہل کی گردن ٹیڑھی ہوگئی اور اس کی گردن کبھی بھی سیدھی نہ ہوئی آخری وقت تک یہ بد بخت ایسا ہی رہا جس کو سارے زمانے نے دیکھا۔

(بحوالہ کوکب دری)

آنحضرت کو دیکھا

مشہور روایت ہے کہ حضرت علیؑ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے فیضیاب ہوئے جس کی روایت ہر عام و خاص کتب اور یورپین مورخین نے بھی اپنی کتب میں اس معجزہ کو درج کیا۔ حضرت علیؑ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں نہ کھولیں جس پر آپ کی والدہ محترمہ محزون و غمگین ہوئیں اور کہا کہ اے فرزند تو آنکھ کیوں نہیں کھولتا اس عالم کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا۔ کہیں تو نابینا تو نہیں۔ اس وقت خدا کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو بشارت ہوئی کہ تیرا ابن عم پیدا ہو چکا ہے ۔ جلد جا کے اس کی خبر گیری کر۔ آفتاب رسالتؐ نے اس طرف رخ فرمایا اور جا کر آسمان ولایت کو اپنے دامن عاطفت میں بٹھایا۔ جب حیدر کرار کو آپ کی خوشبو پہنچی آپ کے جمال و جہاں آرا کی زیارت کے لئے آنکھیں کھولیں اور سلام و تحیت کی رسم ادا فرما کر آپ کی مدح و ثنا میں زبان کھولی آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے حیدر کرار کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔

(بحوالہ کوکب دری)

اصحاب کہف کا بیان

کوکب دری کے مولف محمد صالح کشفی السنی ، الحنفی ، احسن الکبار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک دن چند اصحاب کو بلانے کے لئے بھیجا میں ان اصحاب کو بلا کر لایا تو آپ نے ایک فرش بچھایا اور سب کو اس پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ حضرت علیؑ سے بھی فرمایا کہ اس پر بیٹھو جب ہم سب بیٹھ گئے تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ اے بھائی ہوا سے کہو کہ اس فرش کو اٹھائے۔ حضرت علیؑ کے حکم سے فرش ہوا میں اڑنے لگا پھر فرمایا نیچے اتار دے فرش نیچے اتر آیا۔ آپ نے اصحابہ سے فرمایا یہ کونسی جگہ ہے۔ وہ بولے ہم نہیں جانتے پھر آپ نے فرمایا ہم غار اصحاب کہف کے دروازے پر آئے ہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے پھر آپ نے سب اصحاب سے کہا کہ اٹھ کر اصحاب کہف کو سلام کرو۔ سب اصحاب نے اٹھ کر سلام کیا۔ مگر سلام کا جواب نہیں ملا۔ حضرت علیؑ اٹھ کر گئے تو سبقت کرتے ہوئے اصحاب کہف نے سلام کیا جس پر اصحاب نے کہا کہ ہم

نے سلام کیا تھا تو کسی نے جواب نہیں دیا اور آپ کو سلام کرنے میں انہوں نے سبقت دکھائی۔ اس پر اصحاب کہف نے جواب دیا کہ ہم نہ سلام کرتے ہیں اور نہ کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں مگر نبیؐ کو یا اس کے وصیؑ کو۔ آپ کی اطاعت خدا اور رسولؐ کے حکم سے تمام جن وانس پر واجب ہے۔ اس معجزہ کے بعد آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس فرش پر بیٹھ جاؤ سب اس فرش پر بیٹھ گئے۔ حکم امیر سے یہ فرش بلند ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد امیر کے حکم سے زمین پر اترا۔ امیرالمومنین نیچے اترے اور زمین پر پاؤں مارا۔ میٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا۔ وضو کیا اور اصحاب سے بھی فرماتے کہ وضو کریں اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ صبح کی ایک رکعت حضور اکرمؐ کے ساتھ ادا کریں گے۔ بعد ازاں امیر کے حکم سے فرش بلند ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد نیچے اترے تو ہم سب نے اپنے کو مسجد نبوی میں پایا۔ حضورؐ نے ایک رکعت نماز ادا کی بعد میں حضورؐ نے فرمایا جو کچھ ہوا تم بیان کرو گے یا میں بتاؤں۔

انس نے کہا آپ ہی فرمائیں۔ آپؐ نے تمام گذشتہ حالات بیان کئے اصحاب بساط سے منقول ہے کہ جب ہوا بساط کو اٹھاتی تھی تو اس قدر بلند ہو جاتی تھی کہ ہم آسمانی فرشتوں کی آوازیں سنتے تھے کہ وہ دشمن آل محمدؐ پر لعنت کرتے تھے۔

درخت کی نماز

کوکب دری کے مولف محمد صالح کشفی السنی الحنفی لکھتے ہیں کہ ابو الزبیر نے جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھا کہ تم کو امیرالمومنین کا کوئی معجزہ یاد ہے جابرؓ نے فرمایا ایک روز چند اصحاب کے ساتھ جناب امیر جارہے تھے۔ ایک

بیری کا درخت آیا آپ نے فرمایا تم ٹھہر جاؤ میں اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ آپ نماز میں مشغول ہو گئے خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا کہ رکوع اور سجود میں حضرت کا ساتھ دیتا ہے ہم حیران ہو کر کھڑے ہو گئے یہاں تک آپ نماز سے فارغ ہوئے آپ کے ساتھ درخت کی شاخیں بھی درود پڑھتی رہیں بعدازاں فرمایا خدا محمدؐ وآل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کر اور محمد وآل محمدؐ کے حب داروں پر رحم کر تمام ہمنشیوں نے کہا آمین آمین۔

حدیث سے انکار

مشہور و معروف حدیث جو ہر خاص و عام کتب میں موجود ہے اس حدیث سے انکار کرنے والوں کا انجام جابر انصاریؓ سے اس طرح مروی ہے کہ ایک دن حضرت امیرالمومنینؑ منبر پر تشریف لائے خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنائے باری تعالیٰ کے بعد نعت محمدؐ مصطفےٰ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرمائی۔ بعد ازاں اشعث بن قیس۔ خالد بن یزید۔ براء بن عازب اور انس بن مالک سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا" اشعث اگر تو نے حدیث **من کنت مولا فعلی مولا** جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو اور تو انکار کرے اور شہادت نہ دے۔ اے خالد اگر تو نے یہ حدیث سنی ہو اور آج میری ولایت کے لئے گواہی نہ دے تو خدا تجھے جاہلیت کی موت دے۔ اے عازب تو نے اس حدیث کو رسولؐ خدا سے سنا ہے اگر تو گواہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے سفر میں موت دے۔ اے انس اگر تو گواہی نہ دے تو تجھے خدا ایسے مرض میں بتلا کرے جسے تیرا عمامہ بھی ڈھانپ نہ سکے۔ انس نے جواب میں عرض کیا یا امیرالمومنین بڑھاپے کی وجہ سے مجھ پر نسیان غالب آگیا ہے اور اس وقت مجھے یہ حدیث یاد نہیں ہے اس طرح دیگر تینوں نے بھی عذر پیش کر کے اس حدیث کی شہادت کو چھپایا۔

جابر انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے اشعث کو دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں اور کہا کرتا تھا کہ خدا کا شکر ہے کہ امیرالمومنین نے میرے حق میں صرف اس دنیا کے لئے بددعا فرمائی۔ عذاب آخرت کے لئے بددعا نہ فرمائی۔ خالد جب مرا تو اس کے کنبے والوں نے اسے گھر

میں دفن کیا اور جاہلیت کی رسم ادا کی اور ابن عازب کو معاویہ نے یمن کا ولی مقرر کیا اس نے وہیں انتقال کیا اس نے یمن سے ہجرت کر کے موت پائی تھی اور میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ برص کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہر چند کے ان داغوں کو عمامہ سے چھپاتا مگر یہ داغ نہ چھپتے غرض یہ کہ جو کچھ امیرالمومنین نے ان چاروں کے لئے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

دو بچیوں کا کلام

کفایۃ المومنین شیخ عبدالواحد بن زید قدس سرہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حج کو گیا اثنائے طواف میں دو لڑکیوں کو دیکھا جو طواف میں مشغول تھیں اور آپس میں اپنے مدعا کے مطابق اس طرح قسمیں کھاتی تھیں ترجمہ: اس شخص کے حق کی قسم ہے جو وصیت کے واسطے برگزیدہ اور منتخب کیا گیا ہے اور راستی کے ساتھ حکم کرنے والا ہے جو معاملات اور مقدمات میں عدل کا حکم دینے والا ہے اور خاتون جنت فاطمہ کا شوہر ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا تم ان کا نام جانتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا" وہ امیرالمومنین علی بن ابو طالب کل غالب ہیں پھر میں نے پوچھا کیا تو ان کو جانتی ہو؟ ان دونوں بچیوں نے کہا کیوں نہیں ہمارا باپ جنگ صفین میں ان کے ساتھ تھا اور شہید ہوا۔ ہمارے باپ کی شہادت کے بعد آپ ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہماری ماں سے دریافت فرمایا اے ضعیفہ کیسی ہو اور کسی طرح گزر رہی ہے۔ میری ماں نے جواب دیا۔ یا امیرالمومنین خیریت سے گزرتی ہے۔ ہم دونوں بہنیں آپ کو چھوڑنے کے لئے گھر سے باہر گئیں۔ میری چھوٹی بہن باپ کی جدائی کے غم میں روتے روتے اندھی ہو گئی۔ جب حضرت امیرالمومنین کی نظر فیض اثر ہم پر پڑی آپ کی

زبان سے بے اختیار یہ کلام جاری ہوا۔ (ان کا باپ مرگیا ہے جو مصیبتوں، حادثوں اور سفر میں ان کی کفالت و خبرگیری کرتا تھا۔) بعد ازاں آپ نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیرا۔ وہ فوراً ایسی روشن ہوگئیں کہ اندھیری رات میں سوئی میں دھاگا پرولیتی ہے۔

معراج سے انکار

ایک روز امیرالمومنین حضرت علیؑ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ جب آنحضرتؐ سرکار دو جہاں نے اس خاک دان دنیا سے سفر اعلیٰ کی طرف روانگی کا عزم کیا تو اس وقت پانی سے بھرا ہوا کوزہ آپ کے سرہانے رکھا ہوا تھا جب روانگی کے وقت حضرت کا دامن اس سے لگا تو وہ زمین پر اوندھا ہوگیا اور پانی گرنے لگا۔ اور براق نے برق کی طرح چلنا شروع کیا جب حضرت رسولؐ کریم معراج سے واپس آئے تو کوزے سے پانی بہہ رہا تھا اور بستر مبارک اسی طرح گرم تھا جیسا کہ آپ چھوڑ کر گئے تھے۔ ایک یہودی بھی اس مجلس میں تھا اس نے جناب امیر کا یہ کلام سنا تو انکار کی حالت میں اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ گھر جا کر دیکھا بیوی آٹے میں ہاتھ دھرے بیٹھی ہے۔ آٹا گوندھنا چاہتی ہے مگر پانی نہیں ہے اور پانی کا انتظار کر رہی ہے جب اس عورت نے شوہر کو دیکھا تو کہا گھر میں اتنا بھی پانی نہیں ہے کہ میں آٹا گوندھ سکوں جاؤ گھڑا بھر کر چشمہ سے لے آؤ۔ یہ یہودی گھر سے گھڑا لئے ہوئے چشمہ کی طرف روانہ ہوا۔ چشمہ پر پہنچا گھڑے کو بھر کر چشمہ کے کنارے رکھا اور خود غوطہ لگانے کی غرض سے چشمہ کے کنارے پر پہنچا۔ اتفاق سے گھڑا گر پڑا اور پانی بہنے لگا۔ یہودی نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے اور اس نے پانی میں غوطہ مارا۔ نہا کر جب

چشمہ سے باہر نکلا تو اپنے آپ کو ایک برہنہ لڑکی پایا۔ اپنی اس تبدیلی پر بڑا حیران ہوا، نہ کوئی جان پہچان والا نہ کوئی آشنا بڑا حیران و پریشان ہوا آخر کچھ بھی نہ بن پڑا تو وہاں سے روانہ ہوا۔ دور سے ایک ہندی آتی ہوئی دکھائی دی جب قریب آئی تو اسے حیرت ہوئی اور برہنہ حالت میں دیکھ کر ترس آیا اور اسے پہننے کے لئے کپڑے دیئے۔ پھر اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے اپنا تمام حال بیان کیا۔ آخر کپڑے پہن کر شہر کی طرف روانہ ہوئی۔ شہر پہنچی تو دیکھا کہ ہر آدمی اس کا خریدار ہے آخر ایک مالدار نے اس سے عقد کر کے اپنے گھر میں داخل کر لیا۔ چھ سال اس مالدار کے گھر میں بسر کئے اس عرصہ میں پانچ بچے جنے۔ ایک روز یہ عورت اسی چشمہ کی طرف روانہ ہوئی اور اسی چشمہ میں غوطہ لگایا۔ جب ہٹا کر اپنا سر باہر نکالا تو اپنے آپ کو اصلی حالت میں دیکھا وہی چشمہ جہاں پہلے غوطہ لگایا تھا کپڑے بدستور اسی پتھر پر رکھے ہوئے ہیں اور پانی اس طرح گڑھے سے گر رہا ہے۔ یہ حالت دیکھا کر وہ سخت متحیر و پریشان ہوا۔ کپڑے پہنے گھڑے کو بھرا۔ گھڑے کو سر پر اٹھا کر گھر کی راہ لی گھر کے اندر داخل ہوا تو اپنی بیوی کو اسی حالت میں پایا کہ ہاتھوں میں آٹا ہے اور آٹا گوندھنے کے لئے پانی کا انتظار کر رہی ہے۔ یہودی نے گھڑے کو گھر میں رکھا اور سیدھا مسجد کی طرف روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ امیرالمومنین وعظ فرما رہے ہے۔ اس یہودی نے معراج کی تصدیق کی اور نہایت نادم و شرمسار ہو کر گریہ کرنے لگا اور جناب امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی مجھ کو اسلام کا طریقہ فرمائیں اور کفر کے زنگ سے میرا سینہ صاف کر دیں۔ کیوں کہ میں کفر اور کافری سے سخت پریشان ہوں اور نہایت اعتقاد اور عقیدت مندی کے ساتھ اسلام کی طرف

متوجہ ہوا ہوں۔ آپ نے یہودی سے فرمایا جب تک پانچ بچے نہ جنے ہماری تم نے تصدیق نہ کی بعدازاں آپ نے اسے کلمہ پڑھایا اور کفر کے رنگ سے اس کے دل و جان کو پاک کیا اور وہ یہودی پکا مسلمان رہا اور مسلمان کی حیثیت سے اس نے انتقال کیا۔

پانی کا ایک پیالہ

حضرت علی امیرالمومنین جنگ نہراون فتح پاکر واپس آئے تو راستے میں دوراہا تھا ایک راستے سے پانی سیراب تھا اور دوسرا راستہ غیرآباد تھا جہاں پانی نہ تھا۔ حضرت امیرالمومنین اپنے لشکر کو بن پانی والے راستے سے لے کر روانہ ہوئے اور ہنایت تیزی سے اس دشت بے آب کو عبور کیا چونکہ ہوا ہنایت خشک وگرم تھی۔ اہل لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ کثرت حرارت سے ان کے منہ اور لب خشک ہوگئے۔ بعض منافقوں نے طعن و ملامت شروع کی دیگر اہل لشکر جو مومن تھے ان کی باتوں سے بہت دل آزردہ ہوئے اور حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں ان کی سخت کلامی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا سب اہل لشکر حاضر ہوں اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیں۔ تمام لشکر جمع ہوا۔ حضرت کے خیمہ کے آگے پشتہ تھا آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ اس کو کھودا جائے۔ نیچے سے ایک بھاری پتھر نکلا آپ نے اس پتھر کو خود اٹھا کر دور پھینکا۔ آپ نے قنبر سے فرمایا اس کے نیچے اترو اور دیکھ بھال کر ساری کیفیت بیان کرو۔ قنبر حسب ارشاد اندر گئے۔ زینہ کے ذریعہ نیچے اترے واپس آکر عرض کی، جب میں بتیس زینے نیچے اترا تو پتھر کا ایک دروازہ نظر آیا۔ جس پر قفل لگا ہوا ہے معلوم ہنیں اس کی کنجی کہاں ہے اور ویسے بھی اس دروازے کا کھولنا میرے

بس سے باہر ہے حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک کنجی عطا کی اور فرمایا دروازہ کھول کر پانی کا ایک پیالہ لے آؤ۔ قنبر نیچے گیا اس کنجی سے دروازہ کھلا ایک حوض نظر آیا۔ اس کے کنارے پر ساقی کوثر کو موجود پایا، یہ دیکھ کر قنبر کو حیرت ہوئی۔ جناب امیر نے پانی سے بھر کر ایک پیالہ سے دیا اور فرمایا قنبر پانی لے جاؤ اور پیاسوں کی حاجت روائی کرو۔ قنبر پانی کا پیالہ لے کر باہر آیا۔ جناب حضرت امیرالمومنین کو کھڑا پایا۔ چاہا کہ کچھ زبان سے کہے اور راز کو افشاں کرے۔ جناب علی نے فرمایا کیا تو نے دشت ارژنہ کا قصہ نہیں سنا جو یہاں تعجب کرتا ہے پھر حضرت نے اس پیالے کو تمام اہل لشکر کو دیا سب نے سیر ہو کر پانی پیا اپنے تمام حیوانات کو بھی سیراب کیا اس کے بعد دیکھا کہ وہ پیالہ پانی اسی طرح بھرا ہوا تھا۔

ابلیس اور دیو

سرایت سے منقول ہے کہ ایک روز مامون خلیفہ نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ میں تجھ سے دیووں کا قصہ سننا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا میں نے محمد بن عبداللہ سے سنا ہے اور وہ ام سلمہؓ سے روایت کرتا ہے کہ اس معظمہ نے فرمایا، ایک دن رسول خدا نے صحرا کا عزم کیا اور مجھے سے فرمایا کہ جب میرا بھائی آئے تو اس سے کہنا کہ مشکیزہ پانی سے بھر کے پہاڑوں کے درمیان میرے پاس لائے جب حضرت علی امیرالمومنین آئے تو میں نے رسول خدا کا پیغام دیا۔ آپ نے اپنی ذوالفقار کمر میں لگا کر مشک پانی سے بھری اور پھر آپ آنحضرتؐ کے بتائے راستے پر روانہ ہوئے۔ امیرالمومنین سے روایت ہے کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو ایک بڈھے کو دیکھا جو اپنی بکریاں چرا رہا تھا میں

نے اس بڈھے سے پوچھا تجھے معلوم ہے رسولؐ خدا کہاں ہیں؟ اس نے کہا رسولؐ خدا کون؟ میں نے جواب دیا محمدؐ بن عبداللہ۔ بڈھے نے جواب میں کہا کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا۔ میں نے ایک پتھر اٹھا کر مارا جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا اس نے فریاد شروع کی اس بڈھے کی فریاد سن کر بے شمار سوار اور پیادے ان پہاڑوں کے درمیان آکر جمع ہوگئے۔ ان سب نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے ان سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ آگے چل کر میں نے ایک عورت دیکھی جو کالی رات سے بھی سیاہ تھی اس کی آنکھوں سے آگ اور ناک سے دھواں نکلتا تھا مجھے پکڑ کر اس نے زمین پر ہاتھ مارا۔ سات دیو نمودار ہوئے۔ انہوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ ان میں سے ایک دیو کے میں نے ٹکڑے کئے باقی دیو یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ عورت نے آہ بھری اور کہا کہ میری کمر ٹوٹ گئی۔ اس عورت نے مجھے پر حملہ کیا۔ اس عورت کے بھی میں نے دو ٹکڑے کر دئے۔ اس وقت ان دونوں پہاڑوں کے درمیان عجب طرح کا دھواں ظاہر ہوا۔ میں نے نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوا تھا تو دھواں غائب ہوچکا تھا اس کے بعد آنحضرتؐ کے پاس پہنچا آپ کو سخت پیاس لگی تھی آپؐ نے پانی نوش فرما کر مجھ سے فرمایا "اتنی دیر کیوں لگائی؟" میں نے جنابؐ کی خدمت میں ساری سرگذشت عرض کی۔ آپؐ نے فرمایا "وہ بڈھا چرواہا ابلیس تھا۔ وہ اپنے لشکر کو تم پر چڑھا کر لایا تھا اور وہ عورت بھی اسی بد سے تعلق رکھتی تھی۔ جب تم نے اس ملعون کو قتل کیا ملائکہ آسمان پر متعجب ہوئے اور اہل بہشت نے مسرور و خوشحال ہو کر کہا، سبحان اللہ آج تو نے ہم کو وہ نعمت عطا کی ہے کہ آج تک ایسی نعمت نصیب نہیں ہوئی تھی۔ بہشت نے کہا مجھ کو بھی

شرف کافی ہے کہ میں علی بن ابی طالب کا مسکن ہوں۔"

زمین سے کلام

اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ نے ذکر کیا جس رات جناب امیر میرے پاس تشریف لائے میں نے زمین کی آواز کو سنا وہ آپ سے باتیں کر رہی تھی اور وہ زمین سے باتیں کرتے تھے۔ میں نے صبح کو اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرتؐ سجدے میں گر گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا "اے فاطمہؑ تجھے بشارت ہو پاک نسل کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے شوہر کو تمام خلقت پر فضیلت عطا کی ہے اور زمین کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ اس پر گزرنے والا ہے مشرق سے مغرب تک اس کو کہہ سنائے۔"

اونٹ سے فیصلہ

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ کوفہ کی مسجد سے ایک آواز آئی۔ حضرت نے فرمایا اے عمارؓ ذوالفقار کو لاؤ میں نے حضور کی خدمت میں ذوالفقار کو پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے کہا اے عمار باہر چلے جاؤ اور اس آدمی کو عورت پر ظلم کرنے سے منع کرو۔ اگر وہ خود باز آگیا تو درست ہے ورنہ میں خود اسے درست کر دوں گا۔ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک مرد اور عورت دونوں اونٹوں کی مہار پکڑے ہوئے جھگڑ رہے ہیں۔ عورت کہتی ہے کہ میرا اونٹ ہے مرد کا دعویٰ ہے کہ میرا اونٹ ہے۔ میں نے اس مرد سے کہا کہ امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ تم اس عورت پر ظلم نہ کرو۔ اس مرد نے کہا کہ اب علی یہ چاہتے ہیں کہ میں

اپنا اونٹ اس جھوٹی عورت کے حوالے کردوں یہ کیسے ممکن ہے؟ عمارؓ کہتے ہیں کہ میں واپس گیا اور امیرالمومنین کو خبر دی آپ یہ سن کر باہر تشریف لائے غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا" تم پر افسوس ہے تو اس عورت کے اونٹ کو چھوڑ دے۔" مرد نے کہا" یہ اونٹ میرا ہے۔ یہ عورت جھوٹی مکار ہے۔" امیرالمومنین نے فرمایا" اے لعین تو جھوٹا ہے یہ اونٹ اس عورت کا ہے۔ مرد نے کہا کہ اس کی کیا گواہی ہے؟ آپ نے فرمایا" تو گواہی طلب کرتا ہے اس کا فیصلہ وہ کرے گا جو کوفہ والوں نے بھی نہ دیکھا ہوگا جس کو تو نہ جھٹلا سکے گا۔" مرد نے کہا" اگر ایسا ہوا تو میں اونٹ اس عورت کے سپرد کردوں گا۔" حضرت امیرالمومنین نے اونٹ سے کہا " اے اونٹ تو خود ہی فیصلہ کر کہ تو کس کی ملکیت ہے۔ اونٹ حکم خدا سے بولنے لگا" اے امیرالمومنین میں اس عورت کی ملکیت ہوں اور تقریباً دس سال سے ہوں۔ جب اونٹ کی گویائی دیکھی تو یہ شخص بڑا شرمندہ ہوا اور اونٹ اس عورت کے حوالے کیا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا جا اور اپنا اونٹ لے جا۔

نوشیرواں کا بوسیدہ سر

جناب عمارؓ کا بیان ہے کہ حضرت امیرالمومنین کے ساتھ ذلف بن منجم تھا جب زوال کا وقت آیا تو حضرت نے فرمایا میرے ساتھ چلو ذلف کے ساتھ ساباط کی جماعت بھی تھی۔ حضرت امیرالمومنین نے کسریٰ کے محل میں گھومنا شروع کیا اور حضرت فرماتے جاتے تھے کسریٰ کا یہ مکان اس کام کے لئے مخصوص تھا۔ راوی کا بیان ہے خدا کی قسم ذلف حضرت کے کلام کی تائید کرتا

جاتا تھا۔ اس حالت میں حضرت نے تمام محل کو ملاحظہ فرمایا ذلف اس کے ہمراہ کہتے جاتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام چیزوں کو آپ نے اس مقام پر رکھا ہے۔

حضرت نے ایک بوسیدہ کھوپڑی کو ملاحظہ فرمایا اور اسے اٹھالانے کا حکم دیا پھر ایوان کسریٰ میں تشریف لائے۔ اور ایک تھال طلب فرمایا۔ تھال میں پانی ڈال کر اس میں بوسیدہ کھوپڑی ڈال دی پھر حضرت نے فرمایا "اے کھوپڑی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں مجھے آگاہ کرو کہ میں کون ہوں، تم کون ہو۔ کھوپڑی بزبان فصیح گویا ہوئی "آپ امیرالمومنین ہیں۔ ظاہر و باطن میں متقین کے امام ہیں۔ آپ تعریف سے بہت بلند ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی لونڈی کا بیٹا کسریٰ نوشیرواں ہوں۔" اس کے بعد اہل ساباط اپنے اپنے وطن چلے گئے اور اپنے خاندان والوں کو تمام واقعات بتائے۔ ان لوگوں نے سن کر پریشانی ظاہر کی۔ حضرت امیرالمومنینؑ کی حقیقت کو سمجھنے میں اختلاف کیا۔ کچھ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ان لوگوں نے آپ کے متعلق آگاہ کر کے ہمارے دلوں کو خراب کر دیا ہے۔ بعض لوگوں نے حضرت امیرالمومنین کے لئے ایسا کہنا شروع کر دیا جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا تھا۔ اے حضرت اگر آپ نے انھیں اس حالت میں چھوڑ دیا تو یہ کافر ہو جائیں گے۔ آپ نے سن کر فرمایا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں انھیں آگ میں جلوادوں؟ انھوں نے جواب دیا ہاں آپ نے ان لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا تم میرے لئے کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ انھوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے بوسیدہ کھوپڑی سے آپ کو کلام کرتے سنا ہے اور دیکھا

ہے یہ بات خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں کر سکتا اس لئے ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ اپنی بات سے باز آجاؤ خدا تعالیٰ سے توبہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا ہم اپنی بات سے باز نہ آئیں گے۔ آپ جو سزا دینی ہے وہ دے لیں۔ حضرت نے دیکھا کہ حقیقت نہیں مانتے تو ان سب کو آگ میں جلا دینے کا حکم دیا۔

علی کرم اللہ وجہہ سے بغض

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نے صبح کی نماز رسولؐ خدا کی اقتدا میں ادا کی۔ جب رسولؐ خدا نماز و تسبیح سے فارغ ہو چکے تو آپ نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آئے۔ آپؐ نے ہم سے باتیں کرنا شروع فرمائی۔ اتنے میں ایک انصاری حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا" یارسول اللہ فلاں انصاری کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ ڈالے اور میری پنڈلی کو لہولہان کر ڈالا جس کی وجہ سے آج میں آپ کے ساتھ نماز ادا نہ کر سکا۔" آپ نے سننے کے بعد فرمایا جب کتا کاٹتا ہے تو اس کا قتل واجب ہے تم میرے ساتھ چلو۔ ہم سب لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ اس انصاری کے گھر گئے۔ انس بن مالک نے آگے بڑھ کر دروازے پر آواز دی کہ دروازے پر رسولؐ خدا موجود ہیں۔ انصاری نے آگے آکر دروازہ کھولا آپ کی تشریف آوری سے بے حد خوش ہوا اور جنابؐ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے خود کیوں زحمت کی ہے مجھے حکم دیا ہوتا میں حاضر ہو جاتا۔ آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ کاٹنے والے کتے کو لایا جائے جس نے اس کے کپڑے پھاڑے ہیں۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے کیوں کے اس نے پہلے بھی مسلمانوں کی راہ میں آکر کپڑے پھاڑے

ہیں۔ وہ شخص دوڑ کر گیا اور اس کتے کے گلے میں رسی ڈال کر لے آیا۔ کتا آنحضرتؐ کے سامنے لب ہلاتا ہو عرض کرنے لگا "یا نبیؐ کریم آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں آپؐ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ رسولؐ خدا نے کتے کو پورا واقعہ سنایا کہ تم نے فلاں فلاں آدمی کے کپڑے پھاڑے، فلاں کی پنڈلی کو زخمی کیا، فلاں کو نماز سے روکے رکھا۔" کتے نے عرض کی "یا رسولؐ اللہ یہ لوگ منافق اور ناصبی ہیں۔ یہ لوگ امیرالمومنین حضرت علیؑ سے بغض رکھتے ہیں، اگر یہ لوگ ایسے نہ ہوتے تو میں ہرگز ان کی راہ نہ روکتا میں ان کے کپڑے نہ پھاڑتا اور نہ ہی زخمی کرتا یہ سب بغض رکھتے ہیں۔" رسولؐ خدا نے کتے کا یہ کلام سننے کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے مالک کو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ہدایت فرمائی اور آپ وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

پتھر پر انبیاء کے نام

حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کوفہ سے باہر روانہ ہوئے اس علاقہ کو طے فرمایا جس کو بجلہ کہتے ہیں جو کوفہ سے دو فرسخ کی مسافت پر ہے۔ بجلہ کے پچاس یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنین ہمارے پاس ایک پتھر تھا جس پر چھ انبیاء کے نام درج تھے۔ اب وہ پتھر ہم سے گم ہو چکا ہے ہم نے بہت تلاش کیا مگر وہ ہمیں کہیں نہیں ملا اگر آپ امام برحق ہیں تو وہ پتھر ہمیں تلاش کر دیں۔ حضرت نے ان یہودیوں سے فرمایا میرے ساتھ چلے آؤ۔ عمار کا بیان ہے کہ وہ سب آپ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ خشکی کے ایسے مقام پر وارد ہوئے جہاں ریت کا ایک بہت بڑا پہاڑ موجود تھا۔ حضرت نے ہوا سے

مخاطب ہو کر فرمایا۔" اے ہوا اس ریت کو پتھر سے اڑا دے۔ ایک گھنٹے کے اندر تمام ریت اڑ گئی اور پتھر ظاہر ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا یہی تمہارا پتھر ہے یہودیوں نے عرض کی ہم نے سنا ہے کہ اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام درج ہیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں اس پر وہ نام درج نہیں ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے اور سنا ہے۔ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا نام اس پر درج ہیں جس طرح یہ زمین پر موجود تھا۔ اس کو الٹو۔ ان تمام نے مل کر اس پتھر کو الٹنے کی کوشش کی مگر وہ سب ناکام رہے۔ حضرت نے فرمایا تم سب الگ ہو جاؤ آپ نے ہاتھ بڑھا کر پتھر کو الٹ دیا۔ پتھر پر ان چھ انبیاء کے نام موجود تھے۔ جو صاحب شریعت ہیں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمد مصطفیٰؐ، یہودیوں نے حسب منشاء مراد پائی تو بے اختیار سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ آپ امیرالمومنین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین پر حجت اللہ ہے جس نے آپ کو پہچانا نیک بخت ہوا اور نجات پا گیا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو کر جہنم میں گرا۔ آپ کے فضائل شمار کرنے سے زیادہ ہیں آپ کے احسانات ان گنت ہیں اور تمام یہودی مسلمان ہو گئے۔

سبز درخت سے آگ

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں رسولؐ کے ساتھ تھا جب رات کا وقت ہوا تو سخت ٹھنڈی ہوا چلی آسمان پر چاروں طرف بادل منڈلانے لگے اور بارش برسنا شروع ہوئی نصف رات کے قریب گزر چکی

تھی۔ آپ کے معروف صحابہ کی جماعت جناب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ لوگ سردی میں مبتلا ہیں ان کے دست پناہ اور چقماق بھیگ گئے آگ جلانے کی کوئی چیز نہیں درخت بھی ہرے بھرے ہیں اور پانی کی وجہ سے تر ہیں جس کی وجہ سے آگ جلانا ناممکن ہے۔ سخت سردی کی وجہ سے اہل لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر آگ کا انتظام ہو تو بہتر ہے۔ رسول خدا نے اہل لشکر کی مجبوری سنی تو آپ نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ اٹھو ان لوگوں کے لئے آگ مہیا کرو۔ حضرت اٹھے ایک سبز درخت کی چھال کو توڑا جس میں آگ جلنا مشکل تھی۔ مگر اس سے آپ نے آگ جلائی۔ لوگوں نے اپنے اپنے مقام پر آگ جلا کر اپنے آپ کو گرم کیا اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ رسول اللہ اور امیرالمومنین کی تعریف کی۔

ہر ایک کو تین دینار

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت اپنے عہد خلافت میں ایک مرتبہ منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں حکم دیا کہ سب حاضر ہوں جب سب حاضر ہو گئے تو آپ نے اعلان کیا کہ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے۔ جب آپؑ نے یہ آواز بلند فرمائی تو ہر طرف سے آواز آنے لگی۔ ہم راضی ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ ہم رسولؐ اور اس کے ابن عم کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ نے عمارؓ سے فرمایا۔ بیت المال چلے جاؤ ہر ایک آدمی کو تین دینار دے دو اور ہمارے لئے بھی تین دینار لے آؤ۔ عمارؓ اور ابو ہشیم ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف چلے گئے انہوں نے بیت المال میں دیناروں کو شمار فرمایا وہ تین لاکھ تھے جبکہ لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی سب کو تین تین دینار دئے گئے آپ کے حصہ میں بھی تین دینار آئے۔ عمارؓ نے کہا خدا کی قسم حق تمہارے واسطے آیا نہ مال کا علم تھا نہ مال کے لینے والوں کا علم تھا صرف یہ معجزہ دلالت کرتا ہے کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے جس نے اپنے علم سے دیناروں اور لوگوں کی صحیح تعداد بیان فرمائی۔

قاتل کی خبر

حضرت علیؑ امیرالمومنین اپنی شہادت سے خود خبر رکھتے تھے جس کی بہت سی روایت ہیں ابن سیرین سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے باخبر تھا کہ وہ کب آئے گی وہ علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے حضرت علیؑ نے حکم دیا جو اشخاص کوفے میں رہتے ہیں ان کے

نام لکھ لئے جائیں۔ کوفہ کے رہنے والوں نے تمام نام لکھ کر جناب کی خدمت میں پیش کئے حضرت نے ان ناموں کو پڑھنا شروع کیا جب ابن ملجم کا نام پر پہنچے تو اپنی انگلی اس کے نام پر رکھ دی اور فرمایا خدا تجھے قتل کرے۔ کسی نے پوچھا جب آپ کو علم ہے کہ یہ شخص آپ کو قتل کرے گا تو آپ اسے خود قتل کیوں نہیں کر دیتے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ گناہ سرزد ہونے سے پہلے سزا نہیں دیتا۔

شہروں کی بربادی

حضرت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب نے اپنے ایک خطبہ میں مختلف شہروں کی تباہی و بربادی کے لئے پیشن گوئی فرمائی ہے۔ سعید بن سیب روایت کرتے ہیں کہ کسی نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا خدا تعالیٰ قیامت سے قبل آٹھ بستیوں کو تباہ یا عذاب دیں گے۔ فرمایا سمرقند، جاج، خوارزم، اصفہان اور کوفہ کو ترک اور ہمدان تباہ و برباد کریں گے، رے کو دیلم اور طبریہ برباد کر دیں گے۔ مدینہ اور فارس بھوک اور قحط سے تباہ ہوں گے، مکہ کو حبشی تباہ کریں گے بصرہ اور بلخ غرق ہوں گے، سندھ کو ہند تباہ کرے گا۔ اور ہند کو تبت، تبت کو چین، بدخشاں صاغان کرمان تباہ کریں گے، شام کا کچھ حصہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا، شاماں طاعون میں مبتلا ہو کر تباہ ہوگا، مرد کا شہر ریت سے ہرات سانپوں سے نیشاپور نیل کے ختم ہونے سے آذربائیجان گھوڑوں کی ٹاپوں اور بجلیوں کی وجہ سے۔ بخارا غرق بھوک اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کے حصے کو اوپر کر دیا جائے گا۔

لوہے کا موم بن جانا

ابو سعید خدری، جابر انصاریؓ اور عبداللہ بن عباس ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید نے کہا میں جب اہل روم کی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علیؑ میرے لشکر میں تشریف لائے۔ میں نے کہا علی آرہے ہیں۔ کسی نے یہ بات جاکر حضرت علیؑ سے کہہ دی یہ بات سن کر آپ غصہ میں آئے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا تم نے یہ بات کہی ہے میں نے جواب دیا ہاں میں نے یہ بات کہی ہے آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں آپ نے غصہ کے عالم میں فرمایا تم جیسا آدمی میرے جیسے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تم جیسے کو یہ جرأت ہو جائے کہ تو میرا نام اپنے تالو کے اندر گھماتا رہے۔ آپ نے مجھے گھوڑے سے نیچے گرایا جسے میں روک نہ سکا اس طرح مجھے گھسیٹتے ہوئے حارث ابن کلاکی چکی کے پاس لے گئے آپ نے لوہے کی موٹی کیل کو جو کہ چکی چلنے کا دارومدار تھی اپنے ہاتھوں سے اکھاڑا اس طرح موڑ کر میرے گلے میں ڈال دی جس طرح چمڑے یا موم کو موڑا جاتا ہے۔ میرے ساتھی یہ منظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو واسطے دئیے مگر آپ نے مجھے نہ چھوڑا۔ لوگوں نے یہ واقعہ اصحاب سے بیان کیا انھوں نے اس کیل کو گلے میں سے اتارنے کے لئے لوہاروں کی ایک جماعت کو بلایا۔ ان سب نے یہی کہا کہ یہ کیل اس وقت تک نہیں نکل سکتی جب تک لوہے کو گرم نہ کیا جائے اگر گرم کیا جاتا ہے تو اس کی موت واقعہ ہو جائے گی اس طرح کئی روز تک پھرتے رہے اور لوگ دیکھ دیکھ کر ہنستے رہے۔ کسی نے کہا کہ حضرت علیؑ سفر سے واپس تشریف لائے

ہیں تم دیگر صحابہ کو لے کر جاؤ۔ چند صحابہ کے ساتھ خالد حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سب نے اس کی سفارش کی کہ اس کے گلے سے یہ کیل اتار دی جائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا جب اس نے اپنے لشکر اور سپاہیوں کی زیاتی کی تو اترا گیا اور منزلت کا ارادہ کیا۔ میں نے کیل اس کے گردن میں ڈال دی ہے تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے۔ پھر تمام حضرات نے حضرت علیؑ کو قسمیں دیکر کہا اب اس کی خطا معاف فرمائیں اور یہ کیل اس کی گردن سے نکال دیں۔ آخر حضرت کو ترس آیا آپ نے اس کیل کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارتے گئے اس طرح جس طرح موم کو توڑا جاتا ہے یہ فعل اس طرح کیا جس طرح حضرت داؤد کو خدا نے لوہا نرم کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔

کربلا کی زمین:

ازالتہ الخفا میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں معتبر روایت سے یہ پیشن گوئی حضرت علیؑ نے پچیس برس پہلے ہی فرمائی تھی کہ حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کربلا کی سرزمین پر لب فرات پر شہادت پائیں گے۔ اصبغ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علیؑ امیرالمومنین کے ساتھ جارہے تھے آپ کا گذر کربلا سے ہوا تو آپ نے فرمایا اس جگہ امام کی قبر بنے گی۔ اس جگہ اونٹ ٹھہریں گے اور اس جگہ پالان رکھا جائے گا۔ اس جگہ خون بہایا جائے گا۔ اس مقام پر آل مصطفیٰ کے جوان شہید ہوں گے جس پر آسمان زمین روئیں گے یہ پیشن گوئی آپ نے جنگ صفین پر جاتے ہوئے فرمائی تھی تاریخ نے آپ کی پیشن گوئی درست کر دکھائی۔

اونٹ کا کلام

ازالۃ الخفا سے نقل کیا جارہا ہے جو انہوں نے حارث سے بیان کیا ہے۔
حارث بیان کرتے ہیں میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ شام کے ایک اونٹ کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پائدان کو گرا کر صفوں کے اندر گھستا چلا گیا اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچ کر اپنی تھوتھنی کو آپ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ دیا اور سر اور کندھے کو اپنی گردن سے چلانے لگا۔ حضرت نے فرمایا یہ ایک نشانی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی لوگوں نے اس دن بہت مستعدی دکھائی اور سخت معرکہ ہوا۔

حضرت میثمؒ تمار کی شہادت:

مناقب مرتضوی میں مولانا محمد صالہ کشفی چشتی نے لکھا کہ ایک روز حضرت علیؑ امیرالمومنین اپنے خاص صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں میثمؒ بھی شامل تھے آپ نے میثمؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے میثمؒ اگر حاکم شام تجھے بلائے اور مجھ سے اظہار بے زاری کرنے کو کہے تو تو کیا کرے گا۔ جناب میثمؒ نے عرض کی یاامیرالمومنین میں یہ کام کبھی نہ کروں گا۔ آپ کی محبت کا دامن کبھی نہ چھوڑوں گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا کی قسم وہ تجھے قتل کر دے گا تجھے سولی پر چڑھانے کا حکم دے گا اور تیرے منہ میں لگام بھی ڈلوائے گا جناب میثمؒ نے کہا یاامیرالمومنین میں صبر کروں گا۔ میں اپنا سر و جان بچانے کے خاطر کبھی بھی آپ کی محبت مودت سے گریز نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو بہشت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔

وقت گذرنے کے بعد وہ وقت آگیا کہ حاکم شام کے حکم سے میثمؒ کو گرفتار کر کے اس کے سامنے لایا گیا۔ تو حاکم شام نے کہا اے میثمؒ اگر تو اپنی زندگی چاہتا

ہے تو علیؑ بن ابی طالب سے نفرت کر جناب میثمؑ نے فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہوں ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ حاکم شام غصہ میں آیا اور جناب میثمؑ کو عمران بن حارث کے گھر کے دروازے پر الٹا لٹکا دیا گیا چار روز بعد آپ کے دہن سے خون جاری ہو گیا لیکن اس حالت مرگ میں بھی آپ نے محبت علیؑ سے گریز نہ کیا اور یہی کہتے رہے آؤ اور مجھ سے پوچھو میں بنی امیہ کے عیب و فسادات ظاہر کروں جب اس کی اطلاع حاکم کو پہنچی اس نے حکم دیا کہ فوراً اس کے منہ میں لگام دی جائے تاکہ یہ بات بھی نہ کر سکے۔ پس جناب میثمؑ کے منہ میں لگا دے دی گئی اس روز آپ کی شہادت ہوئی۔ حضرت علیؑ نے جو کچھ آپ کی شہادت کے لئے بیان کیا تھا وہ سب صحیح ثابت ہوا۔

زنا کی تہمت

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

ایک شخص جن کا نام ثابت تھا جو اپنے زہد تقویٰ کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے ایک مرتبہ مدینہ سے مکہ کی طرف ایک قافلہ روانہ ہوا تو آپ نے حضرت علیؑ عمرؓ سے کہا کہ مجھے سالار قافلہ کے ہمراہ کر دیں۔ آپؑ نے حسب فرمائش انھیں اس قافلہ کے سالار کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ انھیں حفاظت سے مکہ پہنچا دیں۔ ثابت ایک خوبصورت وجیہہ نوجوان تھے آپ کی عبادت گذاری کی وجہ سے تمام قافلے کے افراد آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ثابت کی خوبصورتی اور جوانی کو دیکھ کر قافلہ کی ایک نوجوان عورت آپ پر عاشق ہو گئی۔ قافلہ نے رات کو ایک مقام پر قیام کیا یہ خوبصورت عورت رات کی تاریکی میں آپ کے خیمہ کے اندر آ گئی۔ ہر طرح سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی

کوشش کی مگر نیک شخص ذرا بھر بھی اس عورت کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ آخر اس عورت نے ثابت کو مزید متوجہ کرنے کے لئے نیم برہنہ لباس میں اپنے آپ کو پیش کیا مگر ثابت ذرا بھر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ شخص کس طرح بھی اس کے جال میں آنے کو تیار نہیں تو یہ عورت یہ کہہ کر چلی گئی کہ میں تجھے ایسے الزام میں گرفتار کراؤں گی جس کی شرمندگی تیرے دامن کو سیاہ کردے گی۔ آپ اس کی باتوں سے ذرا بھر بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا خدا بڑا عادل ہے وہ ہی مجھے اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ غرض کے غلبہ شہوت کی وجہ سے اس عورت نے اپنی مراد ایک غلام سے پوری کی اور وہ اس غلام سے حاملہ بھی ہوگئی۔ جب اسے اپنے اس حمل کا علم ہوا تو اس عورت نے ثابت کو رسوا کرنے کے لئے یہ حمل اس کے سر تھوپنے کا منصوبہ بنایا۔ ایک رات ثابت کو سوتا پاکر اس نے اپنے زیورات کا ڈبہ اس کے سامان میں رکھ دیا۔ دوسرا لمحہ ہی شور مچانا شروع کردیا کہ میرا زیورات کا ڈبہ چوری ہوگیا ہے۔ جب سالار قافلہ نے سنا تو تمام قافلے والوں کی تلاشی لی گئی مگر کسی کے پاس زیورات نہ برآمد ہوئے اس عورت نے اپنا شک ثابت پر ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بیان بھی دیا کہ میں اب اس راز کو کھولتی ہوں کہ اس شخص نے فلاں رات میرے خیمہ میں گھس کر میرے ساتھ زنا کیا۔ میں نے شور مچانا چاہا تو اس نے جان سے مارنے کی دھمکی دی میں جان کے خوف سے خاموش رہی۔ اسی رات اس نے مجھ سے زنا کیا جس کی نشانی یہ حمل ہے اور میرا شک بھی یہی ہے کہ میرے زیورات کا ڈبہ اسی نے چوری کیا ہے۔ سالار قافلہ پریشان ہوا کیونکہ وہ ثابت کے لئے بہت اچھی طرح

جانتے تھے کہ یہ شخص بہت نیک ہے الغرض کہ سالار قافلہ ثابت کی تلاشی لینے کے لئے مجبور ہوئے۔ جب تلاشی لی گئی تو اس کے سامان سے عورت کا زیورات کا ڈبہ برآمد ہوگیا جس کی وجہ سے تمام اہل قافلہ اور سالار قافلہ کا شک یقین میں بدل گیا۔ حقیقت سب کے سامنے تھی۔ سالار قافلہ نے اسے حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے تمام قافلے والوں سے گواہی طلب کی سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان سے برآمد ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے تمام واقعات کی تصدیق کرنے کے بعد ثابت کو چوری اور زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس کی خبر مکہ تا مدینہ تک پھیل گئی جو بھی سنتا وہ حیران رہ جاتا۔ جب حضرت علیؑ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت امام حسنؑ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ابھی انھیں سزا نہ دی جائے۔ میں ابھی آتا ہوں۔ کچھ دیر بعد آپ دارالشرع پہنچ گئے آپ نے اس عورت کو طلب کیا۔ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا تجھے جانتی ہے میرا نام کیا ہے مجھے علیؑ بن ابی طالب کہتے ہیں۔ سچ سچ بتا یہ حمل کس کا ہے۔ عورت نے عرض کی یا امیرالمومنین ثابت پر جرم ثابت ہو چکا ہے۔ تمام قافلہ کے افراد گواہ ہیں۔ جب دیکھا کہ عورت کسی طرح بھی سچ بیان نہیں کرتی تو آپ نے امام حسن کو حکم دیا کہ جاؤ گھر اندر فلاں مقام پر نیم عصا اور پلاس کا ٹکڑا لے آؤ۔ امام حسن نے یہ چیزیں حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے ایک پردہ میں عورت کو لٹا کر نیم عصا اور کپڑا اس کے پیٹ پر رکھا۔ اسم حسنیٰ میں ایک اسم پڑھ کر فرمایا۔ اے پیٹ کے بچہ جو کچھ بھی حق اور سچ ہے وہ بیان کر۔ بچہ بحکم قادر مختار بلند آواز سے کہنے لگا۔ خدا

ایک ہے محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ہیں مرتضیٰ علیؑ حضرت مصطفےؐ کے وصی ہیں آپ نے فرمایا میں یہ نہیں پوچھتا تم بتاؤ تم کس کے نطفے سے ہو اور یہ زیورات کا ڈبہ ثابت کے سامان میں کیسے پہنچا بچہ شکم مادر سے عرض کرنے لگا یاامیرالمومنین اس عورت نے جو میری ماں بننے والی ہے اس نے اپنے آپ کو ثابت کے سامنے کئی مرتبہ پیش کیا مگر وہ نیک شخص ذرا بھر بھی مائل نہ ہوا اور اس عورت نے اپنی خواہش ایک غلام سے پوری کی اور میں اس غلام کا نطفہ ہوں۔ زیورات کا ڈبہ اس عورت نے ثابت پر چوری کا الزام لگانے کے لئے فلاں رات کو فلاں وقت اس کے سامان میں رکھا تھا تمام خلقت جس میں حضرت عمرؓ اور سالار قافلہ بھی تھے اس معجزے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حقیقت کھل جانے کے بعد اس عورت نے بھی سب کے سامنے اپنے گناہ اور ثابت پر الزام لگانے کا اعتراف کیا۔ اس کے بعد اس عورت کو اس کے گناہ کی سزا دی گئی۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ یہ نیم عصا اور پلاس کیا چیز ہے۔ حضرت علیؑ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ایک دن کا ذکر ہے کہ میں اسی مسجد میں بیٹھا تھا۔ آنحضرت بھی ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ثابت آئے جو اس وقت بہت کم عمر تھے آپ اس سے بڑی لطف و مہربانی سے پیش آئے۔ آپ نے اس وقت ثابت کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اس نیک پر فلاں دور میں فلاں چوری اور زنا کی تہمت لگائی جائے گی اور اسے سنگسار کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ اس کی خلاصی کی تدبیر کیا ہوگی اس وقت یہ لکڑی اور گزی کا ٹکڑا دے کر فرمایا جب اس قسم کا واقعہ در پیش آئے تو اس کو عورت کے پیٹ پر رکھ دینا۔ رحم میں جو نطفہ ہوگا وہ

کلام کرے گا اور جو کچھ حق اور سچ ہو گا وہ بیان کر دے گا۔

خولہ کا بیان

حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت کا اہم واقعہ جو حضرت علیؑ مشکل کشا نے اپنے روحانی کشف سے حل فرمایا آپ نے خالد بن ولید کو ایک جماعت کے ساتھ قبیلہ بنی حنیفہ کی طرف روانہ کیا جو زکوۃ ادا کرنے میں تاخیر کر رہے تھے۔ خالد اس قبیلہ پر غالب آیا اور بہت سا مال غنیمت اور اسیروں کو لے کر حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان اسیروں میں سردار قبیلہ کی بیٹی بھی تھی جب اس کی نظر قبر منور پر پڑی تو بے انتہا گریہ کرنے لگی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ میں آپ کے پاس فریاد لے کر آئی ہوں حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا تیری کیا شکایت ہے اس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں پھر ہمیں کیوں اسیر کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ تم لوگوں نے زکوۃ روک لی ہے۔ اس خاتون نے کہا حقیقت یہ ہے رسول اللہ کے زمانے سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ مالدار لوگ اپنے غربا کو زکوۃ ادا کرتے رہے ہیں۔ ہم اسی دستور کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر خالد نے اس التماس کو قبول نہ کیا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اے امیر اس لڑکی کی باتوں کا خیال نہ کریں یہ ایسے ہی کہتی رہتی ہے۔ آپ نے کہا کہ عہد رسولؐ اللہ میں یہ قاعدہ تھا کہ اصحاب میں سے جو شخص کسی اسیر کے سر پر کپڑا ڈالتا تھا وہ اس سے منسوب کر دی جاتی تھی تم لوگ بھی ایسا ہی کرو۔ اس غرض سے دو شخصوں نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کے سر پر کپڑا ڈالا تاکہ آپ کو اپنی زوجہ بنا سکیں۔ خولہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ امر محال ہے جو ممکن نہیں سوائے اس شخص کے جو میری ولادت کے حالات

بتائے جو کلام میں نے پیدائش کے وقت کیا تھا وہ بیان کرے۔ ایک شخص نے یہ بات سن کر کہا چونکہ یہ لڑکی اسیری کے عالم میں ہے اس لئے ایسی باتیں کرتی ہے جو قطعی ناممکن ہیں۔ خولہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں سچ بیان کرتی ہوں میری شادی صرف اس شخص سے ہی ممکن ہے جو یہ کچھ بیان کرے۔

اتفاق سے کچھ دیر بعد حضرت علیؑ بھی تشریف لے آئے آپ نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر فرمایا تم کیا چاہتی ہو۔ اس نے اپنا مدعا بیان کیا آپ نے فرمایا غور سے سن جب تیرے پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو تیری ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی اے خدا مجھ کو اس بچہ کی ولادت میں سلامتی فرما۔ اس کی دعا قبول ہوئی اور تو نے پیدا ہو کر کہا تھا۔ لاالہ الااللہ محمدؐ رسول اللہ اور کہا اے میری ماں میرا نکاح سردار حیدرؑ سے کرنا جن سے میرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے وہ تیری باتوں سے متحیر ہوئے۔ اور جو کچھ تجھ سے سنا تھا اسے ایک تانبے کے ٹکڑے پر لکھا ہوا اس کو تیری ماں نے پیدائش کے مقام پر دفن کر دیا۔ جب اس پر موت کے آثار نمودار ہوئے تو مجھے اس کی حفاظت کرنے کی وصیت کی اور اسیر ہوتے وقت تو نے اس تانبے کے ٹکڑے کو کوشش سے نکال کر اپنے بازو پر باندھ لیا اور سن اس فرزند کا باپ علیؑ بن طالب ہوگا۔

خولہ نے بازو پر بندھے ہوئے اس ٹکڑے کو نکال کر سب کے سامنے ڈال دیا۔ تمام اصحاب رسولؐ موجود تھے جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ اس پر درج تھا۔ سب نے یک زبان ہو کر فرمایا قول رسولؐ ہے۔ شہر علم میں ہوں اور علیؑ اس کا

دروازہ ہے" اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ابو الحسن یہ لڑکی آپ کی امانت ہے آپ کے حق میں ہے آپ نے خولہ کو اسماء بنت عمیس کے سپرد کیا جو ان دنوں حضرت ابو بکرؓ کی زوجہ تھیں چند دنوں بعد جب خولہ کا بھائی آیا۔ بہن کی طرف سے وکیل ہوا اور پھر آپ حضرت امیر المومنین کے عقد میں آئیں۔

ایک یتیم پر ظلم :

جب بھی مشکل کا وقت آیا آپ نے ہی مشکل آسان فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ مشکل کشا ہیں یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ نے اپنے کشف سے محال امر کو آسان تر کر کے ظالم سے مظلوم کا حق دلایا۔ اس طرح کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ کے دور میں پیش آیا جسے حضرت علیؑ نے اپنی روحانی قوت سے حل فرمایا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جناب ابو عبداللہ انصاری نے وفات پائی آپ نے اپنے پیچھے اسی ہزار دینار اور ایک تین برس کا لڑکا چھوڑا۔ آپ کی بیوی نے آپ کے انتقال کے کچھ عرصے بعد دوسری شادی کر لی اس طرح وقت گزرتا گیا بچہ بھی پہلے سے سنبھل چکا تھا اپنے اچھے برے کی تمیز رکھتا تھا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس کی ماں اپنے شوہر کو کچھ درہم دے رہی ہے لڑکے نے جب اپنی ماں کی یہ حرکت دیکھی تو اس نے اپنی ماں سے احتجاج کیا۔ عورت نے اس وقت تو کچھ نہ کہا مگر دل میں سوچا کہ اس کا ابھی سے یہ حال ہے تو پتہ نہیں آگے چل کر یہ کیا کچھ کرے جس سے میری زندگی تلخ نہ ہو جائے اس نے اپنے موجودہ شوہر کے ساتھ مل کر یہ بات مشہور کر دی کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے بلکہ ابو عبداللہ انصاری کا زرخرید

غلام ہے بچہ کی شفقت و محبت سے پرورش کی تھی جس کی وجہ سے یہ لڑکا اس غلط فہمی کا شکار ہوگیا کہ میں اس کی سگی ماں ہوں جب اس لڑکے نے اپنی سگی ماں سے یہ کلام سنا تو اسے بہت دکھ ہوا۔ جس کی فریاد اس نے حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش کی۔ امیر المومنین مجھے میری ماں سے میرا حق دلایا جائے میری ماں مرحوم باپ کی رقم کو آہستہ آہستہ اپنے شوہر پر خرچ کر رہی ہے اس لئے مجھے میری ماں سے میرا حق دلایا جائے۔ جب ماں کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو دولت کا لالچ دے کر جھوٹی گواہی کے لئے تیار کیا۔ اس کی ماں حضرت عمرؓ کے دربار میں پیش ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی ماں سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کا حق کیوں نہیں دیتی۔ اس عورت نے جواب دیا کہ یہ لڑکا میرا حقیقی بیٹا نہیں ہے یہ ان کا زر خرید غلام ہے اسے میں نے اپنے اولاد کی طرح پالا ہے۔ اب بلا وجہ اپنا حق جتاتا ہے۔ گواہی میں چند لوگوں کو پیش کیا گیا گواہی مکمل ہونے کے بعد اس عورت کو آپ نے بری کر دیا اور اس لڑکے کو قید میں ڈال دیا چند ہی دنوں میں یہ لڑکا قید میں بہت کمزور ہوگیا۔ ایک دن قید خانے کے محافظ سے اس نے نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی میرا اس قید خانے میں دم گھٹتا ہے خدا کے لئے مجھے کچھ دیر کے لئے باہر نکال دے تاکہ میں تازہ ہوا لے سکوں۔ اس محافظ کو اس لڑکے پر ترس آیا اور اس نے اس لڑکے کو کچھ دیر کے لئے باہر نکال دیا لڑکا قید خانے سے باہر سر جھکائے نہایت یاس حسرت مایوسی کے عالم میں بیٹھا تھا کہ اتفاق سے حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کا گذر ہوا انہوں نے جب اس لڑکے کی یہ حالت دیکھی تو ترس کھا کر اس سے پوچھا کیا بات ہے جو تم اس قید خانے میں اس پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہو۔

اس لڑکے نے اپنی تمام کیفیت بیان کی تو آپ نے جواب دیا کہ تم حضرت علیؑ کے پاس چلے جاؤ۔ ان ہی کے وسیلے سے تمہیں اس تکلیف سے نجات مل سکتی ہے۔ لڑکے نے کہا کہ مجھے کون یہاں سے جانے دے گا آپ نے اپنی ضمانت پر اس لڑکے کو حضرت علیؑ کے گھر تک جانے کی اجازت دی۔ لڑکا گرتا پڑتا حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علیؑ نے جب اس لڑکے کو اس حالت میں دیکھا تو نہایت شفقت و محبت سے پیش آئے اسے نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنائے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا تمہیں تمہارا حق ضرور دلائے گا۔ اس لڑکے نے جناب کو اپنی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس لڑکے کو ساتھ لے کر دارالشرع گئے حضرت عمرؓ بھی موجود تھے آپ نے فرمایا اس یتیم پر ظلم ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ نے گزشتہ کاروائی بیان کی اور مسکرا دیئے اور فرمایا اس کی ماں کو دوبارہ طلب کیا جائے۔ عورت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس عورت نے وہی قول دہرایا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو سچ نہیں بتائے گی مگر عورت اپنے قول پر پختہ رہی آپ نے فرمایا خدا کے حکم سے ایسا معجزہ ظاہر ہو گا جو حق ہو گا وہ سب کے سامنے آجائے گا۔ آپ نے فرمایا فصد کرنے والے کو بلایا جائے اور ایک طشت طلب کیا جب یہ چیزیں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ لڑکے کے دائیں ہاتھ سے اور عورت کے بائیں سے فصد کریں۔ دونوں کا طشت میں خون لیا گیا۔ آپ نے اس خون پر اسمائے حسنیٰ سے ایک اسم پڑھ کر دم کیا فوراً اس طشت سے آواز آئی۔ یا امیرالمومنین میں اس لڑکے کی حقیقی ماں ہوں دنیاوی اغراض کے خاطر میں نے اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا میں نے اپنے بیٹے سے بیزاری کی

تھی تمام حاضرین نے اس خون سے آواز سنی سب حاضرین متحیر ہوگئے پھر آپ نے فرمایا ان جھوٹے گواہوں اور اس عورت کو تعزیر دی جائے اور ابو عبداللہ کا ترکہ اس کے بیٹے کے سپرد کیا جائے آخر اس عورت نے بھی اعتراف کیا۔

ایک لڑکی کی فریاد :

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا رہا کرتا تھا جو اہل حجاز کا سردار تمام عرب میں کرم و سخا کی سبب مشہور و ممتاز تھا اس کی شان و شوکت دبدبہ کے لحاظ سے سب اس کی عزت و توقیر کرتے۔ بکثرت بزرگانہ اسباب و سامان موجود تھا۔ غرض کہ ہر لحاظ میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خاندان مصطفیٰ کا دوست دار تھا اور حضرت علیؑ امیرالمومنین کی محبت پر بے حد فخر و مباہات کیا کرتا تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے جو اپنے باپ کی طرح کی شان و شوکت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اس سردار کی ایک لڑکی تھی جو نہایت خوبصورت جوان تھی اپنی پاک دامنی، نیکوکاری اور عبادت کی وجہ سے کافی شہرت رکھتی تھی۔ خصوصی طور پر حب اہلبیت سے اس کا دل سرشار تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ خوبصورت لڑکی نہانے کی غرض سے پانی میں اتری تاکہ غسل کر کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو۔ اتفاقاً ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا۔ اس لڑکی کو ذرا بھر بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ کرم روز بروز رحم میں پلنے اور بڑھنے لگا۔ اس سبب سے اسے تکلیف ہونے لگی اور یہ کرم اس حالت تک پیٹ میں بڑھ گیا کہ اس دوشیزہ کا پیٹ مثل حاملہ عورت لگنے لگا اور اسے حاملہ عورتوں جیسی تکلیف ہونے لگی۔ یہ بات گھر کی چار دیواری

سے نکل کر عام لوگوں میں پھیلی اس پاک دامن لڑکی کے ہر طرف چرچے ہونے لگے۔ یہ لڑکی اپنی پاک دامنی کا یقین دلاتی مگر ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس پر یقین کرتا کیونکہ ظاہر میں آنکھوں کے سامنے مثل حاملہ پیٹ تھا۔ الغرض کہ کوئی شخص بھی کان نہ دھرتا۔ آخر یہ خبر تصدیق کے ساتھ اس کے باپ اور بھائیوں کو پہنچی تو انہوں نے اپنا عمامہ زمین پر دے مارا۔ غم و غصہ میں اپنا لباس تار تار کر ڈالا اور کہا کہ میں اب عرب میں رسوا ہوگیا میری تمام عزت ودبدبہ ختم ہوگیا میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ آخر انھوں نے فیصلہ کیا کہ اس لڑکی کے ٹکڑے کردیئے جائیں تاکہ اس پاپ کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیا جائے۔ سردار نے اپنی لڑکی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے باہر نکالا۔ اس حال سے لڑکی پریشان حال ہوئی۔ اس پاک دامن نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر بارگاہ الہیٰ میں دعا کی۔ اے خدائے غیب دان تو میرے حال سے خوب آگاہ ہے۔ مجھ سے کوئی حرکت ایسی سرزد نہیں ہوئی۔ جس سے میں اس سزا وعذاب کی حق دار بنوں تو ہی جانتا ہے۔ میں کس غم والم میں گرفتار ہوں۔ مریم بنت عمران کی پاک دامنی کا واسطہ پیغمبر آخر الزماں کی دختر نیک اختر کا واسطہ اس چادر کی حرمت کا واسطہ جس کا اشارہ توریت میں مذکور ہے مجھ کو اس تہمت سے چھڑا تو بہتر جانتا ہے میں نے کسی مرد سے قرابت حاصل نہیں کی پھر یہ عذاب مجھ پر کیوں، میری عفت و عصمت تجھ پر ظاہر ہے۔ میں موت سے نہیں ڈرتی۔ موت سب کو آنا ہے۔ مجھے اپنے باپ اور جوان بھائیوں کی رسوائی کا غم ہے وہ میری وجہ سے خلقت میں شرمسار ہو رہے ہیں میں ان کا یہ غم دیکھ کر پریشان ہوں جو میری وجہ سے ندامت و حسرت کے آنسو بہارہے

ہیں۔ اس لڑکی کے دل میں یکایک حضرت علیؑ امیرالمومنین بن ابی طالب کا خیال آیا...... کوفہ کی طرف منہ کر کے درد بھرے دل سے یوں فریاد کرنے لگی۔ اے میرے آقا میری خبر لیجئے۔ جلدی کیجئے آپ میرے طبیب ہیں۔ میں بیمار ہوں تیرے ہی شفا خانے سے مجھے دوائے شفا عطا ہوگی۔ عین اس وقت حضرت امیرالمومنین کوفہ میں مجمع کثیر سے مسجد کے اندر خطاب فرمارہے تھے کہ ناگاہ عالم غیب سے اس لڑکی کا حال معلوم ہوا اور اس کی رہائی کے لئے ایک ہاتف نے تاکید کی۔ اس وقت اہل مجمع سے آپ نے فرمایا اے مومنین اس وقت ایک مشکل پیش آئی ہے جو باعث رنج و ملال ہے اور میرے بغیر اس کا حل ہونا محال ہے۔ اب میں اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے مدینہ منورہ جاتا ہوں۔ وہاں سے واپسی پر اس کا حال بیان کروں گا۔ قنبرؓ نے آپ کے ساتھ جانے کی درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی اور قنبر سے فرمایا اٹھ اب جلدی کر۔ دیر کا موقعہ نہیں دیر کی صورت میں اک بے گناہ پر پتہ نہیں کیا گذرے۔ الغرض آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور جتنی دیر میں آصف برخیا تخت بلقیس کو سبا سے اٹھا کر سلیمان کے دربار میں لائے تھے۔ اس سے بھی جلدی جناب امیر مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب مدینہ پہنچے اس وقت عام ہل چل پریشانی و غوغا کے آثار نمایاں تھے۔ اس لڑکی کے چرچے عام تھے اس ہجوم میں سردار اور اس کے دس جوان بہادر بیٹے ننگی تلواریں لئے اس لڑکی کے ٹکڑے کرنے کے درپہ تھے اور لڑکی غم سے نڈھال آنسوں بہائے جارہی تھی۔ آپ وہاں پہنچے ان سب کو فرمایا خبردار اس لڑکی کو کوئی قتل نہ کرے یہ پاک دامن ہے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ تمام حاضرین آپ کی آمد سے متوجہ ہوئے لڑکی کے باپ نے فوراً آپ کے

قدموں میں حاضری دی اور عرض کی اس لڑکی کی وجہ سے میں کہیں کا نہیں رہا۔ میری سرداری، میری شان، میری عزت سب تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ میں کہیں کا نہیں رہا۔ حضرت امیرالمومنین نے نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ اسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا تو اس بات سے غمگین نہ ہو۔ کسی قسم کا غم نہ کر تیری لڑکی گناہ کی آلائش سے قطعی پاک ہے۔ دیکھو ۲، مثقال وزن کا ایک کرم اس کے رحم میں داخل ہوا ہے جو اس کی ذلت و رسوائی کا باعث بنا ہے۔ آپ نے فرمایا اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اس پاک دامن لڑکی پر کیچڑ اچھالتے ہو۔ یہ پاک دامن ہے آپ نے ایک طشت طلب فرمایا۔ اور کہا کہ اسے برسات اور برف کے پانی سے بھر لاؤ۔ حاضرین نے عرض کی اس موسم میں نہ بارش ہے نہ برف۔ جناب امیر نے اپنی انگشتری مبارک کا نگینہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ فوراً حکم خدا سے دو سیاہ بادل کے ٹکڑے ظاہر ہوئے اور برسنا شروع کیا اور اس طشت کو برسات کے پانی سے بھر دیا۔ بعدازاں اوپر کی طرف سے برف کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ پھر آپ نے کچھ لوشن منگا کر پانی اور برف میں ملایا اور حکم دیا کہ اس جنگل میں ایک خیمہ کھڑا کر دیں اور اس لڑکی کو اس طشت میں بٹھا دیں۔ پھر سب خدا کی قدرت کی طرف متوجہ ہوں جب تمام کام حضرت کے مطابق ہوتا چلا گیا تو وہ کرم کے رحم سے نکل کر پانی میں آپڑا۔ اس طرح اس پاک دامن عورت کو اس عذاب سے نجات ملی جب ترازو میں اس کو تولا گیا تو اس کا وزن ٹھیک بہتر مثقال نکلا آخر اس لڑکی کے باپ اور بھائیوں کو اس پریشانی سے نجات دلائی اور سب خوشی خوشی اپنے گھروں کی طرف چلے گئے سردار اور اس کے بیٹے آپ

کی مدح وثنا تو پہلے ہی سے کرتے تھے اس نجات کے بعد یہ سب ہر وقت آپ کی مدح وثنا وآل محمدؐ کے فضائل بیان کرتے رہتے۔

بعض منافقین

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن اپنی کتاب خاک کربلا تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۰۱ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کے بعض منافقین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر اعتراض کیا تو حضرت علیؑ امیرالمومنین کو پتہ چلا تو آپ نے سارے شہر میں منادی کرادی جب مدینہ کے تمام لوگ مسجد نبوی میں جمع ہوگئے تو آپ نے منبر رسولؐ پر تشریف فرما ہو کر حاضرین سے خطاب کیا۔ اے مدینہ والوں تم سے بعض نے میرے نبیؐ کے علم غیب پر اعتراض کیا ہے۔ سفر میں نبیؐ نہیں علیؑ ہوں۔ نبی کا غلام ہوں۔ جو کچھ تم کو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں عرش اعظم کی باتیں بھی بتاؤں گا۔ جب آپ نے یہ دعویٰ فرمایا تو آزمائش کے خاطر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی اے علیؑ کیا آپ نے کبھی اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حیدر کی علمی جلالت جوش میں آئی اور فرمایا خدا کی قسم میں ایک سجدہ کرتا ہوں دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک کہ خدا کو نہ دیکھ لوں۔

حضرت جبرئیلؑ کا سوال

خطیب اہل سنت محمد افتخار الحسن، فیصل آباد اپنی کتاب خاک کربلا میں نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۱۰ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں حضرت علیؑ امیرالمومنین کا ہمیشہ یہی دعویٰ رہا کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو اس طرح آپ نے ایک مرتبہ بھرے مجمع میں فرمایا مجھ سے پوچھو اور میں زمین و آسمان

کی ہر چیز جانتا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ انسانی صورت میں اس مجمع میں تشریف لائے اور آپ سے فرمایا اگر آپ اپنے دعویٰ اور علم میں سچے ہیں تو بتاؤ اس وقت جبرئیلؑ کہاں ہیں۔ حضرت علیؑ نے زمین و آسمان پر نظر ڈالی مگر آپ نظر نہ آئے۔ مشرق و مغرب، جنوب و شمال چاروں طرف دیکھا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ فضاؤں میں تلاش کیا وہاں بھی نظر نہ آئے۔ آپ نے سوال کرنے والے کی شکل پر نظر ڈالی تو مسکرا دیئے۔ فرمایا جبرئیلؑ تم ہی ہو۔ جب آپ کی یہ معجزہ نمائی دیکھی تو کسی نے پوچھا آخر اتنا علم آپ کے پاس کہاں سے آیا۔ اس لعاب نبیؐ کا اثر ہے جو میں نے اس دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے تناول فرمایا تھا۔

حضرت جبرئیلؑ کا فخر

حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ ایک رات والد بزرگوار امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے بیٹا گھر میں پانی موجود نہیں اور مجھے غسل کی ضرورت ہے امام حسنؑ فرماتے ہیں رات بڑی اندھیری تھی میں اٹھ کر پانی لینے گیا۔ اسی اثنا میں ایک ہاتف نے آواز دی اے امیرالمومنین پانی کا طشت لیجئے۔ میں یہ طشت بہشت عنبر سرشت سے لایا ہوں۔ پس حضرت نے اس سے طہارت کی اور نماز تہجد میں مصروف ہو گئے جب میں پانی لے کر واپس آیا دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ میں نے عرض کی پدر بزرگوار پانی کہاں سے آیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے پانی کا طشت بھیجا تھا اور جب میں غسل سے فارغ ہوا تو کوئی یوں پکار رہا تھا۔ اے علیؑ تیرے مانند کون ہو سکتا ہے کہ جبرئیلؑ امین تیرے غسل کے لئے پانی بہشت سے لاتا ہے۔ نیز جبرئیل نے مجھ سے کہا اس

عمل سے مجھ کو فرشتوں کے درمیان بڑا فخر حاصل ہوا اور میں قیامت تک اس شرف پر فخر و مباہات کرتا رہوں گا۔

ایک سوداگر کی امانت :

حضرت ابو بکرؓ صدیق کے زمانہ خلافت میں ایک سوداگر ہزار دینار حضرت ابو بکرؓ کے سپرد کر کے حج کو گیا۔ جب کچھ مدت کے بعد مدینہ واپس آیا تو آپ انتقال فرما چکے تھے اور حضرت عمرؓ آپ کے جانشین ہو چکے تھے۔ سوداگر نے دارالشرع میں آکر ہزار دینار کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی کچھ خبر نہیں۔ بی بی عائشہؓ سے تحقیق کرنا چاہیئے مگر انھیں بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ سوداگر نہایت پریشان ہوا۔ پرانی واقفیت کی بنا پر حضرت سلمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حال بیان کیا۔ سلمانؓ اس سوداگر کو لے کر حضرت علیؑ بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سوداگر نے اپنا تمام حال امیرالمومنین کی خدمت میں بیان کیا۔ امیرالمومنین نے مسجد سیدالمرسلین میں تشریف لاکر حضرت عمرؓ فرمایا کہ بی بی عائشہؓ سے اجازت لو تاکہ جس جگہ امانت دفن ہے میں اس جگہ کا نشان دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا ابوالحسن کیا حضرت ابو بکرؓ آپ کو اس راز سے آگاہ فرما گئے تھے۔ آپ نے فرمایا جب تم سے ہی یہ بات انہوں نے نہیں کہی تھی پھر مجھے کس طرح بتاتے لیکن خالق اکبر نے زمین کو حکم فرمایا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو واقعات اس پر گزریں وہ مجھ سے بیان کر۔ بعدازاں آپ دیگر اصحاب ہمراہ بی بی عائشہؓ کے گھر پر تشریف لے گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس جگہ قد آدم کھودیں۔ جب مقررہ حد تک کھودا گیا تو ایک برتن برآمد ہوا تو اس میں

ہزار دینار تھے اس طرح امیرالمومنین حضرت علیؑ بن ابی طالب کے طفیل یہ امانت حق دار کو پہنچی تمام حاضرین آپ کے کشف کی داد دینے لگے سب نے تعریف کی۔

حضرت اویس قرنیؓ :

ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ امیرالمومنین عہد و پیثاق لینے کے لئے مقام ذی قار میں فرد کش ہوئے۔ فرمایا کل صبح ہزار مرد کوفہ سے ہمارے پاس پہنچیں گے۔ میں متفکر ہوا کہ مبادا کم اور زیادہ نہ ہوں اور لوگ بے اعتقاد نہ ہو جائیں۔ اگلے روز صبح کو جب وہ لوگ آئے تو میں راستے میں جا کر شمار کرنے لگا نو سو ننانوے شخص آئے اور گذر گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تعجب ہے کہ ایک آدمی کم ہوا۔ اتنے میں ایک شخص صوف کی قبا پہنے اور لڑائی کے آلات تن پر سجائے بیابان سے ظاہر ہوا اور آکر امیرالمومنین کی خدمت میں عرض کی یا امیرالمومنین وصی خیرالمرسلینؑ اپنا دست حق پرست نکالئے تاکہ آپ کی شرف بیعت کی برکت سے دونوں جہاں میں سرفراز اور ممتاز رہوں۔ حضور آپ کی طرف سے جنگ کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوں۔ یہ سعادت اپنے ساتھ بہشت میں لے جاؤں امیرالمومنین نے اپنا دست مبارک اسے دیکر فرمایا مجھے میرے بھائی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ اویس نامی میری امت کے ایک مرد سے تمہاری ملاقات ہوگی جو خدا کا آزاد کردہ ہے اور قبیلہ ربیعہ اور مصر کے گوسفندوں کے بالوں کے شمار کے موافق میری امت کے آدمی اس کی شفاعت سے بہشت میں جائیں گے اور وہ شہید ہوگا جب کہ اہل بغاوت سے تمہاری لڑائی ہوگی۔ راوی کہتا ہے جب ہزار آدمی ٹھیک ہوگئے تو میں بہت خوش ہوا اور حضرت اویس قرنیؓ جنگ صفین میں جناب امیرالمومنین کی طرف سے شہید ہوئے۔

اسلام

(۱) میں اسلام کی ایسی تفسیر کروں گا جیسی مجھ سے پہلے آج تک کسی نے نہ کی ہوگی۔ اسلام تسلیم کا نام ہے اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائیگی ہے اور ادائیگی عمل ہے۔

(۲) لوگوں پر ایسا دور گزرنے والا ہے کہ جب بنام قرآن فقط اس کا رسم الخط باقی رہے گا اور بنام اسلام فقط اس کا نام۔

(۳) بلاشبہ یہ اسلام اللہ کا دین ہے جسے اس نے خود اپنے لئے چنا اور اپنے سامنے اسے تشکیل دیا ہے۔

(۴) سلام سے بلند تر کوئی شرف نہیں۔

(۵) اسلام یہ ہے کہ تمہارا دل سالم ہو جائے اور تمہاری زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۶) لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو سچے مسلمان ہو جاؤ گے۔

(۷) سب سے زیادہ ذمہ دار سب سے بہتر اسلام والا ہوتا ہے۔

(۸) بہترین مسلمان وہ ہے جس کی لگن اور تیاری آخرت کے لئے ہو اور جس کی امید و خوف دونوں مساوی رہیں۔

(۹) اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام بنایا اس کے احکام آسان کئے اور اسکے خلاف لڑنے والوں پر اس کے ارکان کو استحکام عطا کیا۔

(۱۰) اسلام کا ہدف و مقصد (خدا کے سامنے) سر تسلیم (خم کرنا) ہے۔

توحید

(۱) اول دین اللہ کی معرفت ہے اور کمال معرفت الہٰی، اس کی تصدیق اور کمال تصدیق، اسے یکتا واحد سمجھنا ہے اور کمال توحید اس کے لئے اخلاص پیدا کرنا، اور کمال اخلاص صفات کو اس سے نفی کرنا ہے (یعنی وہ کسی صفت سے متصف نہیں)۔

(۲) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، وہ اکیلا اور لاشریک ہے۔ ایسا اول کہ جس سے پہلے کچھ نہیں اور ایسا آخر کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ فکریں اس کی کسی صفت سے باخبر نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی کیفیت دلوں میں ٹھہر سکتی ہے۔

(۳) بابرکت ہے وہ خدا جس تک بلند پرواز ہمتیں بھی پہنچنے سے قاصر ہیں، ذہنوں کی گہری سوچیں بھی اسے پا نہیں سکتیں۔ ایسا اول جس کی کوئی غایت نہیں کہ اس طرح وہ منتہی ہو جاتا اور اس کی ذات کا کوئی آخر نہیں کہ اس طرح وہ ختم ہو جاتا۔

(۴) تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو عرش و کرسی، زمین و آسمان، جن و انس سب سے پہلے موجود تھا اور اسی طرح موجود رہے گا اسے واہموں کے ذریعے نہیں جانا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا، فہم و فراست کے ذریعے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اسے کوئی سائل (دوسرے امور سے) غافل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس سے کچھ لے لینے والا اس کے عطا و بخششوں میں کمی لا سکتا ہے۔ نہ اسے آنکھوں کے ذریعے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی زمان (و مکان) میں محدود کیا جا سکتا ہے۔ جوڑے کے ذریعے اس کی توصیف ممکن نہیں وہ کسی وسیلے کے ذریعے خلق

ہنیں کرتا (یوں ہی وہ جو چاہے خلق کردے) حواس کے ذریعے اس کا ادراک ہنیں ہوسکتا اور نہ ہی لوگوں سے اس کا موازنہ ممکن ہے۔

(۵) (وہ خدا جو) ایک ہے مگر کسی حدود سے ہنیں، ہمیشہ رہنے والا ہے مگر مدت کے تعین کی وجہ سے ہنیں، استوار ہے مگر ستونوں کے سہاروں پر ہنیں، اذہان اسے سمجھتے ہیں مگر شعور و حواس کے ذریعے ہنیں، اور دیکھی جانے والی اشیاء اسکے لئے گواہی دیتی ہیں مگر اس کے حاضر ہوئے بغیر۔

(۶) جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کر دیا اس نے اسے یکتا ہنیں سمجھا اور وہ (ایسا شخص) حقیقت تک ہنیں پہنچ سکا جس نے اس کا مثل ٹھہرایا اور اس (شخص) نے اس کا قصد ہنیں کیا جس نے کسی کو اس کا شبیہ قرار دیا اور اسے اس نے بے نیاز ہنیں سمجھا جس نے اس کی طرف اشارہ کیا یا اسے اپنے خیالوں میں لے آیا۔

(۷) اور جان لو..... اے میرے بیٹے۔! اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے رسول بھی تمہارے پاس ضرور آتے اور تم یقیناً اس کی مملکت و حکومت کے آثار بھی دیکھتے (بالکل) اسی طرح اس کے افعال و صفات کی معرفت بھی تمہیں حاصل ہوتی مگر سچ یہ ہے کہ وہ خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود اپنی توصیف کی ہے۔

(۸) توحید یہ ہے کہ تم اسے خیالوں اور واہموں میں بھی نہ لاؤ۔

(۹) توحید نفس کی حیات ہے۔

(۱۰) جو بھی خدا کو پہچان لے گا وہ اسے یکتا (ہی) مانے گا۔

(۱۱) جو بھی اللہ کا مقر ہوگا وہ اسے مخلوقات سے تشبیہ ہنیں دے گا۔

عدل

(۱) آپ سے پوچھا گیا۔ "عدل وجود میں سے کون افضل ہے؟" تو آپ نے فرمایا "عدل امور کو ان کے ٹھکانوں پر رکھتا ہے اور جود انھیں اپنی جگہوں اور جہتوں سے ہٹا دیتا ہے۔ عدل عام سیاست ہے اور جود خاص عارض ہونے والی چیز ہے لہذا عدل ان دونوں میں سے افضل واشرف ہے۔

(۲) عدل اسلام کے ستونوں میں سے چار شعبوں میں بٹا ہوا ہے، عمیق فہم، گیرائی علم، حسن قضاوت اور استحکام حلم لہذا جو سمجھ گیا وہ علم کی گہرائیوں سے روشناس ہوگیا اور جو علم کی گہرائیوں سے واقف ہوگیا وہ احکام کے سر چشموں سے سیراب نکل آتا ہے اور جو حلم اختیار کرتا ہے وہ اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرتا اور اسی لئے وہ لوگوں کے درمیان قابل ستائش بن کر رہتا ہے۔

(۳) گمان پر بھروسہ کر کے فیصلہ کر دینا عدل نہیں ہے۔

(۴) عادلانہ روش کے ذریعے مخالف کو شکست دی جا سکتی ہے۔

(۵) توحید یہ ہے کہ تم اس کو گمان میں بھی نہ لاؤ اور عدل یہ ہے کہ تم اس پر تہمت نہ باندھو۔

(۶) عدل کو بروئے کار لاؤ اور ناحق شدت و ظلم کی طرف میلان سے دور رہو کیونکہ شدت لوگوں کو ترک وطن پر، اور ظلم انھیں تلوار کی طرف بلاتا ہے۔

(۷) ظالم کے خلاف عدل کا دن، مظلوم پر ظالم کے ظلم کے دن سے زیادہ شدید ہوگا۔

(۸) امام عادل موسلادھار بارش سے بہتر ہوتا ہے۔

(۹) جو جہالت کی پیروی کرتا ہے وہ عدل کی راہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

(۱۰) عدل امارت کی زینت ہے۔

(۱۱) جو اپنے ماتحت افراد کے ساتھ عدل روا رکھتا ہے وہ اپنے سے بلند والوں سے عدل پاتا ہے۔

(۱۲) عدل ایک شکل اور ظلم کئی صورتوں والا ہے اسی لئے ظلم کرنا آسان ہے اور عدل کرنا مشکل۔ یہ دونوں تیر اندازی میں صحیح اور غلط نشانے کی طرح ہیں یقیناً تیر کے ٹھیک نشانے پر بیٹھ جانے کے لئے بڑے زمانے اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ نشانہ خطا ہو جانے کے لئے ان سب میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۱۳) سب سے افضل "والی" وہ ہے جس کی یاد عدل کے ذریعے باقی رہے اور اس کے بعد آنے والا اسی سے مدد حاصل کرے۔

(۱۴) عدل کو سخت گیری پر مقدم رکھو گے تو محبت کی کامیابی سے ہمکنار ہو جاؤ گے اور جہاں بات سے کام نکل جائے وہاں عمل میں مشغول نہ ہو۔

(۱۵) سلطان کا عدل زمانے بھر کی سرسبزی و شادابی سے بہتر ہوتا ہے۔

(۱۶) رعایا کا دل اپنے مالک کے لئے ایک خزانے کی طرح ہوتا ہے لہذا وہ اس میں جو بھی عدل و ظلم رکھے گا بعد میں وہاں سے وہی پائے گا۔

(۱۷) عدل بہترین قضاوت ہے۔

(۱۸) عدل لوگوں کے لئے استحکام کا باعث ہے۔

(۱۹) عدل سلطان کی فضیلت ہے۔

امامت

(۱) جس نے خود کو لوگوں کا امام بنایا اسے دوسروں کی تربیت سے پہلے خود اپنی تربیت کا آغاز کر دینا چاہیئے اور اپنی زبان کے ذریعہ (دوسروں کو) ادب سکھانے سے پہلے اسے اپنی سیرت کو تادیب کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ خود اپنے آپ کو تعلیم دینے اور سدھارنے والا، لوگوں کو تعلیم و تربیت دینے والے سے زیادہ قابل احترام ہے۔

(۲) اللہ نے امانت (امامت) کو امت کے نظام کو برقرار رکھنے کیلئے فرض کیا اور اطاعت کو امامت کی تعظیم کے لئے واجب کیا۔

(۳) بلاشبہ عظیم ترین خیانت، امت کے ساتھ خیانت ہے اور بدترین دھوکا رہبروں کا دھوکا ہوتا ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

(۴) بدترین آدمی وہ ظالم رہبر ہے جو خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے اور اسکی وجہ سے دوسرے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں (کیونکہ) وہ معروف سنت کو مردہ اور متروک بدعتوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے عادل اماموں پر واجب کیا ہے کہ وہ اپنے معیار زندگی کو (مالی اعتبار سے) کمزور طبقہ کے مطابق رکھیں تاکہ فقیر کو اس کی فقیری نافرمانی پر نہ اکسائے۔

(۶) اللہ نے منصف رہبروں پر فرض کر دیا ہے کہ وہ خود کو عوام (کے معیار زندگی) کے مطابق رکھیں تاکہ فقیر کو اپنا فقر برا نہ لگے۔

(۷) امام عادل موسلادھار بارش سے (بھی) بہتر ہے۔

(۸) جس نے امام (عادل) کی اطاعت کی اس نے اپنے رب کی اطاعت کی۔

(۹) امام کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو اسلام و ایمان (اور احکام کی حدود) سے روشناس کرائے۔

(۱۰) تمہارے لئے اپنے اماموں کی اطاعت لازم ہے کیونکہ وہ لوگ آج تمہارے (اعمال کے) گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور کل اللہ کے نزدیک یہی لوگ تمہارے شفیع ہوں گے۔

(۱۱) ائمہ (حق) ہی اللہ کی مخلوقات کے لئے اس کے نمائندے اور لوگوں کے لئے اللہ کو پہنچوانے والے ہیں، جنت میں صرف وہی جاسکتا ہے جسے یہ لوگ، (ائمہ) اور جو ان لوگوں کو پہچانتا ہو اور جہنم میں وہی جائے گا جو ان کا، اور یہ جس کا انکار کریں گے۔

آخرت

(۱) اے لوگو دنیا صرف ایک گزرگاہ ہے اور آخرت جائے استقرار ہے لہذا تم لوگ اپنی گزرگاہ سے اپنے مستقر کا کچھ سامان کرلو اور اپنے اسرار کا پردہ اٹھاؤ جو ان سے واقف ہے۔

(۲) جو اپنی آخرت سنوار لے گا، اللہ اسکی دنیا سنوار دے گا۔

(۳) جو آخرت چاہتا ہے اسے دنیا چاہتی ہے یہاں تک کہ وہ اسی (دنیا) سے اپنا رزق مہیا کرلیتا ہے۔

(۴) مجھے اس پر تعجب ہے جو اپنی دوسری خلقت سے انکار کرتا ہے جبکہ وہ اپنی پہلی خلقت کا مشاہدہ کررہا ہوتا ہے اور دار بقا کو چھوڑ کر دار فنا کو آباد کرتا ہے۔

(۵) آپ نے موعظہ کی خواہش کا اظہار کرنے والے ایک شخص سے فرمایا "ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو عمل کے بغیر آخرت کے طلب گار ہوتے ہیں"۔

(۶) امام حسن علیہ السلام سے وصیت میں فرمایا" جان لو بیٹا تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے، تم فنا کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ بقا کے لئے اور تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ کہ زندگی کے لئے۔

(۷) دنیا کی تلخی، آخرت کی مٹھاس اور دنیا کی حلاوت آخرت کی تلخی ہے۔

(۸) اللہ نے دنیا کو خراب اور آخرت کو آباد کرنے والوں کے علاوہ سب سے منہ موڑ لیا ہے۔

(۹) جس نے اپنے دن کی ابتدا آخرت کی فکر میں کی وہ بغیر دولت کے غنی، بغیر اہل کے مانوس اور بغیر خاندان کے عزت دار ہوجاتا ہے۔

(۱۰) دنیا، دولت سے حاصل کی جاتی ہے اور آخرت اعمال سے۔

(۱۱) متاع آخرت (دنیا میں) سستی ہے لہذا اس وقت اس کی زیادہ خریداری کرو۔

(۱۲) حقیقتاً جس پر سعادت کا عنوان صادق آتا ہے وہ آخرت کی سعادت ہے اور اس کی چار قسمیں ہیں ایک ایسی بقا جس میں فنا نہیں، ایک ایسا علم جس میں جہل نہیں، ایک ایسی قدرت جس میں عجز نہیں اور ایک ایسی بے نیازی جس میں فقر نہیں۔

(۱۳) جو اپنی آخرت سنوار لیتا ہے اللہ اسکی دنیا سنوار دیتا ہے۔

(۱۴) آخرت خوش قسمتوں کی کامیابی ہے۔

(۱۵) فائدہ میں وہی شخص ہے جس نے دنیا کو آخرت کے لئے فروخت کر دیا۔

(۱۶) مال و اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں اور اعمال صالح آخرت کی کھیتی ہیں۔

(۱۷) حالات دنیا اتفاقات پر، اور احوال آخرت تواتر پر مبنی ہوتے ہیں۔

(۱۸) دنیا (ایک بچھے ہوئے) دسترخوان کی طرح ہے، جہاں نیک و بد سب ہی (ایک ساتھ) کھاتے ہیں مگر آخرت دار حق ہے اور وہاں ایک قادر بادشاہ کا حکم چلے گا۔

(۱۹) دور اندیش وہ ہے جسے دنیا کی فریب کاریاں آخرت کے لئے کام کرنے سے باز نہ رکھ سکیں۔

(۲۰) آخرت دار مستقر ہے لہذا اسکے لئے ایسی چیزیں تیار رکھو جو تمہاری خاطر باقی رہنے والی ہوں۔

شفاعت

(۱) جان لو کہ یہ قرآن شفاعت شدہ شافع اور تصدیق شدہ قائل ہے اور یہ کہ قرآن روز قیامت جس کی شفاعت چاہے گا اس کی شفاعت ہو جائے گی اور قرآن جس کی شکایت کرے گا وہ قبول کر لی جائے گی۔

(۲) روز قیامت نہ کوئی شفیع ہو گا اور نہ دوست ہو گا جو کچھ فائدہ پہنچا سکے اور نہ ہی کوئی بہانہ ہو گا جو عذاب الٰہی دور کر سکے گا۔

(۳) یہ نقص ہے کہ تمہاری شفاعت کرنے والا تمہارے ذات اور صفات سے ہٹ کر کوئی اور شے ہو۔

(۴) شفاعت کرنے والا طالب شفاعت کے لئے بال و پر کا درجہ رکھتا ہے۔

(۵) توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفیع نہیں۔

(۶) اللہ کے نبیوں کے بلاوے پر لبیک کہو اور ان کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کرو ان کی اطاعت کرو تب جا کر تم ان کی شفاعت (کے دائرہ میں) داخل ہو پاؤ گے

(۷) اعتراف مجرم کا شفیع ہے۔

(۸) مجرم کا شفیع اس کا انکساری کے ساتھ معذرت کرنا ہے۔

(۹) شافع خلق حق پر عمل اور صدق کی پابندی ہے۔

(۱۰) گناگار کا بہترین شفیع اس کا اقرار ہے۔

(۱۱) عذر خواہی سے زیادہ کامیاب کوئی شفیع نہیں۔

حق

(۱) یقیناً حق ثقیل اور قابل ستائش ہے اور باطل ہلکا اور وباوالا ہے۔

(۲) جو بھی کاہلی کا پابند رہا اس نے (دوسروں کے) حقوق ضائع کر دیئے۔

(۳) ہر نعمت میں اللہ کا حق ہوتا ہے لہذا جو اس کے حق کو ادا کر دیتا ہے اللہ اس کی نعمتوں کو بڑھا دیتا ہے اور جو اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اللہ اس کی نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے۔

(۴) دوسروں کے کام میں غور و فکر کرنے والا حق نہیں پاسکتا اور جو جہالت کی وجہ سے بکثرت تنازعہ کرے گا حق کے بارے میں اس کا اندھا پن ہمیشگی اختیار کرے گا۔

(۵) آدمی اپنے حق کی تاخیر کے لئے مطعون نہیں کیا جاتا بلکہ وہ ان چیزوں کے لینے پر برا سمجھا جاتا ہے جو اس کے لئے نہ ہوں۔

(۶) مومنین کے گمانوں سے ڈرو کیونکہ اللہ نے حق کو انکی زبانوں پر قرار دیا ہے۔

(۷) (معاویہ کو خط میں تحریر فرمایا) آگاہ ہو جا جسے حق نے اپنا لیا وہ جنتی ہے اور جو باطل کا لقمہ بنا وہ جہنمی ہے۔

(۸) بہترین اخلاق حق کے معاملے میں صبر ہے۔

(۹) اللہ کی نعمتیں کسی پر بھی بہت زیادہ نہیں ہوتیں جز یہ کہ اس پر اللہ کا حق بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۱۰) ذو آنکھوں والے کے لئے حق کتنا واضح ہے۔

(۱۱) حق نمونہ اور باطل وبال جان ہے۔

(۱۲) حق کی طرف جانے کے لئے سختیاں اٹھاؤ۔

(۱۳) جو حق سے تجاوز کرتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔

(۱۴) حق سے روشناس کرانے والے کا حق پہچانو چاہے وہ بلند مرتبہ امیر یا کوئی پست (آدمی) کیوں نہ ہو۔

(۱۵) اپنے بھائی کا تعلقات کی بنا پر حق ضائع نہ کرو وہ تمہارا بھائی نہیں ہے جس کا تم حق ضائع کردو۔

(۱۶) حق نجات دیتا ہے اور باطل برباد کردیتا ہے۔

(۱۷) حق کے ساتھ اس دن کیلئے عمل کرو جس دن صرف حق سے فیصلہ ہوگا۔

(۱۸) شریف ناحق قتل ہو جاتا ہے (مگر روز قیامت) اسے اپنے حق سے زیادہ ثواب عطا کیا جائے گا۔

(۱۹) صاحب تفرقہ لوگ باطل ہوتے ہیں بھلے ہی وہ زیادہ ہوں اور ہم آہنگ لوگ اہل حق ہوا کرتے ہیں بھلے ہی وہ کم ہوں۔

(۲۰) بلاشبہ اللہ کا دین لوگوں سے نہیں پہچانا جاسکتا لہذا حق کو پہچان لو تو اہل حق کو جان جاؤ گے اور بلاشبہ حق بہترین بات ہے اور اس پر علی الاعلان عمل کرنے والا مجاہد ہوتا ہے۔

(۲۱) جو اپنے حق سے زیادہ کا سوال کرتا ہے وہ محرومیت کا مستحق ہوتا ہے۔

(۲۲) حق ایسی روشنائی ہے جو ناانصافی اور کٹ حجتی سے منزہ ہوتی ہے۔

(۲۳) حق ہر عامل کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۲۴) حق اہل باطل کے لئے تلوار ہے۔

(۲۵) حق اتباع کے لئے سب سے زیادہ مناسب ہے۔

حکمت

(۱) حکمت جہاں ملے لے لو کیونکہ حکمت اگر منافق کے سینے میں ہوتی ہے تو وہاں اس وقت تک متحرک رہتی ہے جب تک کہ وہاں سے نکل کر اپنے (حقیقی) مالک مومن کے سینے میں نہ منتقل ہوجائے۔

(۲) حکمت مومن کی گمشدہ (چیز) ہے لہذا حکمت لے لو بھلے ہی وہ صاحب حکمت منافق ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) یقیناً حکماء کا کلام اگر درست ہوتا تو دوا کی طرح (مفید) ہوتا ہے لیکن اگر غلط ہوتا ہے تو بیماری ہوتا ہے۔

(۴) یقین (جو ایمان کے ستونوں میں سے ہے) کے چار حصے ہیں نظر و ذہن کی چابکی، ادراک حکمت، عبرت کا حصول اور اولین کی روش، لہذا جو ذہانت کے معاملے میں دور اندیشی سے کام لیتا ہے اس کے لئے حکمت واضح ہوجاتی ہے اور جس کے سامنے حکمت واضح ہوگئی وہ عبرت ناک چیزوں سے سبق حاصل کرے گا اور جس نے عبرت ناک اشیاء کو پہچان لیا تو گویا وہ اولین کے گروہ میں شامل ہوگیا۔

(۵) اپنے دل کو موعظے کے ذریعے زندہ کرو اور زہد کے ذریعے مار ڈالو (یعنی دل میں پیدا ہونے والی خواہشات کو ختم کر ڈالو) یقین کے ذریعے اس کو تقویت پہنچاؤ اور حکمت سے اسے منور کرو۔

(۶) جو (علم و) حکمت میں معروف ہوتا ہے اس کی طرف پر وقار نگاہیں اٹھا کرتی ہیں۔

فکر

(۱) فکر ایک صاف و شفاف آئینہ ہے۔ (۲) تفکر جیسا کوئی علم نہیں۔

(۳) جو (کلام میں) زیادہ روی کرتا ہے وہ بکواس کرنے لگتا ہے اور جو غور و فکر کرتا ہے وہ صاحب بصیرت ہو جاتا ہے۔

(۴) جو غور و فکر کرتا ہے وہ عبرت حاصل کر لیتا ہے، جو عبرت حاصل کر لیتا ہے وہ لوگوں سے دور ہو جاتا ہے اور جو لوگوں سے دور رہتا ہے وہ سالم رہتا ہے۔

(۵) ہر وہ خاموشی جس میں غور و فکر نہیں، غلطی ہے۔

(۶) عقلیں، افکار کی امام ہیں اور افکار، قلوب کے امام ہیں اور قلوب حواس کے امام ہیں اور حواس اعضاء کے امام ہیں۔

(۷) تفکر کے ذریعہ اپنے دل کو جگاؤ رات کو (اللہ کی عبادت میں) بیٹھ کر گزارو اور اپنے پروردگار سے ڈرو۔

(۸) حکمت اور دانش مندی کی باتوں کے علاوہ کسی اور چیز کے بارے میں غور و فکر کرنا ہوس ہے۔

(۹) اللہ کی نعمتوں کے بارے غور و فکر بہترین عبادت ہے۔

(۱۰) غور و فکر ہدایت کی طرف لے جاتی ہے۔

(۱۱) غور و فکر متقیوں کی تفریح ہے۔

(۱۲) غور و فکر عقلوں کی جلا ہے۔

(۱۳) سب سے افضل عبادت غور و فکر ہے۔

نماز

(۱) نماز ہر متقی کے لئے اللہ سے تقرب کا وسیلہ ہے۔

(۲) مجھے ایسے گناہ کی پرواہ نہیں جس کے بعد مجھے اتنی مہلت مل جائے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور خداوند عالم سے طلب عافیت کر لوں۔

(۳) اللہ اللہ نماز بلاشبہ تمہارے دین کا ستون ہے۔

(۴) خشوع، نماز کی زینت ہے۔

(۵) جو نماز کی تیاری اس کے وقت سے پہلے نہیں کرتا وہ نماز کا احترام نہیں کرتا۔

(۶) نماز غلطیوں کے لئے صابون ہے۔

(۷) مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے لہذا جو نماز چھوڑ کر ایمان کا دعویٰ کرے اس کا عمل اس کی تکذیب کرے گا اور خود اس کے خلاف گواہی دے گا۔

(۸) میرے شیعوں کو دو عادتوں سے پہچانو: نماز کے وقت کی پابندی اور اپنے بھائیوں کا دولت کے ذریعے تعاون اور اگر یہ (صفات) نہ پائی جاتی ہوں تو ان سے دور ہو جاؤ۔۔ ان سے دور ہو جاؤ۔

(۹) نماز رحمان کا قلعہ اور شیطان کو بھگانے کا ذریعہ ہے۔

روزہ

(۱) کتنے ایسے روزہ دار ہیں جنھیں انکے روزوں سے صرف بھوک اور پیاس ہی ملتی ہے اور کتنے شب کو نماز قائم کرنے والے ایسے ہیں کہ جن کے حصے میں صرف رت جگا اور تھکن کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا، کتنی اچھی ہے دور اندیش لوگوں کی نیندیں اور انکا افطار کرنا۔

(۲) ہر شئے کی ایک زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزے ہیں۔

(۳) اللہ نے روزے کو مخلوقات کے اخلاص کو آزمانے کے لئے فرض کیا ہے۔

(۴) آپ نے کسی عید کے موقع پر فرمایا۔ "یہ صرف اس شخص کی عید ہے جس کے روزوں کو اللہ نے قبول کیا اور جس کی نمازوں کا اس نے شکریہ ادا کیا اور وہ دن جس میں اللہ کی معصیت نہ کی جائے عید ہے"۔

(۵) روزہ، بندہ وخالق کے درمیان ہونے والی عبادت ہے جس سے اس کے علاوہ اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اسی طرح اس کا اجر بھی اسکے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔

(۶) روزہ کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ یعنی ہر اس چیز کو ترک کر دینا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔

(۷) مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند آئیں، مہمان کی عزت کرنا، گرمیوں میں روزہ رکھنا اور اللہ کی راہ میں تلوار چلانا۔

(۸) ہر مہینے کے "ایام بیض" (تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ) میں روزے رکھنا، درجات کو بلند اور ثواب کو عظیم کر دیتا ہے۔

جہاد

(۱) جہاد جو اسلام کے ستونوں میں سے ایک ہے چار شعبوں میں تقسیم ہوتا ہے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ہر موقع پر سچ اور فاسقوں سے نفرت کرنا لہذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنوں کی کمر مضبوط کی اور جس نے نہی عن المنکر انجام دیا اس نے کافروں کی ناک زمین پر رگڑ دی اور جو اکثر مقام پر سچ بولتا ہے وہ اپنے لئے مضر اشیاء کو (اپنے سے) دور کر دیتا ہے اور جس نے فاسقوں سے اظہار نفرت کیا اور اللہ کے لئے (ان پر) غضبناک ہوا تو اللہ بھی اس کی خاطر (اس کے دشمنوں پر) غضبناک ہوگا۔ اور روز قیامت اسے راضی کر دے گا۔

(۲) جس جہاد کے ذریعے تم سب سے پہلے مغلوب ہوگے وہ ہاتھوں سے جہاد ہے، پھر زبان سے اور پھر دلوں کے ذریعے، لہذا جو دل سے کسی اچھے کام پر خوش اور برے کام پر اظہار نفرت نہ کرتا ہو اس طرح الٹ دیا جائے گا کہ اس کا اوپری حصہ نیچے اور نچلا حصہ اوپر ہوگا۔

(۳) حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے اور بہترین شوہر داری (خانہ داری) عورت کا جہاد ہے۔

(۴) اما بعد، بلاشبہ جہاد، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھول رکھا ہے وہی لباس تقویٰ اللہ کی مضبوط زرہ اور بھروسے مند سپر ہے لہذا جو جہاد کو ناپسندیدگی کی بنا پر ترک کر دیتا ہے اسے اللہ ذلت کا جامہ پہنا کر بلاؤں کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور وہ

(۱۲) دین میں یقین کا درست ہونا سرفہرست ہے۔

(۱۳) دین کا بہترین معاون صبر ہے۔ (۱۴) حسد دین کی آفت ہے۔

(۱۵) اس کا کوئی دین نہیں جس کی کوئی نیت نہ ہو۔

(۱۶) (دین کو) سبک سمجھنا دین کے لئے آفت ہے۔

(۱۷) آپ سے پوچھا گیا "کون سب سے زیادہ بد بخت ہے" تو آپ نے فرمایا "جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنا دین بیچ دے۔

(۱۸) آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی مصیبت سب سے زیادہ سخت ہے تو آپ نے فرمایا "دین کی مصیبت"۔

(۱۹) جو جدل و کٹ حجتی کے ذریعے دین چاہے گا وہ زندیق ہو جائے گا۔

(۲۰) اس کے پاس کوئی دین نہیں جس نے مخلوق کی اطاعت، اللہ کی معصیت کرنے کے لئے اختیار کی۔

(۲۱) بدعت کے جیسا کسی نے دین کو برباد نہیں کیا اور نہ طمع کی طرح کسی اور شئے نے مردوں کو خراب کیا۔

(۲۲) تمہارا بھائی تمہارا دین ہے لہذا اپنے دین کے لئے جس طرح چاہو احتیاط کر لو۔

(۲۳) دینداروں کی کچھ علامتیں ہیں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاتے ہیں: سچی بات، ادائے امانت ایفائے عہد، صلہ رحم، کمزوروں پر رحم، نیکی انجام دینا، خوش اخلاقی، علم اور ہر اس چیز کی پیروی جو اللہ کی قربت کا باعث ہوتی ہو۔

(۲۴) دین سب سے زیادہ با فضیلت مطلوب ہے۔

دنیا

(۱) دنیا و آخرت دو متفاوت دشمن اور مختلف راستے ہیں لہذا جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور اسے ہی پسند کرتا ہے وہ آخرت سے نفرت وعداوت رکھتا ہے یہ دونوں مشرق و مغرب کی مانند ہیں کہ ان کے بیچ میں چلنے والا ایک سے جتنا قریب ہوتا جائے گا دوسرے سے اتنا ہی دور ہوتا چلا جائے گا اور یہ (دنیا و آخرت) ایک دوسرے کی سوتنیں ہیں۔

(۲) دنیا میں سے اتنا ہی لو جتنا تمہارے پاس (خود بخود) آجائے اور اس سے اتنا ہی دور رہو جتنا وہ تم سے دور رہے اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو (کم از کم) اپنی خواہشوں میں ہی کچھ کمی کر لو۔

(۳) اگر دنیا کسی کے پاس آتی ہے تو دوسرے کی خوبیاں بھی (وقتی طور پر) اسے ہی سونپ دیتی ہے۔ اور اگر یہ دنیا کسی سے روٹھ جاتی ہے تو خود اس کی خوبیوں کو بھی اس سے سلب کر لیتی ہے۔

(۴) جو دنیا کو چاہے گا موت اسے اس وقت تک ڈھونڈتی رہے گی جب تک اسے اس دنیا سے نکال نہ لے جائے اور جو آخرت کا طلب گار ہوگا تو دنیا اس کی طالب رہے گی یہاں تک کہ وہ اپنی روزی اسی دنیا سے حاصل کر لیا کرے گا۔

(۵) اے جابر، دین اور دنیا کا استحکام چار لوگوں پر منحصر ہے: اپنے علم پر عمل پیرا عالم، تعلم سے گریز نہ کرنے والا جاہل، اپنے عطیات میں بخل نہ کرنے والا سخی اور دنیا کے بدلے آخرت نہ بیچنے والا تہی دست۔